CONTENTS

OF

THE NEW TESTAMENT,

عہدِ جدید

کی

کتابیں

مصنّفہ

پادری آیچ۔جی گرے صاحب ایم۔اے و

پادری جے علی بخش صاحب پروفیسر ڈوِنٹی کالج لاہور

۱۹۰۹ء

بار اول ۱۰۰۰ جلد

قیمت ۸ر

عہد جدید کا بیان

نئے عہد نامہ کا بیان کرتے ہیں ہم دو باتوں کو یاد رکھیں :-

(الف) اس جلد میں ایک ہی مصنف کی ایک ہی تصنیف نہیں۔ بلکہ مختلف مصنفوں کی مختلف تصنیفات ہیں۔ اور اس میں ایک ہی گواہ کی شہادت نہیں بلکہ بہت گواہوں کی ۔ اور وہ الگ الگ ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔ مثلاً چاروں اناجیل مسیح کی زندگی کے علیحدہ علیحدہ بیان ہیں۔ ان کا باہمی مقابلہ کرنے سے واقعات کی صحت ثابت ہو جاتی ہے ۔ اسی طرح اگر اعمال کی کتاب کے بیانات کا پولوس رسول کے خطوں سے مقابلہ کریں تو اُن کی پوری موافقت ظاہر ہوگی۔ یہ جلد نو مصنفوں کی تصنیفات کا مجموعہ ہے۔ لیکن تعلیم کی بڑی بڑی باتوں میں وہ سب یکساں ہیں ۔

(ب) الہام کا مسئلہ یہاں خاص طور پر زیر بحث نہیں کیونکہ اگر بالفرض یہ کتابیں الہامی ثابت نہ ہوں۔ لیکن جن واقعات کا بیان ان میں قلمبند ہوا ہے وہ تواریخی طور پر صحیح ثابت ہو جائیں۔ تو بھی مسیحی دین قابلِ اعتبار ٹھیریگا ۔ چنانچہ اگر مسیح کی زندگی ایسی ہی پاک گذری ۔ جیسا کہ چاروں

انجیلوں میں مندرج ہے۔ اور اگر وہ فی الواقعہ مُردوں میں سے جی اُٹھا تو اُس کے ابن اللہ ہونے کا دعوےٰ کافی طور سے ثابت ہے۔ اس امر کا ذکر اس لئے کیا جاتا ہے کہ مسیحی ہونے کے لئے ان واقعات پر ایمان لانا ضرور ہے نہ کہ کتابوں کے الہام پر۔ کیونکہ انسان کی نجات مسیح کی موت اور اُس کے جی اُٹھنے پر موقوف ہے نہ کہ کسی کتاب پر ❖

اِس رسالہ کا یہ خاص مقصد ہے کہ اس امر کو جانچیں اور تحقیقات کریں۔ کہ جو بیان اِن کتابوں میں مندرج ہے وہ تواریخی طور پر قابلِ اعتبار ہے۔ اس تحقیقات میں ہم تعصّب سے کام نہ لیں۔ جہاں کہیں سے سچائی ملے اُسے خوشی سے قبول کرنے پر تیار رہوں۔ اگر کوئی بیان اِن سے زیادہ اعتبار کے لائق ہو تو اُسکے ماننے میں تامّل نہ کریں ❖

لیکن خاص مضمون شروع کرنے سے پیشتر یہ بتانا مناسب ہوگا کہ کن وجوہات سے اکثر مسیحی اِن کتابوں کو الہامی مانتے ہیں۔ اور الہام سے کیا مُراد لیتے ہیں۔ اور کس طریقہ سے وہ سب ایک ہی جلد میں جمع ہوگئیں ❖

لفظ الہام لَہَم سے نکلا ہے۔ جس کے معنی عربی میں نگلنا ہیں۔ اور اس سے لفظ الہام کے معنی یہ ہوئے "دل میں ڈالنا"۔ پس الہام کوئی بیرونی شئے نہیں بلکہ وہ انسان کے دل سے خاص تعلّق رکھتا ہے۔ انگریزی اور یُونانی لفظوں سے بھی تقریباً وہی بات مُراد ہے۔ اُنکے لغوی معنی ہیں کسی کے "اندر پھُونکنا"۔ (۲ تمط ۳ - ۱۶ + ایوب ۳۲ - ۸) کس طرح سے خدا نے الہام کے ذریعہ اتنے خیالات بعض انسانوں کے دل میں ڈالے؟ یہ بہت دلچسپ سوال ہے۔ اس کی تحقیقات میں ہمیں

پہلے سے یہ فرض کر لینا نہیں چاہئے کہ جو الہام خدا سے ملیگا وہ ضرور ایسا مکمّل اور بے نقص ہوگا کہ کبھی اُس میں کسی طرح کے سہو کو دخل نہ ہوگا بلکہ خود کوشش کر کے اِن کتابوں سے دریافت کریں کہ مُلہم اور اِن کے ہمعصروں نے الہام سے کیا سمجھا ؟

ایک طرح سے تو ہر مخلوق کو خدا کی طرف سے الہام ملتا ہے مثلاً شاعر اور مُطرب الہام حاصل کرنے کے لئے دعا کرتے تھے اور اپنے شعروں اور راگوں کو الہام سے منسوب کرتے تھے - چنانچہ دنیا وی حکمت اور حرفت وغیرہ خدا کے الہام سے منسوب ہیں "مَیں نے اُسکو حکمت اور فہمید اور ہر طرح کی ہنرمندی میں رُوح اللہ سے بھر دیا تاکہ اُستادی کے کاموں کو ایجاد کرے - اور سونے اور روپے اور پیتل کے کام کرے" (خروج ۳۱ - ۳ و ۴) بلکہ جانوروں میں جو حکمت ہے - وہ بھی الہام کے بغیر نہیں اور قرآن میں جو یہ ذکر ہے کہ خدا شہد کی مکھی کو بھی الہام دیتا ہے تو اُس میں بہت سچائی ہے (سورۂ نحل ۱۶ - آیت ۷۰) اِس طبعی الہام کا ایک اَور درجہ بھی ہے جو حکمت انسانی اور عقل حیوانی سے اعلےٰ رُتبہ رکھتا ہے - یہ نُورِ قلب ہے - جسے تمیز - ضمیر اور کانشنس وغیرہ کہتے ہیں - یہ نور خدا کے الہام سے ہے (ایوب ۳۲ - ۸ + یوحنا ۱ - ۴ و ۵ + لوقا ۱۱ - ۳۴ سے ۳۶ + رومی ۲ - ۱۵) یہ معمولی طبعی الہام کی قسمیں ہیں - لیکن جب دین میں الہام کا ذکر آتا ہے - تو اُس سے فوق العادت الہام مُراد ہے - یعنی ایسا الہام جو اکتسابی نہیں - اور ہماری طبعی قوتوں سے حاصل نہیں ہوتا - دہریّہ اور ملحد لوگ نہیں مانتے کہ اس قسم کا الہام ہو سکتا ہے - اُن کی رائے کے ردّ کرنے کا یہاں

موقعہ نہیں۔ لیکن اتنا کہنا مناسب ہے کہ ذی عقل شخص خدا سے الہام کی توقع کر سکتے ہیں۔ اس میں کچھ خلاف عقل نہیں۔ مختلف مذاہب اس فوق العادت الہام کے مدعی ہیں۔ اُن کے دعووں کے ساتھ ہم کو اس وقت کچھ سروکار نہیں۔ صرف مسیحی دین کے دعوے سے ÷

مسیحیوں کے نزدیک خدا کے مکاشفہ کا سب سے اعلےٰ اور پختہ ثبوت خود مسیح ہے۔ اُس کے اعمال۔ افعال اور سیرت اور قیامت اس امر کے شاہد ہیں۔ خدا کا یہ زندہ مجسّم کلام نجات کی چٹان ہے۔ اس پر اگر ہم قائم ہوں تو نجات پاتے ہیں ÷

اِس کے علاوہ مسیحیوں کا دعوےٰ ہے کہ چند کتابیں بھی الہامی ہیں۔ جو اپنی مجلد صورت میں بائبل کہلاتی ہے۔ اس بائبل کے دو بڑے حصّے ہیں۔ پہلا حصّہ پُرانا عہد نامہ کہلاتا ہے۔ تواریخی لحاظ سے اس میں عموماً قوم بنی اسرائیل کی تواریخ ہے۔ اِس تواریخ کی خصوصیّت یہ ہے کہ مؤرّخ ان قومی واقعات کو ہمیشہ خدا سے منسوب کرتے ہیں۔ اور یہ دعوےٰ رکھتے ہیں کہ ہم کو خدا کی طرف سے ایک خاص الہام ملا ہے۔ مثلاً گنتی ۱۲۔ ۸ میں یُوں لکھا ہے "میرا بندہ موسٰی میرے سارے گھر میں امانت دار ہے۔ مَیں اُس سے آمنے سامنے صریح باتیں کرتا ہوں نہ کہ پوشیدہ باتیں"۔ خروج ۲۰۔ ۱ وغیرہ میں یُوں آیا ہے "خود خدا نے یہ ساری باتیں کہیں"۔ یعنی دس احکام ÷

پیدائش ۱۵۔ ۱۲ وغیرہ میں ابراہیم سے نیند کی حالت میں خدا

مخاطب ہوا اور اُس کے ساتھ عہد باندھا۔ گنتی ۲۴ - ۳ و ۴ میں بلعام
کے بارہ میں لکھا ہے "وہ شخص جس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ جس نے
خدا کی باتیں سُنیں اور قادرِ مطلق کی رویا کو دیکھا" یسعیاہ ۱-۱ میں ہے
کہ "اُس نے رویا دیکھی" اُسی نبی نے خدا کا دیدار حاصل کیا۔ (یسعیاہ
۶ باب)۔ یہی حال دوسرے نبیوں کا ہے۔ اُن کے ہمعصروں نے
ان کے دعاوی کو مانا اور اُن کو رد کرنا سخت گناہ سمجھا گیا۔ (یرمیاہ ۲۶
- ۱۶ سے ۱۹ + عاموس ۷ - ۱۰ سے ۱۷)۔ مذکورہ بالا مقامات سے
ظاہر ہے کہ الہام کے طریقے مختلف تھے۔ کبھی روبرو کلام کے
ذریعہ۔ کبھی رویا۔ اور خواب۔ اور باطنی تعلیم کے ذریعہ۔ الغرض
خواہ کسی طریقہ سے یہ الہام ملا ہو۔ لیکن جو تعلیم اور وحی ملی وہ انسان
کی عقل اور دل پر روشن ہوئی۔ نہ کہ کسی نازل شدہ کتاب کی صورت
میں۔ دیکھو ۱ پطرس ۱-۱۰ و ۱۱ "نبیوں نے بڑی تلاش اور تحقیق کی
جنہوں نے اُس نعمت کی پیشین گوئی کی۔ جو مسیحیوں پر ظاہر ہونے
کو تھی۔ وہ اُس کی تحقیق میں تھے کہ مسیح کی رُوح جو اُن میں تھی۔ جب
مسیح کی بابت اس کے دُکھوں کی اور بعد اُن کے اُس کے جلال
کی آگے گواہی دیتی تھی کس زمانے کا بیان کرتی تھی" یہ پیشینگوئیاں
یا تعلیمات قلمبند ہو کر بنی اسرائیل میں الہامی سمجھی جانے لگیں۔ اور
یہ کتابیں مابعد تعلیم کی کسوٹی ٹھہریں۔ چنانچہ یسعیاہ اپنے ہمعصروں سے
کہتا ہے کہ "شریعت پر اور شہادت پر نظر کریں۔ اگر وہ اُس سخن
کے مطابق نہ بولیں تو اُن میں روشنی نہیں" (یسعیاہ ۸ - ۲۰)
اِن نبیوں کو اکثر یہ حکم بھی ملا کہ جو وحی اُن کو ملی اُس کو لکھ کر حفاظت

سے رکھیں۔ (خروج ۱۷-۱۴ + ۳۴-۲۷ + ۳۱-۲۸ + ۳۲-۱۵ و ۱۶ + گنتی ۳۳-۱ و ۲ + استثنا ۳۱-۹ سے ۱۱ و ۲۲ سے ۲۶ + یرمیاہ ۳۶-۲ و ۴ و ۲۸ +) جو کتابیں اس طرح سے خدا کے حکم سے لکھی گئیں۔ اور جن کی خود نبیوں نے دلی تیقّن سے تصدیق کی۔ ان کو کل قوم مقدس مانتی چلی آئی ہے۔ اگرچہ اِن کتابوں میں خود اُس قوم کے اکثر گناہوں کا ذکر ہے (استثنا ۹-۳۴) ❖

اب یہ سوال لازم آتا ہے کہ کس طرح سے یہ کتابیں جمع ہوئیں۔ اور ہم تک پُہنچیں۔ اس کے بارہ میں ایک مشہور یہودی مؤرّخ جو ۳۷ء سے ۱۰۰ء تک زندہ تھا۔ یُوں بیان کرتا ہے۔ کہ "ہمارا یہ خیال نہیں کہ ہمارے پاس بہت سی کتابیں ہوں۔ جو ایک دوسرے سے مختلف اور غیر مطابق ہوں۔ ہمارے پاس صرف بائیس کتابیں ہیں جن میں سارے زمانہ کی تواریخ مندرج ہے۔ ایسی کتابیں جو ٹھیک طور سے مانی گئیں" پھر اِن کتابوں کے مضامین کا تین حصّوں میں بیان کرنے کے بعد وہ یہ لکھتا ہے کہ "ارتخشتاہ (یعنی فارس کا بادشاہ ۴۶۵ء ق م) کے زمانہ سے ہمارے زمانہ تک بیشک ہر واقعہ قلمبند ہوا ہے۔ لیکن یہ بیانات نبیوں کے سلسلہ وار برپا نہ ہونے کے باعث پیشتر کی کتابوں کے برابر اعتبار کے لائق نہ سمجھے گئے۔ جس سے ہم اِن نوشتوں کا لحاظ کرتے ہیں۔ اُس کا یہ عملی ثبوت ہے۔ کیونکہ گو عرصہ دراز گذر چکا ہے۔ تو بھی ایک شخص نے بھی یہ جُرأت نہیں کی کہ ایک جُزو لفظ کو بڑھائے یا گھٹائے یا بدلے۔ اور ہر یہودی کی سرشت میں یہ داخل ہے کہ پیدائش کے وقت سے لیکر اِن

نوشتوں کو خدا کی تعلیم سمجھے اور اُن پر عمل کرے۔ اور اگر ضرورت پڑے تو خوشی سے اُن کے لئے جان دینے میں بھی دریغ نہ کرے ؛ اس میں وہ دو باتوں پر زور دیتا ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ اور اُس کی قوم کے لوگ سمجھتے تھے کہ اِن کتابوں میں ہماری قوم کا صحیح اور قابل اعتبار بیان قلمبند ہوا ہے۔ دوم یہ ہے کہ اُس قوم کی دیگر کتابوں میں سے اِن کی اِس سبب سے خاص عزت اور حفاظت ہوئی کہ ان میں علاوہ تاریخ کے خدا کی طرف سے مکاشفہ بھی ہے ؛

لیکن شاید کوئی کہے کہ یہودیوں کی رائے سے ہم کو اس امر میں کیا تسلی مل سکتی ہے؟ جبکہ بعض دیگر قومیں بھی انہی کتابوں کے بارہ میں ویسا ہی دعوےٰ کرتی ہیں۔ یہ معقول سوال ہے۔ اور ہم مسیحیوں کے لئے اُس کا یہ شافی جواب ہے۔ کہ خود مسیح نے ان کی تصدیق کی اور اپنی مُہر لگائی۔ (متی ۵۔ ۱۷ و ۱۸ ؛ یوحنا ۵۔ ۳۹ و ۱۰۔ ۳۵) اور نیز اس کے رسولوں نے (اعمال ۲۶۔ ۲۲ و ۲۳ ؛ رومیوں ۱۔ ۲ ؛ ۳۔ ۲ ؛ ۲ تمط ۳۔ ۱۵ و ۱۶ ؛ ۱ پطرس ۱۔ ۱۰۔ سے ۱۲ ؛ ۲ پطرس ۱۔ ۲۰ و ۲۱) ؛

ان نوشتوں نے یہودیوں میں یہ امید پیدا کی کہ ایک نجات دہندہ آنے والا ہے۔ جسے وہ مسیح کہتے تھے۔ پھر یسوع مسیح کے آنے سے اِس امید نے تکمیل پائی۔ اپنے ہمعصر یہودیوں سے جو اِن نوشتوں کو مانتے اور ان کی تعظیم کرتے تھے۔ اُس نے کہا کہ مَیں وہی ہوں جس کے تم منتظر تھے۔ (لوقا ۲۴۔ ۲۶ و ۲۷ و ۴۴ ؛ ۴۔ ۱۶ و ۲۱) مخفی نہ رہے کہ الہام سے قطع نظر کرکے یہاں دو

عجیب تواریخی ماجرے باہم ملکر ان کے منجانب اللہ ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔ کیونکہ سوائے خدا کے چار سو برس پیشتر کون مسیح کی زندگی کے واقعات کی خبر دے سکتا تھا۔ اور اس قوم میں ایسی امید پیدا کر سکتا تھا ❊

اس سے ہم اپنے خاص مضمون تک پہنچتے ہیں۔ یعنی یہ کہ ہم نے عہد نامہ کی کتابوں کو کیوں مانتے ہیں؟ یاد رہے کہ جیسا اوپر بیان کیا گیا تھا۔ دراصل ہمارے دین کی بنیاد اِن کتابوں کے الہام پر نہیں بلکہ اس کی تواریخی سچائی پر ہے۔ لیکن ہم ان کو الہامی بھی مانتے ہیں اور اُس کے یہ وجوہات ہیں :-

(۱) بلاشبہ مسیح نے مانا کہ پُرانا عہد نامہ الہامی ہے۔

(۲) اُس نے اپنے رسُولوں سے خاص وعدہ کیا کہ رُوح القدس ان کی خاص مدد اور ہدایت کریگا۔ مثلاً " رُوح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہی تمہیں سب باتیں سکھائیگا۔ اور جو کچھ مَیں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا " (یوحنا ۱۴-۲۶) یاد رہے کہ یہ خاص وعدہ رسُولوں سے ہے کہ مسیح کی باتیں اُن کو روح القدس یاد دلائے گا۔ اور " وہ وکیل جس کو مَیں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی حق کی رُوح جو باپ کیطرف سے نکلتی ہے۔ تو وہ میری گواہی دے گی اور تم بھی گواہ ہو۔ کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو " (یوحنا ۱۵-۲۶)۔ اور " جب وہ یعنی حق کی رُوح آئے گی۔ تو تم کو تمام حق کی راہ دکھائے گی اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہیگی لیکن جو کچھ سُنے گی وہی کہے گی۔ اور تمہیں

آیندہ کی خبریں دیگی"۔ (یوحنا ۱۶: ۱۳)۔

(۳) خود رسولوں نے یہ دعوےٰ کیا کہ ہم ملہم معلم ہیں۔ مثلاً اعمال ۲- ۳۲ و ۳۳ میں مذکور ہے "اسی یسوع کو خدا نے جلایا۔ جس کے ہم سب گواہ ہیں۔ پس خدا کے داہنے ہاتھ سربلند ہو کر اور باپ سے وہ رُوح القدس حاصل کر کے جس کا وعدہ کیا گیا تھا اُس نے یہ نازل کیا"۔ اور اعمال ۱۰- ۴۱ و ۴۲ میں یُوں آیا ہے کہ "ہم نے اُس کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد اُس کے ساتھ کھایا پیا۔ اور اُس نے ہمیں حکم دیا کہ اُمت میں منادی کرو اور گواہی دو"۔ اور پولُوس رسول نے بھی یہی دعوےٰ کیا۔ "کیا مَیں رسول نہیں۔ کیا مَیں نے یسُوع کو نہیں دیکھا جو ہمارا خداوند ہے..... اگر انجیل سناؤں تو میرا کچھ فخر نہیں کیونکہ یہ تو میرے لئے ضروری بات ہے۔ بلکہ اگر انجیل نہ سناؤں تو مجھ پر افسوس ہے"۔ (۱ قرنتی ۹- ۱ و ۱۶) اور "ملے بھائیو مَیں تمہیں جتائے دیتا ہوں کہ جو خوشخبری مَیں نے سُنائی وہ انسان کی سی نہیں۔ کیونکہ وہ مُجھے انسان کی طرف سے نہیں پہنچی اور نہ مجھے سکھائی گئی بلکہ یسوع مسیح کی طرف سے مجھے اُس کا مکاشفہ ہوا"۔ (گلتیوں ۱- ۱۱ و ۱۲)۔ اور عشائے ربانی کے بارہ میں اُس نے یہ کہا ہے کہ "یہ بات مجھے خداوند کی طرف سے پہنچی اور مَیں نے تم کو بھی پہنچا دی کہ خداوند یسُوع نے جس رات کو وہ پکڑوایا گیا۔ روٹی لی اور شکر کر کے توڑی"۔ (۱ قرنتی ۱۱- ۲۳) اسی پولُوس کی تصنیفات کے بارہ میں پطرس رسول یُوں فرماتا ہے "ہمارے پیارے بھائی پولوس نے بھی اُسی حکمت کے موافق جو اُسے عنایت ہوئی تھی تمہیں یہی لکھا ہے اور اپنے

سارے خطوں میں اِن باتوں کا ذکر کیا ہے۔ جن میں بعض باتیں ایسی ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے اور جاہل اور بے قیام لوگ اُن کے معنوں کو اور صحیفوں کی طرح کھینچ تان کر اپنے لئے ہلاکت پیدا کرتے ہیں "

(۲ پطرس ۳۔ ۱۵ و ۱۶) اُسی پطرس نے اُسی خط میں یہ بھی لکھا ہے " ہمارے پاس نبیوں کا وہ کلام ہے جو زیادہ معتبر ٹھیرا اور تم اچھا کرتے ہو کہ جو یہ سمجھکر اُس پر غور کرتے ہو کہ وہ ایک چراغ ہے جو اندھیری جگہ میں روشنی بخشتا ہے۔ جب تک پَو نہ پھٹے اور صبح کا ستارا تمہارے دلوں میں نہ چمکے ۔ اور سب سے پہلے یہ جان لو کہ کتاب مقدس کی کسی نبوت کی بات کی تاویل کسی کے ذاتی اختیار پر موقوف نہیں۔ کیونکہ نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی۔ بلکہ آدمی خدا کی طرف سے رُوح القدس کی تحریک کے سبب بولتے تھے "

(۲ پطرس ۱۔ ۱۹ سے ۲۱) اسی طرح یوحنا رسول بھی مکاشفہ کی کتاب میں یُوں لکھتا ہے۔ " یسُوع مسیح کا مکاشفہ جو اُسے خدا کی طرف سے اس لئے ہوا کہ اپنے بندوں کو وہ باتیں دکھائے جو ضرور جلد ہونیوالی ہیں۔ اور اُس نے اپنے فرشتے کو بھیجکر اُس کی معرفت اُنہیں اپنے اُس بندے یوحنا پر ظاہر کیا۔ جس نے خدا کے کلام اور یسوع مسیح کی گواہی دی۔ یعنی اُن سب چیزوں کی جو اُس نے دیکھی تھیں شہادت دی ...... مَیں یوحنا جو تمہارا بھائی اور یسُوع کی مصیبت اور بادشاہی اور صبر میں تمہارا شریک ہوں۔ خداوند کے دن رُوح میں آگیا اور اپنے پیچھے نرسنگے کی سی یہ ایک بڑی آواز سُنی کہ جو کچھ تو دیکھتا ہے اُس کو کتاب میں لکھکر ساتوں کلیسیاؤں کے پاس بھیجدے

(مکاشفہ ۱۔ ۱ و ۹ سے ۱۱) ۰

ان مصنفوں کے اس یقین کے مطابق پہلی صدی کے مسیحیوں نے صرف اُن کتابوں کو الہامی مانا جو رسولوں کی ہدایت سے لکھی گئیں۔ اس کا نتیجہ ہمارے ہاتھوں میں ہے یعنی نیا عہدنامہ۔ اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جیسے پُرانے عہدنامہ پر جو اسی طریقہ سے جمع ہوا تھا۔ مسیح نے اپنی مُہر لگائی ویسے ہی نئے عہدنامہ پر اُس نے روح القدس کے اُس وعدہ کے وسیلہ سے گویا پیشتر سے مُہر لگائی ۰

مذکورہ بالا بیان کی تشریح میں ہم چند بزرگوں کو گواہ کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ مثلاً رُوم کا کلیمنٹ (۹۵ء کے قریب) قرنطس کی کلیسیا کو لکھتے وقت فرماتا ہے کہ میں تو اختیار کے ساتھ مبارک پولوس کی طرح لکھ نہیں سکتا ہوں۔ اور پولیکارپ جو نہایت بُوڑھا ہو کر تقریباً ۱۵۵ء میں شہید ہوا۔ اور جو یوحنا رسول کا شاگرد رہ چکا تھا یوں لکھتا ہے کہ " نہ میں نہ میرا کوئی ہمعصر مبارک پولوس کی دانائی تک پہنچ سکتا ہے "۔ اگناطیوس (۱۱۵ء میں شہید ہوا) کہتا ہے کہ " میں پطرس اور پولوس کی طرح حکم نہیں دے سکتا ہوں وہ تو رسول تھے "۔ یوسیبیس مؤرخ جس نے اپنی تواریخ ۳۲۰ء کے قریب لکھی۔ ان کتابوں کے جمع ہونے کا صاف بیان کرتا ہے۔ مسیحیوں کی کتابوں کو اُس نے تین فریق پر تقسیم کیا ہے :۔

(۱) چاروں اناجیل۔ پولوس کے خط۔ یوحنا کا پہلا خط۔ ان کی بابت وہ کہتا ہے کہ کبھی کسی نے شک نہیں کیا ۰

(۲) وہ کتابیں جن کو اکثر مسیحی مانتے تھے لیکن جن پر کسی نے شک بھی ڈالا تھا۔ مثلاً یعقوب اور یہوداہ کے خط۔ یوحنا کا دوسرا اور تیسرا خط۔ مکاشفہ کی کتاب اور عبرانیوں کا خط۔ یوسیبس کی خلوص دلی یہاں ظاہر ہے کہ ذرا سے شک کا بھی وہ ذکر کرتا ہے۔ اگرچہ تحقیقات سے وہ شک رفع ہو گیا ؎

(۳) جو کتابیں کبھی الہامی نہیں سمجھی گئیں۔ اگرچہ بعض اوقات اخلاق کی درستی وغیرہ کے لئے پڑھی جاتی تھیں۔ مثلاً پولوس کے اعمال۔ ہرماس کا چوپان۔ پطرس کا مکاشفہ وغیرہ ؎

مذکورہ بالا گواہیوں سے دو خاص باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ پہلے تین گواہ جو رسولوں کے تقریباً ہمعصر تھے۔ یعنی رومی کلیمنٹ۔ پولیکارپ اور اگناطیوس اس پر زور دیتے ہیں۔ کہ صرف وہی کتابیں الہامی سمجھی جاتی ہیں جو رسولی ہدایت سے لکھی گئیں۔ دوم یہ کہ چوتھا گواہ یعنی یوسیبس جو چوتھی صدی کے شروع میں گذرا ہے بتاتا ہے۔ کہ اس قسم کی کتابیں اس کے زمانہ سے پیشتر اَور کتابوں سے علیحدہ کی گئی تھیں۔ چنانچہ نئے عہدنامہ کی کتابوں کی ایک فہرست موجود ہے۔ جو ۱۷۰ء کے قریب لکھی گئی اور وہ فہرست تقریباً ہماری فہرست کے مطابق ہے۔ اُس کا نام موراتوری فہرست ہے کیونکہ یہ نسخہ میلان کے شہر میں ایک شخص موراتوری نامی کو ملا تھا۔ اس فہرست کا بیان کرتے وقت وہ اس بات پر زور دیتا ہے۔ کہ یہ کل کلیسیا کی مسلمہ رائے تھی۔ یعنی مصنف ہی کی رائے یا کسی خاص شخص کی رائے نہیں بلکہ کل مسیحیوں کی جو سارے جہان

ہیں پھیلے ہوئے تھے ۔ وہ فہرست یہ ہے ۔

چاروں اناجیل ۔ رسولوں کے اعمال کی کتاب ۔ پولوس رسول کے سارے خط ۔ یوحنّا کا مکاشفہ ۔ اور یوحنّا کے تین خط ۔ ہر شخص جو نئے عہدنامہ سے واقف ہے فوراً معلوم کریگا ۔ کہ اس فہرست میں چند کتابوں کا ذکر نہیں ۔ یعنی عبرانیوں کا خط ۔ یعقوب کا خط ۔ پطرس کے دو خط ۔ اور یہوواہ کا خط ۔ ان کتابوں کے عدم ذکر کا سبب مفصّل نہیں کر سکتے ۔ لیکن اتنا کہنا کافی ہوگا کہ جس نسخہ میں یہ فہرست ہے اُس کا کچھ حصّہ تلف ہوگیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اِن میں سے بعض کتابوں کا ذکر اس تلف شدہ حصّہ میں ہوگا ؛

اب ہم زیادہ تفصیل سے بیان کریں گے کہ کس طرح سے ہم کو اتنی صدیوں کے بعد یہ یقین ہے کہ یہ وہی کتابیں ہیں جو رسُولوں اور اُن کے رفیقوں نے لکھیں ۔ اس کے لئے ہم تین طرح کے ثبوت پیش کرینگے ۔ (الِف) قدیم نسخوں سے (ب) قدیم ترجموں سے (ج) ہمعصر مصنفوں کے اقتباسات سے ؛

(۱) قدیم نسخے ۔ نئے عہدنامے کے نسخے تین ہزار سے زیادہ موجود ہیں ۔ لیکن وہ مختلف زمانوں کے ہیں ۔ سولھویں صدی سے لیکر جب کہ فن چھاپہ کا رواج ہوا ۔ چوتھی صدی تک اُن کا زمانہ ہے ان میں سے جو سب سے پہلے لکھے گئے وہ عموماً زیادہ توجّہ کے لائق ہیں ۔ کیونکہ ان کے ذریعہ گویا ایک جست کرکے ہم چوتھی صدی تک پہنچ جاتے ہیں جو مسیح کے زمانہ کے قریب ہے ۔ کسی قدر

طرز تحریر سے اِن کے زمانہ کا پتا لگا سکتے ہیں - مثلاً نویں صدی سے
پیشتر کے سب نسخے بڑے حروف میں لکھے ہوئے ہیں - لیکن نویں
صدی سے لیکر چھوٹے حروف استعمال ہونے لگے - ایک سو
اُنتیس نسخے بڑے حروف میں ہیں - مثال کے طور پر ان میں سے
چار نسخوں کا ذکر کرینگے ؛

اوّل - جو نسخہ ب کہلاتا ہے - پوپ کے محل میں موجود ہے
اُس کی جسامت ایک فٹ مربع ہے اور سات سو ورق ہیں -
یہ ورق چمڑے کے ہیں - اوّل اور آخر سے کئی ورق تلف ہو گئے
ہیں - یہ نسخہ سب سے زیادہ قیمتی اور قابل اعتبار ہے - یہ چوتھی
صدی میں بمقام اسکندریہ لکھا گیا تھا - اور سولھویں صدی سے
پوپ کے محل میں ہے - تقریباً تیس سال ہوئے کہ پوپ نے
اس کی عکسی نقلیں لینے کی اجازت دی - چنانچہ اب یوروپ کے
ہر بڑے کتب خانہ میں اس کی نقلیں پائی جاتی ہیں ؛

دوم - جو عبرانی حروف تہجی کے پہلے حرف الف کے نام
سے مشہور ہے - سنہ ۱۸۴۴ء میں ایک مشہور عالم تشنڈرف صاحب نے
کوہِ سینا کے راہب خانہ میں اتفاقاً چند ورق پائے - جن پر
پُرانے عہدنامہ کا یونانی ترجمہ بہت پُرانے حروف میں درج
تھا - اِس سے اِن کو خواہش ہوئی کہ نئے عہدنامہ کے اوراق
کو بھی دریافت کرے - لیکن سنہ ۱۸۵۹ء تک اُسے وہاں جانے کا
موقعہ نہیں ملا - پر اُس سال راہب خانہ میں بہت تفتیش کے بعد
اُسے آخرکار کُل جلد مل گئی ؛

جسامت اور طرز تحریر میں مذکورہ بالا نسخہ سے بہت مشابہ ہے
اب شہنشاہ رُوس کے کتب خانہ واقعہ سینٹ پیٹرزبرگ میں ہے +
سوم - جو عام حرفِ الف کے نام سے مشہور ہے - اسکے
پہلے صفحہ پر عربی میں یہ لکھا ہے - کہ یہ نسخہ کسی شہید مسمی تھکلا نے
نقل کیا تھا - یہ سرنامہ عربی میں اس لئے لکھا گیا کہ برسوں تک
قسطنطنیہ کے کتب خانے میں رہا - جہاں عربی کا بہت رواج تھا -
قسطنطنیہ کے پٹری آرک نے ۱۶۲۸ء میں اُس کو انگلستان کے
بادشاہ چارلس اوّل کو نذر کیا - لیکن اصل میں یہ نسخہ پانچویں صدی
میں بمقام اسکندریہ لکھا گیا تھا - اب یہ لندن کے عجائب گھر میں
ہے - اُس کی چار جلدیں ہیں جن میں سے تین پُرانے عہدنامہ
کی اور ایک نئے عہدنامہ کی - اس کے بھی چند صفحے کھو گئے
ہیں +

چہارم - یہ جیم یا سی کیلا نام یا افرائیم کا نسخہ کہلاتا ہے - چونکہ بارہویں
صدی میں نئے عہدنامہ کے نسخہ پر کسی کاتب نے ایک واعظ افرائیم نامی
کے چند وعظ لکھے - ان دنوں میں یہ دستور تھا کہ چمڑے کی گرانی
کے سبب سے کسی نسخہ کو لے کر اس کے ورقوں پر موم مل کے کوئی
نیا مضمون لکھا کرتے تھے - چنانچہ یہی حال یہاں ہوا - اوّل تحریر
اس نسخہ پر نیا عہدنامہ تھا - یہ پانچویں صدی میں بمقام اسکندریہ
لکھا گیا - اور قسطنطنیہ میں سے ہوتا ہوا فرانس کے بادشاہ کے قبضہ
میں آگیا - ۱۸۳۴ء میں کسی دوائی کے ذریعہ اوپر کے موم کو اڑا دیا -
اور نیچے کی لکھائی صاف نظر آنے لگی +

اب یاد رکھئے کہ یہ نسخے ہم کو تقریباً ۳۵۰ء تک پہنچا دیتے ہیں۔ لیکن اب یہ سوال لازم آتا ہے۔ کہ ہم کو کس طرح سے معلوم ہو کہ جو نسخہ رسولوں کی ہدایت سے لکھا گیا۔ یہ نسخے اُس کی درست نقلیں ہیں اس کے لئے دو اور وسائل ہمارے پاس ہیں یعنی قدیم ترجمے۔ اور بزرگوں کے اقتباسات ؛

قدیم ترجمے۔ ان میں سے مشہور یہ ہیں۔ (۱) سُریانی ترجمہ جو دوسری صدی میں کیا گیا۔ اس زبان میں پانچویں چھٹی صدیوں میں بھی ترجمے ہوئے۔ لیکن یہ سب سے پُرانا ہے۔ اس میں دو امور خاص لحاظ کے قابل ہیں۔ (ا) نئے عہدنامہ کے لکھے جانے کے پچاس سال بعد ہی یہ ترجمہ کیا گیا۔ اس میں سے صاف ظاہر ہے کہ اس قلیل عرصہ ہی میں نئے عہدنامہ کی کتابیں کیسی قابلِ قدر سمجھی گئیں۔ (ب) جس زبان میں یہ ترجمہ ہوا وہ کنعان میں عوام النّاس کی زبان تھی۔ اور غالباً اسی زبان کو ہمارے خداوند نے دیہاتی لوگوں کے ساتھ استعمال کیا ؛

(۲) قدیم لاطینی ترجمہ جو اٹالیہ اور افریقہ کے شمال میں کام آتا تھا۔ یہ دوسری صدی کے وسط میں ہوا ؛

(۳) دیگر لاطینی ترجمہ جسے جیروم صاحب نے چوتھی صدی میں کیا ؛

(۴) کوشی ترجمہ چوتھی صدی کا۔ مصر کے جنوب میں مروّج ہے ؛

(۵) ارمنی ترجمہ۔ پانچویں صدی کا ہے۔ اور ملک آرمینا

میں مستعمل ہے ٭

(۶) گاتھ زبان کا ترجمہ۔ اُن وحشی قبائل کی زبان میں جنہوں نے رومی سلطنت کو آخر کار برباد کیا۔ یہ چوتھی صدی میں کیا گیا ٭

یہ سارے ترجمے قدیم نسخوں کے مطابق ہیں اور نیز موجودہ ترجموں کے۔ یہ ہمیں تقریباً ۱۳۰ء تک پہنچا دیتے ہیں ٭

قدیم بزرگوں کے اقتباسات۔

(۱) پے پیاس۔ ہائروپولس (متصل قلسی) کا باشندہ۔ ۶۵ء سے ۱۳۵ء تک زندہ تھا۔ اُس نے خداوند کے اقوال کی تفسیر پانچ جلدوں میں لکھی۔ اس میں وہ ہماری موجودہ اناجیل کا ذکر کرتا ہے ٭

(۲) جسٹن شہید۔ یہ شخص شروع میں یونانی فیلسوف تھا اور حق کی تلاش کرتے کرتے ایک مسیحی شخص اُسے ملا۔ جس نے اُسے مسیح کی تعلیم دی۔ اس وقت سے لیکر وہ بہت پختہ مسیحی ہو گیا اور آخر کار مسیح کے لئے شہید ہوا۔ اُس نے چند کتابیں لکھیں۔ ان میں سے ایک معذرت نامہ قیصر کی طرف لکھا۔ اُس نے مسیحیوں کی عبادت کا یہ ذکر کیا ہے۔ کہ "اتوار کے دن سب مسیحی جمع ہوتے ہیں اور رسُولوں کی تصنیفات اور نبیوں کے صحیفے سنائے جاتے ہیں"۔ ان تصنیفات کی بابت وہ کہتا ہے۔ کہ مسیح کے رسُولوں نے اور رسُولوں کے پیروؤں نے ان کو قلمبند کیا یہ بیان ہماری چار اناجیل سے متفق ہے۔ کیونکہ اُن میں سے دو رسُولوں کی اور دو ان کے پیروؤں کی تصنیف ہیں۔ اور جب

ان اقوال سے اقتباس کرتا ہے تو وہی جملے لکھتا ہے جو ہماری اناجیل میں پائے جاتے ہیں ❖

(۳) ٹےشیان نے جو جسٹن شہید کا شاگرد تھا چاروں اناجیل کا سلسلہ وار بیان لکھا ❖

(۴) اٹرے نیوس (سنہ ۱۶۰ء سے سنہ ۱۸۰ء) چاروں اناجیل کا نام بتا کر تاکید سے کہتا ہے کہ ہم انہی کو مسلّم سمجھتے ہیں ❖

(۵) ہراکلیان (سنہ ۱۷۰ء کے قریب) گنوسٹگ بدعتی معلّم نے جو اٹرے نیوس کا خاص مخالف تھا۔ اپنی تصنیفات میں کوشش کی کہ اپنی تعلیم کو اِن اناجیل سے ثابت کرے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جتنے اپنے تئیں کسی طرح سے مسیحی ٹھیراتے تھے وہ اِن کتابوں کو اس دین کی بنیاد سمجھتے تھے ❖

اناجیل

عموماً یہ سب جانتے ہیں کہ انجیلیں چار ہیں۔ شاید کوئی کہے کیا اچھا نہ ہوتا اگر مسیح کی سوانح عمری کا ایک ہی مکمل بیان ہوتا جس میں مسیح کی زندگی کے واقعات سلسلہ وار مندرج ہوتے؟ یا شاید کوئی یہ کہے مسیح کے اقوال کیوں ترتیب وار ایک ہی جلد میں نہ لکھے گئے۔ جو فی الواقعہ انجیل یعنی مسیح کی خوشخبری ہوتی ❖

شاید یہ انسانی حکمت کے مطابق ہوتا۔ لیکن اکثر یہ تجربہ ہوا ہے کہ خدا کا طریقہ انسان کے طریقہ سے متفرق ہوتا ہے "میرے خیال تمہارے سے خیال نہیں اور نہ تمہاری راہیں میری راہیں ہیں"

(یسعیاہ ۵۵-۸) اور اگر غور کریں تو یہ معلوم ہوگا کہ خدا کا یہ مقصد نہ تھا کہ مسیح کی مسلسل سوانح عمری لکھوائے۔ نہ اُس کے کاموں اور نہ اُس کے اقوال کا مکمل بیان لکھوانا مدنظر تھا۔ بلکہ یہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ خدا کی طرف سے خود مسیح ہمارے لیئے ایک خاص مکاشفہ ہو۔ چنانچہ چاروں انجیل نویسوں نے اس مکاشفہ کے چار پہلو دکھائے ہیں اور اس کے لیئے مسیح کے اقوال اور افعال میں سے جو مناسب اور مفید سمجھا۔ اُن کو انہوں نے قلمبند کیا۔ چنانچہ متی نے یہودیوں کی انتظار کے مطابق اُس کو موعود بادشاہ ظاہر کیا۔ مرقس نے اُس کی انسانی زندگی کا سادہ طور سے بیان کیا۔ لوقا نے اُس کو ہمدرد کاہن منکشف کیا۔ اور یوحنا نے اُس کی الوہیت پر زور دیا۔ اس سے ہمارا مطلب یہ نہیں کہ مذکورہ بالا تصور الگ الگ انجیلوں میں الگ الگ پائے جاتے ہیں۔ بلکہ ایک طرح سے یہ چاروں تصور چاروں انجیلوں میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن ہر ایک نے ایک خاص تصور پر زور دیا ہے اور باقی تینوں کا عام بیان کیا ہے*

یوں یہ چار متفرق بیان خاص باتوں میں متفق ہونے کی وجہ سے زیادہ قابل اعتبار ہیں۔ اگر یہ چاروں بیان ذرا ذرا تفصیل میں بھی متفق اور مشابہ ہوتے تو فوراً یہ شک پیدا ہوتا کہ اس میں کچھ سازش ہے*

سرسری پڑھنے والے پر بھی یہ ظاہر ہو جائیگا کہ پہلی تین اناجیل آپس میں زیادہ مشابہ ہیں۔ اور یوحنا کا بیان ان تینوں سے بہت متفرق ہے۔ اور فرق اتنا بڑا ہے کہ بعضوں نے اِن بیانات

کو ضدین سمجھا - لیکن زیادہ تفتیش سے یہ رائے صحیح نہیں ٹھیرتی - سقراط کے بھی دو بیان موجود ہیں - ایک بذریعہ افلاطون اور ایک بذریعہ زینوفن - اور ان میں بہت فرق ہے تو بھی سب لوگ مانتے ہیں کہ دونوں درست ہیں *

ان تینوں انجیلوں اور یوحنا کی انجیل میں خاص فرق یہ ہے - کہ پہلی تینوں اناجیل میں عموماً اُن کاموں کا ذکر ہے جو اُس ملک کے شمالی علاقہ یعنی گلیل میں مسیح نے کئے - لیکن یوحنا کی انجیل میں اگرچہ ان کا کچھ ذکر آتا ہے - مگر خصوصاً اُس میں یروشلم اور یہودیہ میں واقع شدہ ماجرہ کا بیان ہے اور فرق کی خاص وجہ یہ معلوم ہوتی ہے - کہ یوحنا نے پہلی تینوں اناجیل کے لکھے جانے کے بعد اپنی انجیل لکھی - اُس وقت وہ بہت بُوڑھا ہوگیا تھا اور افسس میں رہتا تھا اُس کو مسیح کی ساری زندگی پر غور کرنے کا موقعہ ملا *

اب ہم پہلی تینوں اناجیل کا آپس میں مقابلہ کریں - ایسا کرنا ضرور ہے - کیونکہ اگرچہ وہ آزادانہ شہادت دیتی ہیں تو بھی ان میں عجیب مشابہت ہے - نہ صرف مضامین میں - بلکہ واقعات اور الفاظ کی ترتیب میں بھی مثلاً مفلوج کے شفا دینے کے بیان میں جو تینوں اناجیل میں پایا جاتا ہے - (یعنی متی ۹ + مرقس ۲ + لوقا ۵ باب) الفاظ کا فرق تو ہے جیسا کہ ہر آزادانہ بیان میں ہونا چاہئے لیکن کئی ایک جملوں میں عین ایک ہی الفاظ آتے ہیں - مثلاً "تاکہ تم جان لو کہ ابن آدم کو زمین پر گناہ معاف کرنے کا اختیار ہے (اُس نے مفلوج سے کہا) اُٹھکر ...... چلا جا" یہ جملہ جو تینوں

اناجیل میں خطوط و حدائی میں پایا جاتا ہے ایک اصلی مشترک چشمہ پر دلالت کرتا ہے - پھر خداوند کی تبدیل صورت کے وقت تینوں اناجیل میں یہ بیان اُس موقعہ کے بعد آتا ہے - جب مسیح نے اپنے دُکھوں کی پیشین گوئی کی اِس پیشین گوئی اور اس واقعہ میں تعلق اس جُملہ کے ذریعہ دیا گیا ہے "مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو یہاں کھڑے ہیں اُن میں سے بعض ایسے ہیں کہ جب تک ابن آدم کو بادشاہ ہوکر آتے ہوئے نہ دیکھ لینگے - ہرگز موت کا مزہ نہ چکھینگے" اس جُملہ کی تفسیر اور اُس کا قرینہ سے تعلق نہایت مشکل ہے - تو بھی یہ جملہ تینوں اناجیل میں اِسی جگہ میں پایا جاتا ہے - اِس کا ضرور کوئی سبب ہوگا اور وہ سبب یہی معلوم ہوتا ہے - کہ ایک اصل بیان اِن تینوں کی بنیاد ہے +

اگر کوئی اصل بیان یا کوئی مشترک چشمہ اِن تینوں کی بُنیاد تھا - تو وہ کس قسم کا ہوگا - اِس کے بارہ میں بہت مختلف رائیں ہوئی ہیں ان میں سے خاص رائیں یہ ہیں :-

(۱) کہ متی نے پہلے اپنی انجیل لکھی - اور مرقس نے ان کا خلاصہ کرکے اپنی انجیل میں لکھا - اور لوقا نے اِن دونوں کا مقابلہ کرکے اپنی انجیل لکھی - چند صدیوں تک یہ بہت مشہور رائے رہی - لیکن آجکل بہت تھوڑے اِس رائے کو مانتے ہیں - کیونکہ اِس کے ذریعہ اناجیل کے خاص فرقوں کی تشریح نہیں ہوتی +

(۲) مرقس نے اپنی انجیل پہلے لکھی - کیونکہ اس میں واقعات کا سادہ بیان ہے اور مسیح کی تقریروں اور وعظوں کا بہت کم بیان

ہے۔ اور متی اور لوقا نے اِسے استعمال کیا۔ مگر وہ لکیر کے فقیر نہ رہے۔ کیونکہ دیگر وسائل سے بھی اُنہوں نے کام لیا۔ مثلاً متی نے جو خود چشم دید گواہ تھا۔ اپنی یاد سے مسیح کے وعظوں اور نصیحتوں کا مفصل بیان کیا۔ اور لوقا نے غالباً مقدس مریم اور دوسری عورتوں سے تفتیش کر کے دیگر باتوں کا بھی ذکر کیا۔ مسیح کی پیدائش کا مفصل بیان۔ اس کی ایک مثال ہے ؛

(۳) چونکہ مسیح نے اپنے شاگردوں کو کہا تھا کہ تم میرے گواہ ہو گے۔ اس کے مطابق ہر شاگرد مسیح کی زندگی کے خاص واقعات کا بار بار زبانی بیان کیا کرتا تھا۔ اور اِس تکرار سے تقریباً ایک ہی الفاظ استعمال ہونے لگے۔ اعمال کی کتاب کے پہلے بابوں سے بھی اس کا پتا لگتا ہے۔ پطرس کے چار وعظوں کا مقابلہ کرو۔ (اعمال ۲- ۲۲ سے ۳۸+ ۳- ۱۳ سے ۱۵+ ۵- ۳۰ سے ۳۲ + ۱۰- ۳۸ سے ۴۳)- یہ تجربہ کی بات ہے۔ کہ ایسے تکرار سے خواہ دعا کرنے میں ہو۔ خواہ گیتوں کے سنانے میں ہو یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے ؛

(۴) دوسری اور تیسری رائے کو ملانے سے ایک چوتھی رائے نکلتی ہے۔ جو شاید سب سے زیادہ قرین قیاس ہے۔ یعنی جو بیان پطرس رسول انجیل کے واقعات کا زبانی کیا کرتا تھا۔ مرقس نے اُس کو قلمبند کیا۔ چنانچہ پاپیاس نے اس کا صاف ذکر کیا۔ کہ مرقس جو پطرس کا رفیق تھا جو کچھ وہ پطرس کے مُنہ سے سُنتا اُسکو صحت سے لکھ لیتا۔ اور کہ پطرس حسب موقعہ سامعین کی حالت کے

مطابق اپنے بیان کو ترتیب دیا کرتا تھا۔ اٹرینوس نے بھی یہی شہادت دی ہے ✢

مرقس کے اس تحریری بیان کی بنیاد پر متی رسُول نے اپنی یاد سے مسیح کے بہت سے اقوال اُس پر ایزاد کیے۔ مثلاً پہاڑی وعظ اس طرح لوقا نے دیگر چشم دید گواہوں سے کچھ زیادہ حالات دریافت کر کے اپنی انجیل میں درج کیے۔ (لوقا ۱۔ ا سے ۴) ✢

مخفی نہ رہے کہ جو عجیب تعلق ان تینوں اناجیل میں ہے وہ اس بات کی بڑی دلیل ہے۔ کہ یہ تینوں آزادانہ لکھتے ہیں لیکن عجیب طور سے متفق ہیں ✢

چھٹا باب

متی کی انجیل

اس انجیل کا سرنامہ یہ ہے " متی کے مطابق " اس جُملے سے یہ مُراد ہوسکتی ہے کہ اُس میں متی کی منادی کا خلاصہ پایا جاتا ہے۔ لیکن غالباً اُس سے یہ مُراد ہوگی کہ متی مصنف تھا۔ کیونکہ اس قسم کا سرنامہ مرقس کی انجیل پر ہے۔ جس میں پطرس کی منادی کا خلاصہ ہے اگر پہلے معنی درست ہوتے" تو سرنامہ یہ ہوتا " پطرس کے مطابق " علاوہ ازیں قدیم کلیسیا میں یہ عام رائے تھی کہ خود متی مصنف تھا ✢

متی رسول کا احوال ۔ لیوی ابن حلفا کفرناحوم میں محصل تھا ۔ اُس کا خاص کام یہ تھا کہ جو جھیل میں مچھلیاں پکڑتے تھے ۔ اور جو سوداگر دمشق سے جنوب کی طرف سفر کرتے تھے اُن سے محصول لے ۔ ایک دن جھیل کی طرف سے آتے ہوئے یسوع کا گزر اُس محصول خانہ کے قریب ہوا ۔ جہاں لیوی چنگی پر بیٹھا ہوا تھا ۔ یسوع نے اُسے کہا میرے پیچھے ہو لے ۔ وہ اُٹھکر اُس کے پیچھے ہو لیا (متی ۹-۹) اِس بات کا کچھ ذکر نہیں کہ یسوع نے پیشتر بھی لیوی سے کلام کیا تھا ۔ لیکن یہ تو قرین قیاس ہے کہ وہ حکم کا منتظر تھا اور وہ بالفعل یسوع کا شاگرد تھا ۔ اور جونہی مسیح نے حکم دیا وہ اُس کی خاطر سب کچھ چھوڑنے کو تیار تھا ۔ لیوی نے کسی قدر اُس بڑے ربی اور اُس کی تعلیم کی بابت سنا ہوگا ۔ اور خدا کی سلطنت کے بارہ میں مسیح کی تعلیم کو قبول کرنے کے لئے اُس نے ارادہ کیا ہوگا ۔

جب لیوی یسوع کا شاگرد ہو گیا تو اس نے غالباً اپنے نام لیوی کو متی سے بدل ڈالا ۔ کیونکہ اُس کے یہ دو نام آتے ہیں ۔ لفظ متی کے معنی ہیں خدا کی بخشش ۔ یہ نئی بات نہ تھی ۔ کیونکہ شمعون اور ساؤل نے نئی زندگی میں آکر نئے نام اختیار کئے ۔ اُسی روز متی نے ضیافت کی ۔ (شاید اپنے پرانے رفیقوں کو الوداعی ضیافت دینے یا یسوع سے ملاقات کرانے کی غرض سے) اُس میں اُس نے یسوع اور اُس کے شاگردوں کو بُلایا ۔ متی کے لئے وہ بڑی خوشی کی ضیافت ہوئی ہوگی ۔ جب اُس نے پہلے پہل بطور عینی گواہ کے یسوع کے الفاظ اور کام ملاحظہ کئے ۔ وہ واقعہ اُس

کے ذہن نشین ہوگیا اور ایسی ہدایت سے مابعد کلیسیا کی تعلیم کیلئے لکھا۔ علاوہ ازیں بارہ رسُولوں کی فہرست کے سوا انجیل کی تواریخ میں متی کا کہیں نام نہیں آتا۔ مقدس متی کا یہہ تھوڑا سا احوال اناجیل سے معلوم ہوتا ہے۔ مگر اِن چند اشاروں سے اس انجیل نویس کی دینی حالت سیرت اور تعلیم معلوم ہوتی ہے ؛

چونکہ کفرناحوم ہیرودیس انتپاس کے علاقہ میں تھا اس لئے غالباً لیوی اُس بادشاہ کے ماتحت افسر ہوگا نہ کہ رومی سلطنت کے ماتحت۔ جو لوگ مسیح کے شاگرد ہوئے۔ اُن میں سے بہت اغلباً موعود مسیح کی انتظاری میں ملکی بادشاہی کی امید رکھتے تھے۔ مثلاً شمعون زیلوتی (لوقا ۶۔ ۱۵)۔ یہ لقب زیلوتی ایک خاص فرقہ کا لقب تھا۔ جو اِس سلطنت کے انتظار میں بڑے سرگرم تھے۔ شاید متی کا یہی حال ہو۔ اس لئے ہیرودیس کے خاندان کو تسلیم کرنا اس کے لئے ایسا بُرا نہ تھا۔ جیسا روم کے آگے خم ہونا۔ ہیرودیس ایسا اجنبی اور غیر قوم نہ تھا جیسا رومی قیصر۔ ادوم اسرائیل سے ملحق ہوچکا تھا۔ اس لئے یہ خیال ہوسکتا ہے کہ ایک یہودی جو مسیح کی سلطنت کا منتظر ہو۔ حالت مایوسی میں اپنی امیدوں کی تکمیل ہیرودیس کے خاندان میں سمجھے۔ اگر مسیح کے متعلق خیالات کو انتپاس یا اُس سے مشہور فلپس کے ساتھ پیوستہ کرنا ناممکن تھا تو بھی یہ ناممکن نہ تھا۔ کہ اُس خاندان سے کوئی بادشاہ اُٹھے اور اسرائیل کی سلطنت بحال کرے ؛

جو کوئی متی کی انجیل پڑھے گا وہ ضرور یہ معلوم کریگا کہ متی یونانی نہ تھا بلکہ عبرانیوں کا عبرانی۔ اپنی قوم کی تواریخ اور نبوتوں میں عالم۔

اور نہایت آرزو سے ان کی تکمیل کا منتظر تھا۔ لیکن اُسے شاید مجبوراً یہ گمان کرنا پڑا کہ یہ تکمیل ہیرودیس کے خاندان میں ہوگی۔ یہ راے دو طرح سے اُس کی طبیعت کے موافق تھی۔ اولاً اُس میں نفع کی محبت معلوم ہوتی ہے۔ جو یہودی قوم کی تقریباً جبلّت ہوگئی تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو متی ایسا پیشہ اختیار نہ کرتا جو اس قدر ذلیل و حقیر سمجھا جاتا تھا۔ ثانیاً۔ وہ غور و فکر اور بے شور و شر زندگی بسر کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے گلیل کے شور و شر اور منصوبوں اور بندشوں سے الگ ہوکر رہتا تھا۔ شاید لیوی کی اس قسم کی امید تھی۔ لیکن جب یسوع کی تعلیم اور منشا اس کے دل پر ظاہر ہوا تو اُس نے فوراً اُس تصور کو قبول کرلیا اور دل و جان سے ابن داؤد پر فدا ہوگیا۔ خدا اور اُسکی سلطنت کی خاطر اُس نے اپنی دُنیاوی ترقی کو قربان کیا اور اپنے پیشہ اور دوستوں کو چھوڑ دیا۔ ہو سکتا ہے کہ متی کی دولت بمقابلہ جہان کے دولتمندوں کے کثرت سے نہ ہو۔ لیکن بمقابلہ ایک گلیلی قصبہ کے وہ بہت تھی۔ اگر پولوس کی طرح وہ اپنی زندگی کا احوال بیان کرتا تو شاید اِس بات کا بھی ذکر کرتا کہ اُس نے کتنے نفع کی چیزوں کو مسیح یسوع کے علم کی [illegible]مت کے مقابلہ میں نقصان سمجھا۔

اگر اناجیل کی خاموشی سے ہم کچھ نتیجہ نکالیں تو وہ یہ ہوگا کہ متی شاگردوں میں ذی رتبہ شخص تھا۔ وہ تین خاص شاگردوں میں نہ تھا۔ اُس کا نام کسی واقعہ سے متعلق نہیں جیسے کہ اندریاس شمعون فلپس لوقا۔ برتولما۔ یعقوب کے بھائی یہوداہ اور زبدی کے نام کسی نہ کسی واقعات سے متعلق ہیں۔ لیکن اس کا کچھ ذکر نہیں کہ متی نے ایک

بات بھی سچ سے کہی - جب وہ بُلایا گیا تو وہ اُٹھکر چُپ چاپ اس کے پیچھے ہولیا ۔

روایت ہے کہ وہ فلسطین میں دُوسرے رسُولوں کی نسبت زیادہ مدت تک رہا اور اُس نے اپنے ہموطنوں کو یسُوع کے الفاظ اور اقوال سے واقف کیا - اور نیز کہ ایتھی اوپیا - پارتھیا - مصر اور مقدونیہ میں اُس نے منادی کی - سکندری کلیمنس کہتا ہے - کہ متی بالکل ریاضت کش ہوگیا اور اُس نے گوشت کھانا ترک کیا - مشرقی کلیسیا کی رائے ہے کہ وہ طبعی موت سے مرگیا - لیکن مغربی کلیسیا اُسے شہیدوں میں شمار کرتی ہے ۔

یہ انجیل کبھی دوسرے مصنّف سے منسوب نہیں ہوئی - پہلی صدی کے آخر سے پیشتر اور دوسری صدی کے شروع میں بدعتیوں اور مسیحیوں دونوں نے اس سے اقتباس کیا ہے پاپیاس نے یہ بھی ذکر کیا کہ متی نے عبرانی زبان میں یہ بیان لکھا - اور ہر ایک نے حسب طاقت اُسکا ترجمہ کیا ۔

مصنّف کے بارہ میں قدیم بزرگوں کی شہادت - پپے پیاس ائرنیوس - اوریجن - یوسی بی اس - اپی فے نی اس - جیروم - سب اس امر کے شاہد ہیں کہ متی اس انجیل کا مصنّف ہے - ان میں سے پپے پیاس جو ہیر آپولس واقعہ فروگیہ کا بشپ دوسری صدی کے شروع میں تھا یوں کہتا ہے " متی نے عبرانی زبان میں " لوگیا " کو تالیف کیا - اور ہر شخص حسب لیاقت اُس کا ترجمہ کرتا تھا " اس جملہ سے دو تین دلچسپ سوال نکلتے ہیں - اوّل یہ کہ " لوگیا " (یعنی اقوال) سے کیا

مراد ہے۔ بعض سمجھتے ہیں کہ اس سے یہ انجیل ہی مراد ہے۔ اگرچہ اس میں نہ صرف اقوال ہی ہیں بلکہ ماجروں کا بیان بھی ہے۔ چنانچہ رومیوں ۳-۲ میں یہ لفظ "لوگیا" سارے پُرانے عہدنامہ کے لئے آیا ہے۔ لیکن بعض یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے مُراد مسیح کے اقوال کا مجموعہ ہے جسے متی نے جمع کیا۔ دوم۔ کہ کیا اس انجیل کی اصلی زبان عبرانی تھی یا یونانی۔ پپے پیاس نے تو صاف کہا کہ متی نے یہ انجیل عبرانی میں لکھی اور یوسیبس کہتا ہے کہ پنٹے نوس نے متی کی عبرانی انجیل ہندوستان میں دیکھی (یعنی برتلمائی رسول اُسے ساتھ لایا تھا)۔ جیروم ایک انجیل کا ذکر کرتا ہے جو عبرانیوں کی کہلاتی ہے یا "جیسے بعض خیال کرتے ہیں متی کی انجیل" اس کا اُس نے یونانی میں ترجمہ کیا۔ لیکن برعکس اسکے موجودہ یونانی انجیل کی طرز عبارت اور مرقس و لوقا کی انجیلوں سے لفظی مشابہت اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ کہ یہ انجیل ترجمہ نہیں ہے بلکہ شروع سے یونانی میں لکھی گئی۔ اور جیروم کے مقولہ کے بارہ میں یہ قابل لحاظ ہے کہ اگر وہ عبرانی انجیل متی کی اصلی انجیل تھی تو اُس نے کیوں اُس کا ترجمہ یونانی میں کیا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اُس کے ہاتھ میں ہماری موجودہ یونانی انجیل تھی۔ اور یاد رہے کہ وہ شک کے ساتھ اس کا ذکر کرتا ہے کہ بعض لوگ سمجھتے تھے کہ وہ متی کی انجیل تھی۔ اور جیروم نے اُس عبرانی انجیل سے جو اقتباس دیئے ہیں وہ موجودہ انجیل میں پائے نہیں جاتے۔ شاید کوئی عبرانیوں کی انجیل تھی جسے بعضوں نے متی کی انجیل سمجھا اور یہ تعجب نہیں کیونکہ یہ مشہور بات تھی کہ متی نے عبرانی مسیحیوں کے لئے

انجیل لکھی ٭ **کن کے لئے لکھی گئی** ؟ انجیل میں اس کا صاف ذکر نہیں۔ لیکن اس کے مضامین سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہودی مسیحیوں کے لئے لکھی گئی۔ چنانچہ اس کا عام مقصد بھی اسی امر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ متی یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ یسوع میں یہودی قوم کی امید جو مسیح کے بارہ میں تھی اور جس کے وہ بڑی سرگرمی سے منتظر تھے پوری ہوئی ہے۔ اس کی تائید میں وہ خاصکر پہلے چار بابوں میں عہد عتیق سے بہت اقتباس کرتا ہے۔ (دیکھو ۱-۲۱ سے ۲۳ + ۲-۴ سے ۶ + ۳-۳ + ۴-۱۴ سے ۱۷+ مقابلہ کرو اعمال ۲۶-۶ و ۷) اسی طرح سے موسوی شریعت کی تکمیل کو ظاہر کرتا ہے دیکھو پانچواں باب فی الجملہ متی یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ یہودی قومی بادشاہت جبکہ خود قوم روز بروز زوال پکڑتی جاتی تھی مسیح کی روحانی بادشاہت میں حقیقی تکمیل پاتی ہے۔ دیکھو کئی دفعہ اس کی انجیل میں آسمان کی بادشاہت کا ذکر آیا ہے۔ اور اسی کو مدنظر رکھکر مسیح کا نسب نامہ ابرہام اور داؤد سے لیکر بتایا ہے۔ اور نسب نامہ کے بعد فوراً یہ ذکر ہوتا ہے کہ یہ نجات دہندہ "اپنی امت کو ان کے گناہوں سے بچائیگا"۔ حالانکہ پرانے عہدنامہ میں یہ خاص خیال تھا کہ یہ قوم اپنے ملکی دشمنوں سے بچ جائے ٭

تاہم غیر قوموں کو مقدس متی نظرانداز نہیں کرتا۔ مثلاً متی ۸-۱۱ "بہتیرے پورب اور پچھم سے آکر ابراہیم اور اضحاق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہی میں بیٹھیں گے" ٭

متی ۱۱ - ۲۱ سے ۲۴ میں یہودیوں کے بے توبہ شہروں کو ملامت کر کے یہ کہتا ہے کہ " جو معجزے تم میں ظاہر ہوئے اگر وہ صور اور صیدا میں ظاہر ہوتے تو ٹاٹ اوڑھ کر اور خاک میں بیٹھ کر کب کے توبہ کر لیتے " ۔

متی ۲۵ - ۳۱ سے یہ کر یوں لکھا ہے کہ " جب ابن آدم اپنے جلال میں آئیگا تو اُس وقت وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا ۔ اور سب قومیں اُس کے سامنے جمع کی جائینگی ۔ اور وہ ایک کو دوسرے سے جدا کریگا ۔ جیسا گلہ بان بھیڑوں کو بکریوں سے جُدا کرتا ہے اور بھیڑوں کو اپنے دا ہنے اور بکریوں کو بائیں کھڑا کریگا ...... اُس وقت بادشاہ اپنے داہنی طرف والوں سے کہیگا کہ آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو جو بادشاہی بنائے عالم کے وقت سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے اُسے ورثہ میں لو " اور صعود سے پیشتر جب مسیح نے اپنے شاگردوں کو آخری حکم دیا تو یُوں فرمایا " آسمان وزمین کا اختیار مجھے دیا گیا ہے پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ " متی ۲۸ - ۱۸ و ۱۹) ۔

اس انجیل کا سلسلہ اس انجیل میں یہ جملہ پانچ خاص موقعوں پر آیا ہے یعنی جب یسوع نے یہ باتیں کہیں تو ...." (متی ۷ - ۲۸ + ۱۱ - ۱ + ۱۳ - ۵۳ + ۱۹ - ۱ + ۲۶ - ۱) + اس سے بعضوں نے یہ سمجھا کہ متی کا منشا یہ تھا کہ اپنی انجیل کو توریت کی طرح پانچ حصّوں میں تقسیم کرے لیکن یہ قیاس درست نہیں کیونکہ اس کے مطابق ان پانچ جملوں سے انجیل کے چھ حصے ہوتے ہیں ۔ بعض یہ وجہ سمجھتے ہیں ۔ جیسا ہسٹن

شہید نے ذکر کیا۔ جب مسیحی لوگ اتوار کے روز عبادت کیلئے جمع ہوتے تھے تو رسولوں کی تصنیفات پڑھتے تھے اور شاید ان میں سے ایک حصہ ایک اتوار کے لئے ورد ہوگا۔

باب اوّل۔ مسیح کا نسب نامہ اور اُسکی اعجازی پیدائش۔

باب دوم۔ بچپن کے ماجرے۔ ہیرودیس سے بھاگنا۔ مصر کو بھاگ کر جانا اور وہاں سے واپس آنا۔

باب سوم۔ یوحنا کا بپتسمہ۔

باب چہارم۔ ۱ سے ۱۱ مسیح کا شیطان سے آزمایا جانا۔

" ۱۲ سے ۲۵ گلیل میں مسیح کے کام کا شروع اور چند شاگردوں کی بلاہٹ۔

۵۔ ۶ و ۷ باب۔ پہاڑی وعظ۔ (پہلی فصل کا خاتمہ)

۸۔ ۱ سے ۹۔ ۸ تک۔ چند معجزوں کا ذکر۔

۹۔ ۹ سے ۱۷۔ محصول لینے والے متی کی بلاہٹ۔ محصول لینے والوں کیساتھ کھانے پر فریسیوں کا اعتراض۔

۹۔ ۱۸ سے ۳۴۔ چار معجزوں کا بیان۔

۹۔ ۳۵ سے ۱۱۔ ۱ تک بھیڑ پر مسیح کا ترس کھانا۔ اور خود ان کو تعلیم دینا اور رسولوں کی رسالت۔ (گلیل میں دوسرا دورہ) دوسری فصل کا خاتمہ۔

۱۱۔ ۲ سے ۳۰۔ قیدخانہ سے یوحنا بپتسمہ کا سوال اور مسیح کا جواب بے توبہ شہروں پر ملامت۔ تھکے ماندوں کی بلاہٹ۔

۱۲ باب۔ فریسیوں سے مباحثہ دربارہ (۱) سبت (۲) بدروحوں

کے نکالنے۔

۱۳۔ ۱ سے ۵۲۔ تمثیلیں۔ تیسری فصل کا خاتمہ۔

۱۳۔ ۵۳ سے ۱۴۔ ۳۶ تک مسیح کے کام کا تیسرا دورہ۔ جس میں ان واقعات کا ذکر ہے۔ ہم وطنوں سے رد کیا جانا۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے کی موت کی خبر ملنا۔ پانچ ہزار کو کھلانا۔ پانی پر چلنا۔

۱۵۔ ۱ سے ۲۰۔ طہارت اور ناجائز کھانوں کے بارہ میں مباحثہ۔

۱۵۔ ۲۱ سے ۳۹۔ کنعانی عورت کی بیٹی کو اچھا کرنا۔ چار ہزار کو کھلانا۔

۱۶۔ ۱ سے ۱۲ تک فریسیوں کے استعجاب اور خمیر کے بارہ میں۔

" ۱۳ سے ۲۸ تک اپنی موت کی اطلاع اور پطرس کا اقرار یہ دو ماجرے مسیح کے

۱۷۔ ۱ سے ۱۳ تک۔ صورت کی تبدیلی۔ کام کی نصف منزل ہیں

" ۔ ۱۴ سے ۲۷۔ مرگی کے بیمار کو شفا دینا۔ موت کی دوبارہ خبر۔ نیم مثقال کا واقعہ۔

۱۸ باب۔ ٹھوکروں اور بھائیوں کو معاف کرنے کا ذکر (چوتھی فصل کا خاتمہ)

۱۹۔ ۱ سے ۱۵ طلاق۔ اور چھوٹے بچوں کو برکت دینا۔

۱۹۔ ۱۶ سے ۲۰۔ ۱۶ تک۔ دولتمند کا ٹھوکر کھانا اور مزدوروں کی تمثیل

۲۰۔ ۱۷ سے ۲۸ تک۔ موت کا سہ بارہ ذکر۔

۲۰۔ ۲۹ سے ۲۱۔ ۱۱ تک۔ یروشلم تک آنا اور اُس میں داخل ہونا۔ اثنائے راہ میں دو اندھوں کو بینائی دینا اور گدھے پر سوار ہونا۔

۲۱-۱۲ سے ۲۸: ۲۰ تک مسیح کی زندگی کے آخری ہفتے کے ماجرے۔ مناسب ہوگا کہ اِن ماجروں کا بیان سلسلہ وار چاروں اناجیل کے مطابق لکھا جائے +

(۱) سبت بیت عنیاہ میں۔ یوحنا ۱۲: ۱ سے ۱۱ + متی ۲۶-۶ سے ۱۳ + مرقس ۱۴-۳ سے ۹۔

(۲) اتوار۔ یا کھجور کا اتوار۔ شاہانہ یروشلم میں داخل ہونا۔ متی ۲۱: ۱ سے ۱۱ + مرقس ۱۱: ۱ سے ۱۱ + لوقا ۱۹-۲۹ سے ۴۴ + یوحنا ۱۲-۱۲ سے ۱۹۔

(۳) پیر۔ انجیر کے درخت کا سُوکھ جانا۔ ہیکل کی صفائی۔ متی ۲۱: ۲۱ سے ۱۹ + مرقس ۱۱: ۱۲ سے ۱۹ + لوقا ۱۹: ۴۵ سے ۴۸۔

(۴) منگل اور بُدھ۔ چند مباحثے فریسیوں کے ساتھ متی ۲۱: ۲۰ سے ۲۳: ۳۹ تک + مرقس ۱۱: ۲۷ سے ۱۲: ۴۴ + لوقا ۲۰: ۱ سے ۲۱: ۴ تک + یوحنا ۱۲: ۲۰ سے ۵۰۔

(۴) بُدھ کی شام۔ چند شاگردوں کے سامنے یروشلم کی بربادی اور عدالت کے دن کا بیان۔ یہاں متی نے تین خاص تمثیلیں لکھی ہیں۔ جو نہ مرقس اور نہ لوقا نے بیان کی ہیں متی ۲۴ و ۲۵ باب + مرقس ۱۳ + لوقا ۲۱: ۵ سے ۳۸ + اِن چار دنوں میں شام کے وقت بیت عنیا کو واپس چلا جاتا تھا +

(۵) جمعرات۔ اس روز صبح کو وہ بیت عنیا سے روانہ نہیں ہوتا

بلکہ پطرس اور یوحنا کو فسح تیار کرنے کے لئے یروشلم میں بھیجتا ہے (متی ۲۶: ۱۷ سے ۱۹ + مرقس ۱۴: ۱۲ سے ۱۶)۔

لوقا ۲۲: ۷ سے ۱۳ + دوپہر کے بعد باقی شاگردوں کے ساتھ یروشلم میں آکر فسح کھاتا ہے۔ (متی ۲۶: ۲۰ سے ۳۵ + مرقس ۱۴: ۱۷ سے ۲۵ + لوقا ۲۲: ۱۴ سے ۳۸ + یوحنا ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ باب)۔

گتسمنی کے باغ میں جان کنی اور مسیح کا گرفتار ہونا + (متی ۲۶ - ۳۶ سے ۵۶ + مرقس ۱۴: ۲۶ سے ۵۲ + لوقا ۲۲: ۳۹ سے ۵۳ + یوحنا ۱۸: ۱ سے ۱۲)۔

مسیح کی جوابدہی اناس - کیفاس کے سامنے + (متی ۲۶: ۵۷ سے ۷۵ + مرقس ۱۴: ۵۳ سے ۷۲ + لوقا ۲۲: ۵۴ سے ۶۵)۔

(۶) جمعہ۔ صدر مجلس کے سامنے جوابدہی۔ (متی ۲۷: ۱ + مرقس ۱۵: ۱ + لوقا ۲۲: ۶۶ سے ۷۱) + (متی ۲۷ - ۲ سے ۲۶ + مرقس ۱۵: ۲ سے ۱۵ + لوقا ۲: ۱ سے ۲۵ + ۱۰ - یوحنا ۱۸: ۲۸ سے ۱۹: ۱۶)۔

مصلوب ہونا۔ (متی ۲۷: ۲۷ سے ۵۶ + مرقس ۱۵: ۱۶ سے ۴۱ لوقا ۲۳: ۲۶ سے ۴۹ + یوحنا ۱۹: ۱۷ سے ۳۷)۔

اُس کا دفن ہونا اور جی اُٹھنا۔ متی ۲۷: ۵۷ سے ۲۸ - ۲۰ + مرقس ۱۵: ۴۲ سے ۱۶: ۲۰ + لوقا ۲۳: ۵۰ سے ۲۴: ۵۳ + یوحنا ۱۹: ۳۸ سے ۲۱: ۲۵ +

مذکورہ بالا بیان سے جس میں مسیح کے آخری ہفتے کے ماجرے پائے جاتے ہیں۔ ہر شخص جو سرسری طور پر بھی ان انجیلوں کو پڑھیگا وہ اِن دو باتوں کو معلوم کریگا۔ کہ (۱) چاروں اناجیل اس اِمر پر متفق ہیں کہ مسیح کے دُکھوں اور موت کا مفصل بیان کریں۔ اسے وہ کل بیان کا معراج سمجھتے ہیں۔ (۲) مسیح کے جی اُٹھنے کے ثبوت پر بہت زور دیتے ہیں۔ یہ دو ماجرے یعنی موت اور جی اُٹھنا ملکر کل انجیل کا لُبّ لباب ہیں (دیکھو رومیوں ۴: ۲۵) اس جگہ ہم اس کی موت کے مقصد کی مفصّل تشریح نہیں کر سکتے۔ لیکن مسیح کی قیامت چونکہ اعجازی ہے۔ اس لئے اُس کی شہادت مفصل دی گئی ہے چونکہ معجزوں پر اعتراض کرنے والے جی اُٹھنے کی اِن شہادتوں پر حرف گیری کرتے ہیں۔ اس لئے مناسب ہے کہ ان کا تفصیل وار بیان کریں +

مخفی نہ رہے کہ خود مُلحد مانتے ہیں کہ بالفرض اگر قادرِ مُطلق خدا ہو تو معجزے غیر ممکن نہیں۔ جس نے خلقت پیدا کی وہ اس کو بدل بھی سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر خدا اخلاقی مقصد کو سارے مقاصد سے سے اعلیٰ سمجھتا ہے تو تعجب نہیں کہ وہ کس خاص اخلاقی مقصد کے لئے اسباب موجودات میں کوئی معجزہ دکھائے +

پس ہم مسیح کے جی اُٹھنے کی شہادتوں کو بلا تعصب جانچ سکتے ہیں۔ چاروں اناجیل کے بیان سے اور خطوط سے یہ شہادت ملتی ہے:۔

عورتیں قبر پر آئیں۔ (متی ۲۸: ۱+ مرقس ۱۶: ۱+ لوقا ۲۴: ۱+

یوحنا ۲۰: ۱)۔

(۲) قبر کے خالی ہونے سے حیران ہوکر تتر بتر ہوگئیں تاکہ شاگردوں کو خبر دیں۔ (متی ۲۸: ۸ + مرقس ۱۶: ۸ + لوقا ۲۴: ۹+)۔

(۳) مثلاً مریم مگدلینی پطرس اور یوحنّا کو (یوحنّا ۲۰: ۲)۔

(۴) پطرس اور یوحنّا قبر کو خالی دیکھکر چلے جاتے ہیں۔ (یوحنّا ۲۰: ۳ سے ۱۰)۔

(۵) مریم کو قبر پر مسیح دکھائی دیتا ہے (یوحنّا ۲۰: ۱۱ سے ۱۸ + متی ۲۸: ۹ و ۱۰ (اغلباً یہ آیات مریم سے متعلّق ہیں)۔

(۶) پطرس کو (لوقا ۲۴: ۳۴ + ۱۔ قرنتی ۱۵: ۵)۔

(۷) دو شاگردوں پر عماؤس کے گاؤں میں (لوقا ۲۴: ۱۳ سے ۳۲)

(۸) دس رسولوں کو معہ دیگر شاگردوں کے۔ (لوقا ۲۴: ۳۶ سے ۴۴ + یوحنّا ۲۰: ۱۹ سے ۲۳ + ۱۔ قرنتی ۱۵: ۵)۔

مذکورہ بالا ظہور جی اُٹھنے کے دن ہی واقع ہوئے۔

(۹) اگلے اتوار گیارہ رسولوں کو (یوحنّا ۲۰: ۲۶ سے ۲۹)۔

(۱۰) گلیل میں رسولوں اور شاگردوں کی بڑی جماعت کو (متی ۲۸: ۱۶ سے ۲۰ + ۱ قرنتی ۱۵: ۶)۔

(۱۱) یعقوب کو (۱۔ قرنتی ۱۵: ۷)۔

(۱۲) دریائے تبریاس پر (یوحنّا ۲۱: ۱ وغیرہ)۔

یہ پانچ الگ الگ بیانات ہیں۔ لیکن جی اُٹھنے کے واقعہ پر سب متفق ہیں ؛

مقدّس مرقس کی انجیل

مسیح کے آخری حکم کے مطابق اُس کے رسول اور دیگر شاگرد اِدھر اُدھر جا کر منادی کرنے لگے۔ رسولوں کی عین حیات میں یہ زبانی بیان کافی تھا۔ لیکن جب وہ یکے بعد دیگرے انتقال کرتے گئے تو ایک تحریری بیان کی ضرورت محسوس ہوئی اور بُہتوں نے (لوقا ۱: ۱سے ۴) اِس امر کی کوشش کی۔ بعضوں کی رائے ہے کہ مرقس کی موجودہ انجیل اِن ابتدائی کوششوں کا تقریباً پہلا نتیجہ ہے ؛

پے پیاس جو ہیراپولس کا اُسقف تھا (دوسری صدی کے پہلے حصہ میں) یوں لکھتا ہے کہ "مرقس نے پطرس کا ترجمان ہو کر بصحت تمام (اگرچہ ترتیب وار نہیں) مسیح کے سارے احوال اور افعال جہاں تک اُس کو یاد رہا قلمبند کیا۔ کیونکہ اُس نے نہ خداوند کے مُنہ سے سُنا۔ نہ اُس کی رفاقت میں رہا۔ مگر پطرس کا رفیق تھا۔ جو سامعین کو حسبِ ضرورت تعلیم دیتا تھا۔ مگر مسیح کے واقعات کا بیان ترتیب وار نہ کرتا تھا۔ پس مرقس نے اس طرح سے جدا جدا باتیں تحریر کر کے کسی طرح کی غلطی نہ کی۔ ایک ہی بات پر زور دیتا تھا کہ مَیں نہ کچھ چھوڑوں نہ غلط بیانی کروں"۔ نیز آئے رینیوس بھی جو اُس صدی میں تھا یوں کہتا ہے کہ مرقس نے پطرس کا شاگرد اور ترجمان ہو کر پطرس کی منادی کے مضامین تحریر کر کے ہمارے سپرد کئے"؛

مرقس۔ یہ لاطینی نام ہے۔ یہودی نام یوحنا ہے (اعمال ۱۲: ۱۲) اُس کی والدہ ایک مشہور دولتمند خاتون مریم نامی تھی جس کے گھر

میں مسیحی دعا بندگی کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔ اور بعضوں کی رائے ہے کہ گتسمنی کا باغ اُسی کی ملکیت تھا۔ اگر یہ درست ہو تو شاید وہ جوان جس کا ذکر مرقس ۱۴: ۵۱ و ۵۲ میں آیا ہو یہی یوحنا مرقس ہو۔ اُس کے باپ کا کچھ ذکر نہیں۔ یہ برنباس کا خالہ زاد بھائی تھا (فلپیوں ۴: ۱۰) پولوس اور برنباس کا پہلے سفر میں رفیق تھا لیکن جلد اُن سے جُدا ہو گیا۔ (اعمال ۱۳: ۵ و ۱۳) اس جدائی کے باعث پولوس اور برنباس میں اختلاف رائے ہوا۔ (اعمال ۱۵: ۳۷) بعدہ وہ پطرس کی رفاقت میں نظر آتا ہے (۱۔ پطرس ۵: ۱۳) اس کے بعد وہ پولوس کا مددگار ہوا۔ (فلپیوں ۴: ۱۰+ فلیموں ۲۴ + ۲ تمط ۴ : ۱۱) +

نئے عہدنامہ کے بعد یہ روایت ہے کہ پطرس کی وفات کے بعد وہ مصر میں رہا +

تصنیف۔ اس کے بارہ میں چار باتوں کا لحاظ کریں +

(۱) تاریخ تصنیف۔ گمان غالب ہے کہ تقریباً ۶۷ء یا ۶۸ء میں لکھی گئی۔ شاید اس سے بھی پیشتر۔ بہر حال طرز بیان سے پتا لگتا ہے کہ مصنف اُن واقعات کا ذکر صفائی اور سادگی سے کرنا چاہتا ہے جن کو اُس نے عین گواہوں سے سُنا تھا +

(۲) تحریر کی جگہ۔ عام روایت ہے کہ یہ انجیل شہر روم میں تصنیف ہوئی۔ یہ روایت قابل اعتبار معلوم ہوتی ہے کیونکہ اُس کی کچھ مخالفت نفس مضمون سے نہیں ہوتی +

(۳) کن کے لئے لکھی گئی۔ غالباً کوئی خاص فریق مدنظر نہ تھا اُس میں مسیح کی زندگی کے واقعات کا سادہ بیان ہے۔ کسی خاص

فریق کے مطابق نہیں لکھی گئی۔ البتہ غیر قوموں کے فائدہ کے لئے خاص یہودی محاوروں اور دستورات کی تشریح کی گئی ہے۔ مثلاً بونرجیس (۳: ۱۷) طالیتھا قومی (۵: ۳۹) قربان (۷: ۱۱) برطمئی (۱۰: ۴۶) + ابا (۱۴: ۳۶)۔ ایلوئی ایلوئی (۱۵: ۳۴) جہنم (۹: ۴۳) کوارڈرنٹیس ۱۲: ۴۲ + سپکیولیٹر ۶: ۲۷ وغیرہ۔ یہودی جب ہاتھ تک نہ دھوتے ۷: ۳ + زیتون کا پہاڑ ہیکل کے سامنے ۱۳: ۳ + فسح کے ذبح کرنے کے بارہ میں ۱۴: ۱۲ + تیاری کا دن ۱۵: ۴۲ + لیکن نہ مسیح کا نسب نامہ ہے نہ پرانے عہدنامہ سے اقتباسات ہیں سوائے پہلے باب کے +

(۵) کس زبان میں لکھی گئی۔ یونانی میں لکھی گئی۔ سوا سے دیگر ثبوتوں کے ایک ثبوت یہ ہے کہ آرامی الفاظ کی تشریح کی گئی ہے جیسا پہلے ذکر ہوا +

انجیل کے خصائص

یاد رہے کہ مرقس کی انجیل پطرس کی منادی کے مطابق لکھی گئی اس منادی کے دو نمونے اعمال کی کتاب میں موجود ہیں۔ اعمال ۱: ۲۱ و ۲۲ + ۱۰: ۳۶ سے ۴۲۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ بپتسمہ کے وقت کس طرح خدا نے یسوع ناصری کو روح القدس اور قوت سے ممسوح کیا اور کس طرح اس کی آزمائش کے بعد وہ نیکی کرتا پھرا۔ اور اُن سب کو جو شیطان کے ہاتھ سے ظلم اُٹھاتے تھے چنگا کرتا پھرا کیونکہ خدا اُس کے ساتھ تھا۔ یوں جو تصویر مرقس نے مسیح کی ہمارے واسطے

کھینچی ہے وہ حقیقی انسان کی ہے۔ چنانچہ وہ اُس کے رنج۔ محبت ترس۔ تعجب۔ غصہ۔ بھوک۔ آرام۔ سونا (۷: ۳۴ + ۸: ۱۲ + ۱۰: ۲۱ + ۶: ۳۴ + ۲: ۶ + ۳: ۵ + ۸: ۱۲ و ۳۳ + ۱۰: ۱۴ + ۱۱: ۱۲ + ۶: ۳۱ + ۴: ۳۸) وغیرہ کو دکھاتا ہے۔ علاوہ ازیں مسیح کے حرکات و سکنات کا ذکر کرتا ہے۔ (دیکھو ۷: ۳۳ + ۸: ۳۳ + ۹: ۳۶ + ۱۰: ۱۶ + ۴: ۳۸ + ۶: ۳۱ + ۱۰: ۳۲) مقدس مرقس لفظ فی الفور یا فوراً کو تقریباً ۴۶ دفعہ استعمال کرتا ہے۔ اس سے پتا لگتا ہے کہ گویا وہ واقعات اس کی آنکھوں کے سامنے گزر رہے ہیں ✣

(۱) اِس انجیل کا سلسلہ۔ اس انجیل کے شروع میں یہ بات نظر آتی ہے کہ کچھ عرصہ تک خداوند مسیح اپنے معجزوں اور نئی دلچسپ تعلیم کے ذریعہ بہت مشہور اور ہر دلعزیز ہو گیا ✣

(۲) لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد باقی شرعی معلّم اس کی مخالفت کرنے لگے۔ اس لئے اس انجیل کا بڑا حصّہ اِنہیں دو باتوں پر مشتمل ہے۔ یعنی عوام النّاس میں منادی اور معلّموں سے مباحثہ ✣

(۳) تب اُس نے طرز تعلیم کو بدلا اور زیادہ تمثیلوں میں کلام کرنے لگا۔ شاید پہلے بھی اُس نے تمثیلیں استعمال کی ہوں ✣

(۴) انجیل کے عین وسط میں (۸: ۳۰) شاگردوں سے اپنے دُکھوں کا ذکر کرنے لگتا ہے۔ اور اس وقت سے لے کر ان شاگردوں کو تنہائی میں بہت تعلیم دیتا رہتا ہے۔ گویا آئندہ دُکھوں اور صلیب کا سایہ اُس کے دل پر چھاتا جاتا تھا ✣

(۵) اس سے ہم اُس حصہ تک پہنچتے ہیں جس میں اُس کے

آخری مباحثے پکڑوائے جانے وغیرہ کا ذکر ہے ۞

اس سے صاف ظاہر ہے کہ گو مسیح معلم ہو کر دنیا میں آیا تو بھی خود مسیح اور اُس کے شاگرد اُس کی موت پر خاص زور دیتے تھے چنانچہ مرقس ۱۰: ۴۵ میں لکھا ہے کہ "ابنِ آدم اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتوں کے لئے فدیہ میں دے" ۞

سلسلہ مضامین۔ (۱) تیاری ۱: ۱ سے ۱۳ تک ۞

(۲) مشرقی گلیل میں مسیح کے کام ۱: ۱۴ سے ۷: ۲۳ تک ۞

(۳) شمالی گلیل میں مسیح کے کام ۷: ۲۴ سے ۹: ۵۰ تک ۞

(۴) پریا میں مسیح کا کام ۱۰: ۱ سے ۳۱ ۞

(۵) آخری سفر یروشلم کو اور دُکھ سہنا ۱۰: ۳۲ سے ۱۵: ۴۷ تک ۞

(۶) دفن قیامت اور صعود ۱۶ باب ۞

اگرچہ مسیح کام میں ایسا مصروف رہتا تھا کہ اکثر کھانا کھانے کی بھی فرصت نہ ہوتی تھی (۳: ۲۰) پھر بھی خدا کے ساتھ تنہائی میں وقت کاٹنے کا موقعہ نکالتا تھا۔ چنانچہ ذیل کے مقامات سے ظاہر ہے:۔

(۱) مرقس ۱: ۳۵ (۲) ۱: ۴۵ + (۳) ۳: ۷ سے ۱۳ (۴) ۶: ۶-
(۵) ۶: ۳۰ سے ۳۲۔ (۶) ۶: ۴۶ (۷) ۸: ۲۷۔ (۸) ۹: ۲۔ (۹) ۱۱: ۱۱ و ۱۹۔

ذیل کی باتیں اس ہی انجیل میں پائی جاتی ہیں۔

۱: ۱۳ درندوں کے ساتھ۔

۴: ۲۶ سے ۲۹۔ بیج کا آپ ہی آپ اُگنا۔

۷: ۳۱ سے ۳۷۔ گونگے اور تتلے کو شفا دینا۔

۱۰: ۳۲ یسوع آگے بڑھتا جاتا تھا۔

۱۴: ۵۱ و ۵۲۔ نوجوان کتانی چادر میں۔

۱۶: ۱۷ و ۱۸ و ۲۰۔ رسولوں کی منادی پر معجزوں کا وقوع میں آنا۔

لوقا کی انجیل

مصنف۔ اس انجیل کے شروع میں ایک مختصر دیباچہ ہے جو اَور کسی انجیل میں پایا نہیں جاتا۔ اس دیباچہ سے اس کتاب کا تعلق اعمال کی کتاب سے ظاہر ہوتا ہے۔ مصنف کسی نوجوان مسیحی تھیوفلس نامی سے مخاطب ہے۔ اور اعمال کی کتاب بھی اسی شخص کے لئے لکھی گئی۔ طرزِ کلام اس بات کی تائید کرتا ہے کہ ان دونوں کتابوں کا مصنف ایک ہی ہے۔ قدیم کلیسیا میں یہ امر تسلیم کیا گیا کہ مصنف کا نام لوقا تھا۔ اس شخص کا ذکر ذیل کی آیات میں پایا جاتا ہے قلسیون ۴: ۱۱ و ۱۴ "لوقا پیارا طبیب"۔ ۲ تمطاؤس ۴: ۱۱ لوقا اکیلا میرے ساتھ ہے فلیمون ۲۴ پولوس کا ہم خدمت۔

نئے عہد نامہ کے ان مقاموں سے یہ ظاہر ہے کہ وہ پولوس کا رفیق تھا۔ ہر دلعزیز طبیب اور وفادار دوست تھا۔ چنانچہ نہ صرف پولوس کی خدمت بشارتی دورہ کے وقت کی بلکہ جب پولوس قید ہو کر قیصریہ سے روم کو گیا اُس وقت بھی وہ ساتھ رہا۔ کیونکہ اعمال کی کتاب کے بعض حصّوں میں مصنف صیغہ جمع متکلم یعنی 'ہم' استعمال کرتا ہے۔ (اعمال ۱۶: ۱۰ سے ۱۷+ ۲۰: ۵ سے ۱۵+ ۲۱: ۱ سے ۱۸

+۲۷: اسے ۲۸ : ۱۶) +

علاوہ اس کے روایت میں یوں مذکور ہے۔ کہ انطاکیہ واقع سوریا میں وہ پیدا ہوا اور شاید یونان میں مرگیا۔ یا بقول گرہی گوری نازی انزن وہ شہید ہوگیا۔ اگروہ تھیوفلس جس کے واسطے یہ دونوں کتابیں لکھی گئیں۔ انطاکیہ کا وہ دولتمند شخص تھا۔ جس کا کلیمنٹ نے اپنے خطوں میں ذکر کیا ہے کہ اُس نے پطرس کی منادی سے اپنا گھر دے ڈالا۔ تو لوقا شاید اُس کا آزاد کیا ہوا غلام ہوگا۔ اور نام میں اس قسم کا اختصار غلاموں کے نام میں عام تھا۔ اس کی نسبت دو اَور گمان بھی ہوئے ہیں۔ پہلے یہ کہ وہ اُن ستروں میں سے ایک تھا جن کا ذکر اس انجیل کے دسویں باب میں آیا ہے۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ برعکس اس کے دیباچہ ہی سے ظاہر ہے کہ وہ (لوقا) گواہ ہونے کا دعوےٰ نہیں کرتا۔ دوسرا گمان یہ ہے کہ وہ یہودی نہ تھا۔ کیونکہ قلسیوں ۴ : ۱۱ وسہا میں پولوس اس کا ایسا ذکر کرتا ہے کہ اُس سے وہ مختون معلوم نہیں ہوتا۔ یہ نتیجہ درست معلوم ہوتا ہے۔ شاید وہ پھاٹک کا مرید تھا۔ ترتلیان کہتا ہے کہ وہ پولوس کے ذریعہ مسیحی ہوگیا۔ اور کہ پولوس کی ہدایت سے لوقا نے انجیل لکھی +

سند۔ کلیمنٹ رومی اور پولیکارپ ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوقا کی انجیل سے واقف تھے۔ بے سی لی ڈیس نے (Basilides) نے ۱۲۰ء میں اس انجیل کو استعمال کیا۔ ہیراکلیون (Heracleon) نے اس کی تفسیر لکھی۔ مارشیاں نے (Marcion) نے ۱۴۰ء میں اس انجیل کو کچھ بدل

کر اپنی انجیل بنایا۔ (اس سے پتا لگتا ہے کہ وہ سمجھتا تھا کہ مسیحی کس قدر اس انجیل کی قدر کرتے تھے) ÷

جسٹن شہید کو یہ انجیل معلوم تھی (۱۴۵ء) گو وہ انجیل کے مصنفوں کے نام نہیں بتاتا لیکن لوقا کی انجیل کی طرف اشارہ کرتا اور اُس میں سے اکثر حوالہ دیتا ہے۔ مثلاً اُسی نے ذکر کیا کہ فرشتے نے مریم کو خبر دی۔ اور قرینیوس کے دنوں میں اسم نویسی ہوئی۔ یسوع بندھا ہوا ہیرودیس کے پاس بھیجا گیا۔ اور وہ بعض اوقات ایسی عبارت استعمال کرتا ہے جو صرف اسی انجیل میں پائی جاتی ہے ÷

ہیگیسپس (Hegesippus) میں کم سے کم دو جملے میں جو لفظاً لوقا ۲۰: ۲۱۔ اور ۲۳: ۳۴ کا اقتباس معلوم ہوتے ہیں۔ ترتلیان کا ذکر اوپر ہو چکا۔ ایسا ہی آئرنیوس کہتا ہے "لوقا نے جو پولوس کا رفیق تھا اس خوشخبری کو قلمبند کیا جو پولوس سناتا تھا۔ اور موراتوری نسخہ میں یہ انجیل لوقا کی کہلاتی ہے۔ وہی لوقا طبیب جسے پولوس نے اپنے شاگردوں میں شامل کیا۔ پشتو (سریانی ترجمہ) میں جو تقریباً دوسری صدی کا ہے یہ لوقا کی تصنیف مانی گئی ہے اور اسوقت سے برابر یہ لوقا کی تصنیف تسلیم کی گئی ہے ÷

کن چشموں سے یہ انجیل تیار ہوئی؟ خود لوقا نے اس انجیل کے دیباچہ میں بتایا ہے کہ "میں نے یہی مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کروں"۔ متی اور مرقس کی انجیلوں کا ذکر کرتے وقت دو خاص چشموں کا بیان ہوا۔ یعنی مسیح کی سوانح عمری کا سادہ بیان جیسے مرقس کی انجیل میں ہے۔

اور مسیح کے احوال کا مجموعہ جو عموماً لوگیا کہلاتا ہے۔ جس سے پہاڑی وعظ وغیرہ لئے گئے۔ لوقا کی انجیل کے ۴ : ۲۱ سے ۶ : ۱۹ تک و ۸ : ۴ سے ۹ : ۵۰ تک اور ۱۸ : ۱۵ سے ۲۲ : ۴ تک مرقس کے بیان سے مشابہ ہے۔ لیکن ۶ : ۲۰ سے ۸ : ۳ تک متی کے پہاڑی وعظ وغیرہ سے مشابہ ہے۔ باقی رہے پہلے تین باب اور ۹ : ۲۱ سے ۱۸ : ۴ تک اور چند دیگر حصے جن میں ایسے واقعات کا ذکر ہے۔ جو نہ متی نہ مرقس کی انجیلوں میں پائے جاتے ہیں۔ لوقا نے کسی دوسرے چشمے سے جمع کئے۔ اب ذرا دریافت کریں کہ وہ کونسا چشمہ ہوگا۔ کوئی تحقیق جواب نہیں دے سکتا۔ صرف مضامین میں سے کچھ نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ مثلاً پہلے دو بابوں میں ایسی باتوں کا ذکر ہے جو صرف مریم ہی سے معلوم ہو سکتی تھیں۔ نیز چوتھے باب میں ناصرت کے عبادت خانہ کا ماجرا مذکور ہے۔ اور آٹھویں باب کی پہلی تین آیتوں میں اور ۲۳ : ۲۸ وغیرہ میں جن باتوں کا ذکر ہے۔ اُن کو لوقا نے یا تو خود مریم سے یا دوسری عورتوں سے دریافت کیا ہوگا۔ یہ بھی قابلِ لحاظ ہے کہ مذکورہ بالا آیات کا طرزِ کلام اعمال کی کتاب کے پہلے بارہ بابوں سے بہت مشابہ ہے۔ اور اُن بارہ بابوں میں ایسے ماجروں کا ذکر ہے جو مریم والدہ مرقس کی حویلی سے متعلق تھے۔ کیونکہ وہاں شاگرد جمع ہوا کرتے تھے (اعمال ۱ : ۱۳ + ۱۳ : ۱۴ + ۱ : ۲ + ۴ : ۲۳ + ۱۲ : ۱۲)۔

تقسیم مضامین

(الف) دیباچہ ۱ : ۱ سے ۴۔

(ب) مسیح کی پیدائش ولڑکپن ۱ : ۵ سے ۲ : ۵۲۔

(۱) جبرئیل کے ذریعہ بشارت پیدائش یوحنا ۱: ۵ سے ۲۵ ÷

(۲) جبرئیل کے ذریعہ بشارت پیدائش مسیح ۱: ۲۶ سے ۳۸ ÷

(۳) مریم کا الیسبات کے پاس جانا - ۱: ۳۹ سے ۵۶ ÷

(۴) یوحنا بپتسمہ دینے والے کی پیدائش اور نام رکھنا ۱: ۵۷ سے ۸۰ ÷

(۵) مسیح کی پیدائش بیت لحم کے شہر میں ۲: ۱ سے ۲۰ ÷

(۶) مسیح کا ختنہ اور اُن کا ہیکل میں داخل کیا جانا - ۲: ۲۱ سے ۳۸ ÷

(۷) ناصرت سے مسیح کا یروشلم میں جانا اور ہیکل میں بزرگوں سے گفتگو - ۲: ۳۹ سے ۵۲ ÷

(ج) یوحنا کا کام اور مسیح کا بپتسمہ اور نسب نامہ ۳: ۱ سے ۳۸ ÷

(د) مسیح کی آزمائش ۴: ۱ سے ۱۳ ÷

(ہ) گلیل میں مسیح کا بشارتی دورہ - ۴: ۱۴ سے ۴۴ ÷

(۱) ناصرت کے عبادت خانہ میں مسیح کا رد کیا جانا - ۴: ۱۶ سے ۳۰ ÷

(۲) کفرنحوم میں جا کر رہنا اور معجزے کرنا ۴: ۳۱ سے ۴۴ ÷

(و) فریسیوں کے ساتھ گناہ کی معافی اور روزہ اور سبت کے بارہ میں مباحثہ - ۵: ۱ سے ۶: ۱۱ ÷

(ز) بارہ رسولوں کا انتخاب اور پہاڑ کی مرتفع پر وعظ - ۶: ۱۲ سے ۳۹ ÷

(ح) معجزے - یوحنا بپتسمہ دینے والے کے بارہ میں بیان - دو قرضداروں کی تمثیل - ۷ باب ✤

(ط) بیج کی تمثیل - جھیل کے پار - دیوانہ شخص کو شفا دینا اور دو اور معجزے - ۸ باب ✤

(ی) بارہ شاگردوں کی رسالت - بھیڑ کو کھلانا - صورت کی تبدیلی - مرگی کے بیمار کو اچھا کرنا - ۹: ۱ سے ۵۰ ✤

(ک) ستروں کی رسالت - ۹: ۵۱ سے ۱۰: ۲۴ ✤

(ل) سامری کی تمثیل - دعا کی تعلیم - فریسیوں پر ملامت - ۱۰: ۲۵ سے ۱۱: ۵۴ ✤

(م) لالچ اور لاپروائی کے خلاف آگاہی - ۱۲ باب ✤

(ن) یروشلم کی طرف سفر پر چند تمثیلوں اور تعلیم کا ذکر - مثلاً مسرف بیٹے کی تمثیل - ۱۳: ۱ سے ۱۶: ۳۱ ✤

(س) فروتنی - شکرگذاری - دوسری آمد اور دعا کی تعلیم - ۱۷: ۱ سے ۱۸: ۱۴ ✤

(ع) یروشلم کے سفر پر بچوں کو برکت دینا - اور مسیح کا اپنی موت کی خبر دینا - اندھے اور زکی کے بارہ میں اور دس توڑوں کی تمثیل - ۱۸: ۱۵ سے ۱۹: ۲۷ ✤

(ف) یروشلم میں داخل ہونا - سرداروں سے مباحثہ - دوسری آمد کی پیشین گوئی - ۱۹: ۲۸ سے ۲۱: ۳۸ ✤

(ص) مسیح کا گرفتار ہونا اور مارا جانا ۲۲ و ۲۳ باب ✤

(ق) مسیح کی قیامت اور صعود - ۲۴ ✤

تصنیف کا وقت۔ اس میں اختلاف رائے یہانتک ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ ۸۰ء یا ۹۰ء میں یہ لکھی گئی۔ اس رائے کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔ کہ خود لوقا اقرار کرتا ہے کہ مجھ سے پیشتر بعضوں نے انجیل لکھنے کی کوشش کی ۱:۱۔ اور ایسی کوششوں کے لیئے کچھ عرصہ درکار ہے۔ لیکن ۸۰ء سے پیشتر بہت کچھ لکھا جا سکتا تھا۔ چنانچہ مرقس کی انجیل اور پولوس کے خطوط اس کے شاہد ہیں۔ دوسرا سبب یہ پیش کرتے ہیں کہ لوقا نے مسیح کی دوسری آمد اور یروشلم کی بربادی میں ایسا امتیاز کیا ہے۔ اور اس بربادی کا ایسا مفصل ذکر کیا ہے۔ کہ گمان گزرتا ہے کہ ایسے واقعہ کے بعد اُس نے یہ بیان لکھا ہوگا۔ لیکن کچھ تعجب نہیں کہ مسیح نے دونوں واقعات کی پیش خبری کی۔ اس واسطے لوقا اس تفصیل کے ساتھ لکھ سکتا تھا۔ پس یہ عام رائے معقول معلوم ہوتی ہے۔ کہ وہ ۶۳ء کے قریب لکھی گئی۔ اس رائے کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ غالباً اعمال کی کتاب ۶۶ء کے قریب لکھی گئی۔ اور سب مانتے ہیں کہ لوقا نے اپنی انجیل اعمال کی کتاب سے پیشتر لکھی تھی ؟

کہاں لکھی گئی ؟ اگر مذکورہ بالا تاریخ درست ہو تو قرین قیاس ہے کہ روم میں پولوس کے پہلے قید ہونے کے وقت لکھی گئی۔ لیکن اس کا کچھ صحیح ذکر نہیں ؟

کن کے لیئے لکھی گئی ؟ اگرچہ دیباچہ میں تھیوفلس کا نام آیا ہے لیکن وہ محض اُسی کے لیئے نہ لکھی گئی ہوگی بلکہ عام مسیحیوں کے فائدہ کے لیئے۔ نہ خاص یہودیوں کے لیئے۔ نہ خاص غیر قوموں کے لیئے

بعض امور سے ظاہر ہے کہ یہودیوں کو مدنظر رکھا۔ مثلاً اگرچہ دیباچہ کی یونانی اُس زمانہ کی فصیح یونانی کا نمونہ ہے۔ تاہم جب لوقا تاریخ شروع کرتا ہے تو ایسی یونانی استعمال کرتا ہے جس سے اس وقت کے یہودی ستروں کے ترجمہ کے ذریعہ مانوس تھے۔ اور پہلے دو بابوں میں مسیح کی آمد پر زور دیتا ہے۔ جس کی انتظاری یہودی قوم کو تھی۔ شکرگذاری کے گیت جو اِن دو بابوں میں پائے جاتے ہیں۔ وہ اس بنیاد پر ہیں کہ خدا نے اپنی قوم پر توجہ کی۔ ۱: ۴۶ و ۶۸ وغیرہ + ۲: ۱۱ و ۲۹ سے ۳۲ + انجیل کے باقی حصہ میں اِن آیات کو دیکھو۔ ۳: ۸ + ۱۳: ۱۶ + ۱۸: ۳۸ + ۱۹: ۹ و ۳۸ + ۲۴: ۲۱ و ۲۷ و ۴۴ ٭

برعکس اس کے غیر قوموں کا لحاظ بھی لوقا نے کیا ہے۔ مثلاً نسب نامہ نہ ابراہیم تک بلکہ آدم تک کا دیتا ہے۔ اور شمعون کے گیت میں مسیح غیر قوموں کا نور کہلاتا ہے۔ ۲: ۳۲ + ناصرت کے عبادتخانہ میں اُس نے پُرانے عہدنامہ سے غیر قوموں کو خدا کی طرف سے برکت ملنے کی دو مثالیں دیں ۴: ۲۵ سے ۲۷ تک اور ۱۳: ۲۸ و ۲۹ میں وہ کہتا ہے۔ بہت یہودی خدا کی بادشاہی سے محروم رہیں گے لیکن غیر قوم پورب اور پچھّم سے آکر حصّہ لیں گے۔ دو دفعہ نیک مزاج سامریوں کا ذکر کیا۔ ۱۰: ۳۰ سے ۳۳ + ۱۷: ۱۱ سے ۱۹ + اور آخرکار پہلے سے خبر دی کہ یہ انجیل ساری قوموں میں پھیل جائے گی۔ ۲۴: ۴۷ ٭

لوقا نے یہ ظاہر کیا کہ مسیح غریبوں۔ کمزوروں اور گنہگاروں کا کیسا لحاظ کرتا تھا۔ ۲: ۲۴ + ۴: ۱۸ + ۶: ۲۰ سے ۲۵ و ۳۰ + ۷: ۳۷ + ۸: ۱

سے ۳ + ۱۰ : ۶ ۳۶ و ۳۹ + ۱۲ : ۱۶ سے ۲۱ و ۲۳ + ۱۵ باب + ۱۶ : ۲۰ وغیرہ ۱۴ : ۱۲ سے ۱۵ + ۱۸ : ۱۲ + ۱۹ : ۱ + ۲۶ : ۲۷ و ۴۰ +

پھر اس انجیل میں لوقا نے خاصکر مسیح کی دعاؤں اور دعا کے بارہ میں اُس کی تعلیم کو بتایا ہے۔ ۳ : ۲۱ + ۴ : ۴۲ + ۵ : ۱۶ + ۶ : ۱۲ + ۹ : ۱۸ و ۲۹ + ۱۱ : ۱ وغیرہ ۱۸ : ۱ و ۱۰ + ۲۱ : ۳۶ + ۲۲ : ۴۴ +

اس انجیل میں معافی اور رحم کا خاص ذکر ہے مثلاً لوقا ۴ : ۱۸ + ۵ : ۸ و ۱۰ + ۷ : ۳۶ سے ۵۰ + ۱۵ : ۱۱ وغیرہ + ۲۳ : ۳۴ + ۴۲ : ۴۷ +

انجیل کا خاتمہ یہ ہے کہ مسیح اپنے ہاتھوں سے برکت دیتا ہوا آسمان پر چلا جاتا ہے +

جو واقعات معجزے اور تمثیلیں وغیرہ اس ہی انجیل میں پائے جاتے ہیں :-

پہلے دو باب مسیح کی پیدائش کے بارہ میں یوحنا بپتسمہ دینے والے کی مفصل تعلیم ۱۲ : ۱۰ سے ۱۴ + ناصرت کے عبادت خانہ میں تعلیم ۴ : ۱۶ سے ۳۰ مچھلیوں کا معجزہ لوقا ۵ : ۴ سے ۱۰ + نائن میں بیوہ کے بیٹے کو جلانا ۷ : ۱۱ سے ۱۶ + عورت جو کمزوری کی روح رکھتی تھی۔ ۱۳ : ۱۱ سے ۱۷ + جلندھر ۱۴ : ۱ سے ۶ + دس کوڑھی ۱۷ : ۱۱ سے ۱۹ + ملکھس کو چنگا کرنا + ۲۲ : ۵۱۔ دو قرضداروں کی تمثیل ۷ : ۴۱ سے ۴۳ + نیک سامری ۱۰ : ۲۵ سے ۳۷ + ضدی دوست ۱۱ : ۵ سے ۸ + نادان دولتمند ۱۲ : ۱۶ سے ۲۱ + بے پھل انجیر کا درخت ۱۳ : ۶ سے ۹ + ضیافت کی تمثیلیں ۱۴ : ۷ و ۱۶ + گم شدہ درہم ۱۵ : ۸ + مسرف بیٹا ۱۵ : ۱۱ سے ۳۲ + بددیانت گماشتہ ۱۶ : ۱ سے ۱۳ + دولتمند اور لعزر ۱۶ : ۱۹ سے ۳۱ + بے سود نوکر

۱۷:۷ سے ۱۰+ بے انصاف قاضی ۱۸: ۱ سے ۸+ فریسی اور محصول لینے والا ۱۸: ۱۰ سے ۱۴+ دس اشرفیاں ۱۹: ۱۳ سے ۲۷+

یُوحنّا کی انجیل

مصنّف - یہ انجیل یوحنّا سے منسوب ہے - اس یوحنا کی زندگی کے دو حصے ہیں - اول وہ حصہ جو نئے عہد نامہ سے معلوم ہوتا ہے - دوم وہ جو روایتوں سے معلوم ہوتا ہے - ان سے اُس کی مکمل سوانح عمری نہیں مل سکتی - لیکن اس کا عام احوال اور سیرت اس سے دریافت ہو سکتی ہے - اوّل - اُس کے باپ کا نام زبدی اور ماں کا نام سلومی تھا - اور اپنے بھائی یعقوب کے ہمراہ مچھلی پکڑنے میں اپنے باپ کی مدد کرتا تھا - یہ خاندان بیت صدا میں گلیل کی جھیل کے کنارے رہتا تھا - اور کچھ آسودہ حال معلوم ہوتا ہے - کیونکہ ان کے پاس نوکر تھے (مرقس ۱: ۲۰) اور اس کی ماں اپنے مال سے مسیح کی خدمت کرتی تھی - (مرقس ۱۵: ۴۰ و ۴۱) اور ایسی حیثیت رکھتا تھا کہ سردار کاہن کا دوست بن سکے (یوحنا ۱۸: ۱۵) - جب مسیح نے بارہ رسولوں کو مقرر کیا تو اس کو اور اُس کے بھائی کو بوانرجس یعنی گرج کے بیٹے کا لقب دیا - (مرقس ۳: ۱۷) یہ اس سبب سے ہوا ہو گا کہ اُس میں اور اُس کے بھائی میں تیز مزاجی پائی جاتی تھی - (لوقا ۹: ۴۹ و ۵۰ و ۵۳ و ۵۴ + مرقس ۱۰: ۳۵) اکثر اہل گلیل کی طرح غالباً یہ بہت تعلیم یافتہ نہ تھے - (اعمال ۴: ۱۳) لیکن قومی باتوں میں بڑے سرگرم اور موعود یہودی بادشاہ کا شوق سے انتظار کھینچ رہے تھے - شاید ان کے

دل میں اور شمعون زیلوتی (یعنی غیرت والا) کے دل میں شروع میں یہ خیال تھا کہ یہ یسوع ناصری ملکی بادشاہ ہوگا۔ چنانچہ ایک موقعہ پر یہی گلیلی لوگ اس کو زبردستی بادشاہ بنانا چاہتے تھے (یوحنا ۶: ۱۴ و ۱۵) باوجود اس سرگرمی اور تیز مزاجی کے اُس میں حلاوت اور نرمی بھی پائی جاتی تھی۔ جس کے باعث مسیح اور باقی لوگ اس کو پیار کرتے تھے۔ ان دو صفات کے اختلاط سے ایک دلکش سیرت پیدا ہوئی گلیل میں تربیت پانے سے دو اور خوبیاں اُس میں ظاہر ہوئیں کہ وہ پکا یہودی اور حب الوطن تھا اور ساتھ ہی یونانی زبان اور خیالات سے واقف تھا اس وسیع خیالی کے باعث اُس کے طرز کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ کاہنوں کی تنگ خیالی سے اُس کو نفرت ہوگئی تھی۔ حق جوئی کی اس طبیعت سے وہ یوحنا بپتسمہ کی پیروی کو تیار تھا (یوحنا ۱: ۳۷ سے ۴۰) اور اُس کی ہدایت سے مسیح کا شاگرد بن گیا ؛

معلوم ہوتا ہے کہ یسوع کے ساتھ کچھ عرصہ رہنے کے بعد اُس نے اپنا پرانا پیشہ پھر اختیار کیا اور وہاں سے پھر بلایا گیا (متی ۴: ۱۸ + لوقا ۵: ۱ سے ۱۱ + مرقس ۱: ۱۹ و ۲۰) تاکہ رسول اور آدمیوں کا مچھوا ہو۔ یہ تین خاص شاگردوں میں سے ایک تھا جن کا بہت قریب تعلق مسیح سے رہا۔ مثلاً مرقس ۵: ۳۷ + ۹: ۲ + ۱۴: ۳۳ + ۱۳: ۳ + شاید وہ بیت عنیاہ کے خاندان سے بھی زیادہ واقف تھا کیونکہ اُس نے اُس خاندان کا حال تینوں اناجیل سے زیادہ بیان کیا ہے۔ (یوحنا ۱۱ و ۱۲ باب) ہمارے خداوند نے اپنی ماں کو اس کے سپرد کیا (۱۹: ۲۶ و ۲۷) مسیح جی اُٹھنے کے بعد جھیل طبریاس پر یوحنا سے

ملا۔ جب وہ دوسرے شاگردوں کے ساتھ مچھلی پکڑ رہا تھا۔ (۲:۲۱)
اور پطرس نے خداوند سے اسی شاگرد کے بارہ میں یہ سوال کیا تھا
کہ اس شخص کے ساتھ کیا ہوگا (۲۱:۲۱ و ۲۲) ♦

اعمال کی کتاب میں وہ پطرس کی رفاقت میں نظر آتا ہے۔
اعمال ۳:۱ وغیرہ + ۴:۱۳ وغیرہ + ۸:۱۴ سے ۲۵) اس کے بعد
نئے عہدنامہ میں اُس کا کوئی صاف ذکر نہیں آتا۔ لیکن تاریخ سے
معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے اپنی زندگی کا پچھلا حصہ افسس میں گزارا
لیکن یہ غالباً پولوس کی وفات کے بعد ہوا ہوگا۔ کیونکہ پولوس کے
جیتے جی کوئی اَور رسول افسس کی کلیسیا سے متعلق نہ تھا۔ کسی ایذا
رسانی کے وقت جلاوطن ہوکر پتمس کو گیا (مکاشفہ ۱:۹) لیکن اس کا
مفصل ذکر مکاشفہ کی کتاب کے دیباچہ کے وقت ہوگا۔ روایت
ہے کہ اُس کی عمر کے عین آخر میں جب وہ ایسا کمزور تھا کہ اٹھا کر اُسے
گرجا میں لے جاتے تھے تو وہ وعظ کی جگہ صرف یہی کہا کرتا تھا۔ کہ
"اے چھوٹے بچو ایک دوسرے کو پیار کرو"۔ سامعین نے تھک
کر اُسے کہا کہ اے اُستاد تو ہمیشہ ہمیں یہی کیوں کہا کرتا ہے۔ تو
اس نے جواب دیا کہ اگر اسی پر عمل کیا جائے تو بس ہے۔ (یوحنا ۱۳
:۳۴ + ۱۵:۱۲) بہت بوڑھا ہوکر طبعی موت سے مرگیا ♦

اب یہ دریافت کریں کہ آیا یہی شخص اس انجیل کا مصنف تھا
اس انجیل میں اس یوحنا کا نام نہیں آیا۔ لیکن کئی مقامات میں اُس
کے بارہ میں یہ جملہ آیا ہے "وہ شاگرد جسے یسوع عزیز رکھتا تھا"
(یوحنا ۱۳:۲۳ + ۱۹:۲۶ + ۲۰:۲ + ۲۱:۷ و ۲۰ و ۲۴) اور بعض دیگر

مقاموں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مصنف قصداً اپنا نام نہیں دیتا (یوحنا ۱: ۴۰ + ۱۸: ۱۵ + ۱۹: ۳۵ + ۲۱: ۲ و ۲۴ یہ آخری آیت اکیسویں باب میں جو غالباً بطور تتمہ کے یوحنا کے کسی شاگرد نے لکھا یہ ثابت کرتی ہے کہ اُس وقت بھی یہ بات مشہور تھی۔ کہ یوحنا اس انجیل کا مصنف تھا۔ ہر شخص مانے گا کہ اگر اس انجیل کا مصنف فی الحقیقت یسوع مسیح کا خاص عزیز شاگرد یوحنا تھا تو اُس کی گواہی نہایت قابل اعتبار ہے ÷

اس امر کی تائید میں بیرونی اور اندرونی شہادتیں متفق ہیں ÷

(۱) بیرونی شہادت۔ قدیم کلیسیا کی شہادت سراسر اس مصنف کی تائید کرتی ہے۔ البتہ مشہور بدعتی مارشیاں نے اور چند اشخاص نے جو آلوگوئی کہلاتے تھے۔ اس انجیل کو نہیں مانا لیکن اس امر میں اُن کی رائے کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ کیونکہ اس انجیل کی تعلیم ان کی تعلیم سے نہ ملتی تھی۔ اسی لئے دانستہ اُنہوں نے اس انجیل کو رد کیا۔ چنانچہ آلوگوئی اسی لئے کہلاتے ہیں کہ وہ لوگاس کی تعلیم کے منکر تھے ÷

آئرنیوس جو قریباً ۱۳۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۵ء تک بہت کتابیں لکھتا رہا اس انجیل کو یوحنا سے منسوب کرتا تھا اور اُس کو اس کے بارہ میں ذرا سا شک بھی نہ تھا۔ آئرنیوس کی شہادت تحریری انجیل کے بارہ میں اس لئے زیادہ پرزور ہے کیونکہ وہ یوحنا کے شاگرد پولیکارپ کا شاگرد تھا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ جو کچھ پولیکارپ نے زبانی مجھ سے بیان کیا۔ وہ ہر طرح سے اس انجیل کے بیان

سے متفق ہے۔ یہ پولیکارپ ۷۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۵۶ء کے قریب شہید ہوا۔ پس وہ کم سے کم یوحنا کی وفات کے وقت پچیس سال کی عمر کا تھا۔ اور پولیکارپ کی وفات کے وقت اِرنیوس پچیس سال کا تھا ؛

اِرنیوس سے ذرا پہلے انطاکیہ کے تھیوفلس نے لکھا کہ یوحنا ملہم نے کہا کہ ابتدا میں کلام تھا یعنی اس انجیل کی پہلی آیت کا اقتباس کرتا ہے ؛

موراتوری نسخہ میں جو اِرنیوس کے زمانہ کا ہے مذکور ہے کہ چوتھی انجیل شاگرد یوحنا نے لکھی ؛

ٹے شیان جس نے چاروں اناجیل کا سلسلہ لکھا اس چوتھی انجیل کا بیان اُسی سلسلہ میں مندرج کرتا ہے ؛

جسٹن شہید (۱۴۹ء کے قریب) نے یوحنا کا نام تو نہیں لیا لیکن اس انجیل کے پہلے اور تیسرے باب سے اقتباس کرتا ہے ؛

بسی لیڈیس (۱۲۵ء کے قریب) اسکندری لکھتا ہے کہ یہ بات ہے جو اناجیل میں مذکور ہے "حقیقی نور وہ تھا جو ہر ایک انسان کو جو دنیا میں آتا ہے روشن کر دیتا ہے" (یوحنا ۱: ۷) ؛

پے پیاس کہتا ہے کہ یوحنا کی انجیل یوحنا کے ہاتھ سے کلیسیا کو ملی۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ انجیل دوسری صدی کے شروع میں موجود تھی۔ اور سوائے یوحنا کے کسی اور سے منسوب نہیں ہوئی

اندرونی شہادت۔ انجیل ہی سے یہ باتیں معلوم ہو سکتی ہیں کہ (۱) مصنف یہودی تھا۔ کیونکہ (۱) عبرانی محاورے اپنی یونانی میں اکثر استعمال کرتا ہے (۲) عبرانی الفاظ کے معنوں سے

اچھی طرح واقف ہے۔ مثلاً ۵: ۲ + ۱۹: ۱۳ (۳) عبرانی دستورات
سے واقف ہے۔ مثلاً یوحنا ۲: ۱۳ و ۱۴ + ۴: ۹ + ۶: ۴ + ۷: ۳۷ +
۱۳: ۱ + ۱۹: ۱۴ و ۳۱ + (۴) اُس کی عبرانی خیالات سے پُر ہے یوحنا
۱: ۲۹ و ۳۸ و ۴۱ و ۴۶ + ۷: ۵۲ + ۴: ۲۲ + ۵: ۴۶ + ابرہام کا دن
دیکھا ۸: ۵۶ + پیتل کا سانپ ۳: ۱۴ + فسح کا برّہ ۱۹: ۳۶ + نوشتہ باطل
نہیں ہوسکتا؟ ۱۰: ۳۴ و ۳۵ + ۱۹: ۲۸ + مذکورہ بالا آیات سے بخوبی
ظاہر ہے کہ مصنف یہودیوں کی عیدوں ریت رسوم اور دستورات
و محاورات سے اچھی طرح واقف تھا +

(۲) نہ صرف یہودی بلکہ ایسا یہودی جو فلسطین کا باشندہ تھا
کیونکہ اثنائے بیان میں مقامات کا ایسی صحت سے بیان کیا ہے
کہ اگر وہ وہاں کا باشندہ نہ ہوتا تو ایسا بیان نہ کر سکتا۔ آجکل فلسطین
کے جغرافیہ کے بارہ میں جو تحقیقات ہو رہی ہے اُس سے یوحنا کے
بیان کی پوری تصدیق ہوتی ہے۔ ۱: ۲۸ بیت عنیّاہ جو یردن کے
پرے ہے۔ یوحنا ۳: ۲۳۔ عینون سالم کے نزدیک ہے + ۴: ۵
و ۶ یعقوب کا کنواں جو سامریہ کے شہر عسکر کے نزدیک تھا۔ ۴: ۴۶
و ۵۱ قانا اور کفرنحوم کے درمیان فاصلہ ۵: ۲۔ بیت حسدا۔ ۶: ۱ گلیل
کا دریائے جو دریائے طبریاس بھی کہلاتا ہے۔ ۱۱: ۱۸۔ بیت عنیّاہ یروشلم کے
نزدیک تخمیناً دو میل کے فاصلہ پر + ۱۸: ۱ قدرون کے پرے باغیچہ
۱۹: ۱۳ چبوترہ + ۹: ۷ سلوام کا حوض جس کا ترجمہ بھیجا ہوا ہے۔ اب
یہانتک ثابت ہوگیا کہ مصنف فلسطین کا یہودی تھا اور اس سے بھی
اس کی تائید ہوتی ہے کہ جب پُرانے عہدنامہ سے کچھ اقتباس

کرتا ہے تو وہ عبرانی کتاب سے ترجمہ کرتا ہے ؛ کہ ستروں کے یونانی ترجمہ سے لیتا ہے دیکھو ۲: ۴۵+۱۳: ۱۸+ ۱۹: ۳۷ ÷

(۳) مصنف موقعہ کا گواہ تھا (۱) وہ ایسا دعوےٰ کرتا ہے ۱: ۱۴+۱۹: ۳۵+۲۱: ۲۴ (ب) اس دعوے کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ بارہا اتفاقی طور سے بہت تفصیل اور باریک باتوں کا ذکر کرتا ہے۔

۱: ۷،۴+۲: ۶+۴: ۲و۶+۴: ۲۷+۱۱: ۳۳و۳۵+۱۳: ۴و۲۵ ÷

(۴) یہ موقعہ کا گواہ غالباً خود یوحنا ہوگا۔ مثلاً ۲۱: ۲ میں سات شاگردوں کا ذکر ہے۔ جن میں زبدی کے بیٹے تھے۔ اور جس واقعہ کا بیان وہاں ہے وہ ضرور موقعہ کے گواہ کی قلم سے نکلا۔ ۲۱: ۲۴ میں یوحنا کی طرف صاف اشارہ ہے۔ اور ساری کتاب میں اُس کا نام کبھی نہیں دیا گیا۔ بلکہ وہ ایسا شاگرد کہلاتا ہے جسے یسوع پیار کرتا تھا ۱: ۸،۴+۱۳: ۲۳+۱۹: ۳۵+۲۰: ۲+۲۱: ۷+۲۰: ۲۴+ الغرض مذکورہ بالا اور دیگر آیات سے صاف ظاہر ہے کہ مصنف ضرور موقعہ کا گواہ تھا۔ بارہ رسولوں میں سے بلکہ تین خاص شاگردوں میں سے۔ (یہ تین خاص شاگرد پطرس۔ یعقوب اور یوحنا تھے) اب غور کیجئے کہ اس انجیل کا مصنف پطرس نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس انجیل کا طرز کلام پطرس کے خطوں سے متفرق ہے اور خود پطرس کا ایسا بیان ہے۔ جو پطرس کے قلم سے نہ نکلا ہوگا۔ علاوہ ازیں پطرس غالباً اس انجیل کے لکھے جانے سے بہت سال پہلے شہید ہوا۔ اسی سبب سے یعقوب بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ پطرس سے بھی کئی سال پہلے شہید ہوا (اعمال ۱۲: ۲) ÷

شاید یہ اندرونی شہادت اکیلی قطعی شہادت کا زور نہیں رکھتی لیکن مضبوط بیرونی شہادت کے ساتھ مل کر پختہ دلیل بن جاتی ہے

آخر میں چند اعتراضات کا ذکر کرنا بھی مناسب ہے۔ جو اس انجیل کے مصنف کے بارہ میں کئے گئے ہیں یعنی (۱) اس انجیل میں بعض ایسے مقامات اور اشخاص کا ذکر آیا ہے۔ جن کی طرف پہلی تین اناجیل میں اشارہ تک نہیں مثلاً لعزر کا مُردوں میں سے جلانا جو یوحنا ۱۱ باب میں مذکور ہے۔ کیوں اُس کا ذکر دیگر اناجیل میں نہیں ؟ بادی النظر میں یہ عجیب معلوم ہوتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ پہلی تین اناجیل میں مُردوں میں سے جلانیکا کئی بار ذکر آیا ہے متی ۹ : ۲۵ + ۱۰ : ۸ + لوقا ۷ : ۱۵ + علاوہ ازیں چونکہ یوحنا نے اپنی انجیل دیگر اناجیل سے بہت دیر بعد لکھی۔ اور اُن سے وہ واقف تھا۔ قصداً ایسے واقعات کا ذکر کرتا ہے جو اِن میں پائے نہیں جاتے۔ اُس نے خود یہ بتایا کہ یسوع نے علاوہ اِن کے اَور بہت کام کئے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اُس نے خاصکر اُن کاموں کا ذکر کیا جو یہودیہ کے ملک میں ہوئے۔ حالانکہ دوسرے انجیل نویسوں نے خصوصاً گلیل کے کاموں کا بیان کیا +

اس انجیل کے ۲۰ : ۳۱ میں یوحنا نے اپنا مقصد پیش کیا " یہ اس لئے لکھے گئے کہ تم ایمان لاؤ کہ یسوع مسیح ہے۔ ابن اللہ۔ اور ایمان لا کر اُس کے نام سے زندگی پاؤ۔ اور اس لئے یوحنا ایسے واقعات اور معجزات چُنتا ہے جن سے وہ یسُوع موعود مسیح ثابت ہو۔ اور جن سے ایمانداروں کو ترغیب ملے کہ رُوحانی زندگی کے لئے اُس کو

پکڑے رہیں۔ چنانچہ اگر اس انجیل کے سلسلہ پر غور کیا جائے تو ہم یہ معلوم کرینگے۔ کہ اُس نے یوحنا بپتسمہ آخری نبی سے۔ شروع کیا۔جس کی شہادت سے چند شخصوں کے دلوں میں خیال پیدا ہوا کہ شاید یہ یسوع ناصری ہی مسیح موعود ہے (یوحنا ۱: ۲۹ سے ۵۱) باقی انجیل میں دکھایا گیا کہ کس طرح بتدریج ان کے اور باقی شاگردوں کے دلوں میں یہ خیال بڑھتے بڑھتے کامل یقین تک پہنچ گیا۔ اس ترقی کے درجوں کا ہم سُراغ لگا سکتے ہیں مثلاً ایک خاص معجزے کے بعد جو تاثیر ان کے دل پر ہوئی اُس کو ان الفاظ میں ظاہر کرتا ہے "یہ پہلا معجزہ یسوع نے دکھا کر اپنا جلال ظاہر کیا۔ اور اُس کے شاگرد اس پر ایمان لائے" (۲: ۱۱) لیکن یہ ایمان ابھی کمزور تھا کیونکہ چھٹے باب میں لکھا ہے کہ ایک خاص معجزے اور تقریر کے بعد بعض شاگردوں نے اُس کی اعلےٰ تعلیم پر ٹھوکر کھائی۔ کہ "یہ کلام سخت ہے اُسے کون سُن سکتا ہے"۔ اور بہتیرے پھر گئے اور اُس کے بعد مسیح کے ساتھ نہ رہے۔ پھر یسوع نے اُن بارہ سے کہا۔ کیا تم بھی چلا جانا چاہتے ہو۔ شمعون پطرس نے اُسے جواب دیا کہ اے خداوند ہم کس کے پاس جائیں ہمیشہ کی زندگی کی باتیں تو تیرے ہی پاس ہیں۔ اور ہم ایمان لائے اور جان گئے ہیں کہ خدا کا قدوس تو ہی ہے" (۶: ۶۰ سے ۷۱) اس طرح یوحنا کے چودھویں باب میں جب مسیح نے فرمایا کہ جہاں مَیں جاتا ہوں تم جانتے ہو اور راستے کو بھی جانتے ہو تو توما نے کہا کہ اے خداوند ہم نہیں جانتے ہیں۔ کہ تو کہاں جاتا ہے۔ پھر راہ کس طرح جانیں۔ یسُوع نے اُسے کہا کہ راہ اور حق اور زندگی

میں ہوں کوئی میرے وسیلے کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا۔ جس نے مجھے دیکھا ہے اُس نے باپ کو دیکھا ہے" (۱۴: ۴ سے ۷)۔ پھر ۲۰: ۲۴ سے ۲۹ میں یوحنا نے بیان کیا کہ کس طرح سے یہی تُوما اس شک سے گذر کر اس پختہ یقین تک پہنچا۔ کہ وہ مسیح کو زندہ دیکھکر اُس سے یوں مخاطب ہوا کہ "اے میرے خداوند اور اے میرے خدا"۔ لیکن یہاں عجیب طور پر پطرس رسول کا یہ مشہور قول صادق آتا ہے "کہ جو پتھر ایمانداروں کے لئے قیمتی بنیاد ہے وہی اَوروں کو ٹھیس لگنے کا پتھر اور ٹھوکر کھانے کی چٹان ہوا" (۱ پطرس ۲: ۷) چنانچہ جس تعلیم اور جن کاموں سے شاگردوں کا ایمان تیقن کے درجہ تک پہنچا۔ انہیں کے ذریعہ بعض دوسروں کی مخالفت دشمنی کے درجہ تک پہنچی۔ مثلاً ۲: ۲۳ سے ۲۵ میں لکھا ہے کہ مسیح کے پہلے معجزوں کو دیکھکر بہت لوگ تعجب کے مارے ایمان لانے لگے لیکن مسیح نے اس کی چنداں پرواہ نہ کی کیونکہ وہ ان کے دل کی حالت سے واقف تھا۔

پھر پانچویں باب میں ایک عجیب معجزے کے بعد جو سبت کے دن ہوا۔ بعضوں نے خاصکر سرداروں نے سبت کے توڑنے کے بہانہ سے اس کی سخت مخالفت کی (۵: ۵ و ۱۶ سے ۱۸) اور سبت کے متعلق یہ مخالفت برابر جاری رہی (۷: ۲۱ سے ۲۴ + ۹: ۱۴ و ۱۶) یہ عداوت اور ضد ان کے دلوں میں ایسی ترقی کر گئی کہ لعزر کو قبر میں سے زندہ نکلتے دیکھکر بھی مسیح کی جان لینے کے درپے ہوگئی (یوحنا ۱۱: ۴۳ سے ۵۳) اور رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ

غیر قوم حاکم کے سامنے وہ یہ چلاتے رہے کہ " اس کو نہیں برابا کو جو ڈاکو تھا ؂

پس اگر اس انجیل میں یوحنا کے خاص مقصد کو مدنظر رکھیں تو تعجب نہ ہوگا کہ مسیح کی تعلیم اور کاموں کے ذکر کرنے میں وہ باقی تین اناجیل سے کچھ متفرق ہے ؂

(۲) بعضوں نے یہ اعتراض کیا کہ اس انجیل کا مصنف چند خاص تعلیموں کو پیش کرنا چاہتا تھا اسمیں مسیح کو اپنے تصورات کا لباس پہنایا۔ یہاں تک تو درست ہے کہ یوحنا اور ہر ایک مصنف اپنے اپنے خواص کے مطابق ایسی تصویر کھینچتا ہے جو مسیح کا مشاہدہ کرنے سے اس کے دل پر نقش ہو گئی تھی۔ لیکن یہ تصویر خیالی نہیں بلکہ حقیقی اور قابل اعتبار ہے۔ اور یوحنا کی انجیل میں کوئی تعلیم نہیں جو کسی نہ کسی قدر پہلی تین اناجیل میں مذکور نہ ہو۔ اس سے وہ دوسرا اعتراض بھی رد ہو جاتا ہے کہ مسیح کی تصویر جو یوحنا کی انجیل میں ہے وہ پہلی تینوں اناجیل کی تصویر سے متفرق ہے ؂

یہ اعتراض بھی کسی نے کیا ہے کہ اس انجیل کی تقریروں میں کئی جگہ پتا نہیں لگتا کہ کہاں مسیح کے الفاظ ختم ہوئے اور کہاں سے یوحنا کے تشریحی جملے شروع ہوتے ہیں۔ مثلاً ۳: ۱۳ سے ۲۱ ؂

مذکورہ بالا مقام میں یہ دقت ضرور پیش آتی ہے لیکن تعلیم میں کچھ فرق نہیں اور سوائے ایک اور مقام کے (یعنی اس تیسرے باب کے آخری حصہ میں یوحنا بپتسمہ کے الفاظ کا خاتمہ کرنا مشکل ہے) فی الحقیقت اور کہیں یہ مشکل ہے نہیں ؂

(۳) بعض کہتے ہیں کہ یہ انجیل خود یوحنا کی تصنیف نہیں بلکہ اُس کی موت کے بعد اُس کے شاگردوں میں سے کسی نے تصنیف کی۔ لیکن بیرونی اور اندرونی شہادت جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ ایسی رائے کے خلاف ہے۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ کچھ حصہ یوحنا کا اور کچھ کسی دوسرے کا ہے تو اکیسویں باب کو چھوڑ کر باقی بیس بابوں کا طرزِ تحریر ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ ایک ہی شخص کی قلم سے نکلے ؛

(۴) ایک اَور اعتراض بھی کیا جاتا تھا جو آجکل تقریباً جاتا رہا ہے یعنی یہ کہ مصنف کا مقصد یہ تھا کہ گنوستک لوگوں کی تعلیم کو رد کرے اور وہ تعلیم دوسری صدی کی تھی ؛

اور یہ اعتراض دوسری صورت میں یوں پیش کیا گیا کہ یہ انجیل چند نوستک بدعتیوں کی تصنیف ہے کیونکہ اس میں اُس کی خاص چند اصطلاحیں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً مَعْمُورِی۔ لوگاس وغیرہ۔ مگر یہ اصطلاحیں ان نوستک لوگوں سے بہت پہلے بلکہ پہلی صدی کے شروع میں فائلو وغیرہ عالموں نے استعمال کی ہیں۔ لیکن یوحنا نے اُن اصطلاحوں کو نوسٹکی معنوں میں استعمال نہیں کیا ؛

تقسیم مضامین

کئی طرح سے تقسیم کر سکتے ہیں۔ عام تقسیم یہ ہے :۔

اوّل۔ ۱:۱ سے ۱۸ تک دیباچہ۔ اس کے تین حصے ہیں ؛

(۱) ۱:۱ سے ۵ 〃 کلام کی اصلی ذات

(۲) ۱:۶ سے ۱۳ 〃 کلام کا آدمیوں پر منکشف ہونا اور آدمیوں

کا اُس کو رد کرنا۔

(۳) ۱: ۱۴ سے ۱۸ تک باپ کا مکاشفہ

دوم۔ ۱: ۱۹ سے ۱۲: ۵۰ " کلام کا یسوع کی زندگی اور کاموں کے ذریعہ جہان پر منکشف ہونا ؂

(الف) ۱: ۱۹ سے ۲: ۱۲ تک شہادت

(۱) ۱: ۱۹ سے ۳۷ " یوحنا بپتسمہ کی شہادت

(۲) ۱: ۳۸ سے ۵۱ " شاگردوں کی شہادت

(۳) ۲: ۱ سے ۱۲ " پہلے معجزے کی شہادت

(ب) ۲: ۱۳ سے ۱۱: ۵۷ " مسیح کے کام

(۱) ۲: ۱۳ سے ۳: ۳۶ " یہودیوں کے درمیان

(۲) ۴: ۱ سے ۴۲ " سامریوں کے درمیان

(۳) ۴: ۴۳ سے ۵۴ " گلیتوں کے درمیان

(۴) ۵ باب سے ۱۱ باب کے آخر تک۔ ملی جلی بھیڑ کے درمیان

(ج) ۱۲ باب " فتوے

(۱) ۱۲: ۱ سے ۳۶ " آدمیوں کا

(۲) ۱۲: ۳۷ سے ۴۳ " انجیل نویس کا

(۳) ۱۲: ۴۴ سے ۵۰ " مسیح کا

یہاں مسیح کے عام کام کا خاتمہ ہے

سوم۔ ۱۳ سے ۲۰ باب تک۔ مسیح کے کام کے نتائج

(الف) ۱۳ باب سے ۱۷ باب تک۔ مسیح کا جلال اُسکی آخری تقریروں میں

(۱) ۱۳: ۱ سے ۳۰ تک - خاکساری میں اُس کی محبت ظاہر ہوتی ہے۔

(۲) ۱۳: ۳۱ سے ۱۵: ۲۷ تک - اپنوں کی حفاظت میں اُس کی محبت ظاہر ہوتی ہے۔

(۳) ۱۶ باب تک - مسیح کا وعدہ روح القدس کے اور اپنے واپس آنے کے بارہ میں۔

(۴) ۱۷ باب تک سفارش کی دعا۔

(ب) ۱۸ و ۱۹ باب دُکھ سہنے میں مسیح کا جلال

(۱) ۱۸: ۱ سے ۱۱ مسیح کا پکڑوایا جانا۔

(۲) ۱۸: ۱۲ سے ۱۹: ۱۶ تک یہودی صدر مجلس اور رومی عدالت۔

(۳) ۱۹: ۱۷ سے ۴۲ " صلیب اور دفن۔

(ج) ۲۰ باب " جی اُٹھنا۔

(۱) ۲۰: ۱ سے ۱۸ " مریم مگدلینی پر ظاہر ہونا

(۲) ۲۰: ۱۹ سے ۲۳ " دس شاگردوں پر

(۳) ۲۰: ۲۴ سے ۲۹ " توما پر جب دس شاگرد حاضر تھے

(۴) ۲۰: ۳۰ و ۳۱ خاتمہ اور انجیل کا مقصد

چہارم - ۲۱ باب تتمہ

یا یُوں تقسیم کر سکتے ہیں

(۱) ۱: ۱ سے ۱۸ تک دیباچہ

(۲) ۱: ۱۹ سے ۵۱ " یوحنا بپتسمہ دینے والے کی شہادت اور مسیح کے

پہلے شاگرد۔

(۳) ۲ و ۳ باب — پہلے معجزے اور نکودیمس سے گفتگو۔

(۴) ۴ باب — سامریہ میں تعلیم

(۵) ۵ باب — یروشلم میں سبت کے دن بیت حسدا کے حوض پر معجزہ اور اُسکے بارہ میں مباحثہ۔

(۶) ۶ باب — پانچ ہزار کو کھلانا۔ اور زندگی کی روٹی کے بارہ میں تقریر۔

(۷) ۷ و ۸ باب — عید خیمہ کے وقت مباحثہ کا سرسبز ہونا

(۸) ۹ و ۱۰ باب — اندھے کو بینائی دینا اور اُس کی نسبت مباحثہ۔

(۹) ۱۱ و ۱۲ باب — لعزر کو جلانا۔ اور یروشلم میں داخل ہونا۔

یہاں ایمان اور بے اعتقادی اپنے اپنے کمال تک پہنچتی ہیں

(۱۰) ۱۳ سے ۱۷ باب تک — آخری ضیافت۔ آخری تقریر۔ اور آخری سفارش۔

(۱۱) ۱۸ و ۱۹ باب — پکڑوایا جانا۔ جوابدہی۔ موت اور دفن ہونا۔

(۱۲) ۲۰ باب — جی اٹھنے کے بعد مسیح کا ظاہر ہونا

(۱۳) ۲۱ باب — تتمہ۔ ایک اور ظہور ٭

اعمال کی کتاب

(۱) رسولوں کی اعمال کی کتاب نئے عہد نامہ کی تواریخی کتابوں میں سے پانچویں اور آخری کتاب ہے۔ اور انجیلوں کو خطوں سے ملاتی ہے۔ یہ انجیلوں کا مفید تتمہ اور خطوں کا مناسب دیباچہ ہے۔ اسی باعث سے یہ کتاب عموماً اناجیل کے بعد آتی ہے۔ گو بعض قدیم نسخوں اور ترجموں میں اکثر پولوس کے خطوں کے بعد پائی جاتی ہے۔ کیمبرج کے نسخہ میں اس کا یہ نام ہے "رسولوں کے اعمال" سکندری نسخہ میں اور دیگر بعض نسخوں میں "مقدس رسولوں کے اعمال"۔

اس کتاب کو "روح القدس کے اعمال کتاب" کہنا بھی مناسب ہوتا۔ کیونکہ شروع سے آخر تک اُسی کی ہدایت سے سب کچھ ہوتا ہے مثلاً ۱: ۲ و ۵ و ۸ و ۱۶ + ۲: ۴ و ۳۸ + ۵: ۳ و ۳۲ + ۶: ۳ + ۷: ۵۱ + ۸: ۲۹ + ۹: ۱۷ + ۱۰: ۴۴ + ۱۱: ۱۲ و ۱۵ و ۱۶ + ۱۳: ۲ و ۴ + ۱۵: ۲۸ + ۱۶: ۷ + ۲۸: ۲۵۔

(۲) مصنّف۔ لوقا کی انجیل کے دیباچہ کے وقت اس کا مفصّل ذکر ہوا۔ یہاں اتنا کہنا کافی ہے کہ قدیم زمانہ سے اس کا اور انجیل کا مصنف لوقا مانا گیا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں کتابیں ایک ہی شخص یعنی تھیوفلس کے لئے لکھی گئیں۔ اور اعمال کی کتاب کے شروع میں انجیل کے بارہ میں یہ کہتا ہے کہ مَیں نے پہلا رسالہ تصنیف کیا۔ اور ذیل کی آیات سے ظاہر ہے کہ مصنف پولوس کا ہم سفر تھا۔ ۱۶: ۱۰ سے ۱۷ + ۲۰: ۵ سے ۱۵ + ۲۱: ۱ سے ۱۸ + ۲۷: ۱ سے ۲۸: ۱۶۔

وقت تحریر۔ چونکہ اس کتاب میں پولوس کی اسیری کے دوسرے سال کے آخر تک کا بیان ہے۔ تو یہ ۶۲ء سے پیشتر نہ لکھی گئی ہوگی اور چونکہ اُس رسول کی وفات کا اس میں ذکر نہیں اس سے گمان گزرتا ہے کہ غالباً یہ کتاب اُس واقعہ (یعنی ۶۵ء یا ۶۶ء) سے پیشتر لکھی گئی ہے ۔

سند۔ اس کتاب کی صحت اور سند کے بارہ میں قدیم مسیحی بزرگ برابر گواہی دیتے رہے ہیں۔ مثلاً اِرینیوس اور ترتلمیاں اور اُریگن - کلیمنٹ اسکندری۔ جیروم۔ مارشیاں بدعتی نے اسے لوقا سے منسوب کیا۔ خرسسٹم اور بعض دیگر بزرگوں کی تصنیفات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسٹر اور پنتیکوست کے درمیانی عرصہ میں ہر سال یہ کتاب گرجاؤں میں پڑھی جاتی تھی ۔

بعض نوستک فرقوں نے اس کتاب کو رد کیا۔ وہ مانتے تھے کہ عام کلیسیا نے اس کتاب کو مانا۔ لیکن چونکہ اس کتاب کی تعلیم ان کی راؤں کے خلاف تھی اس لئے انہوں نے رد کیا ۔

مقصد۔ اس کتاب کے بڑے حصے میں پطرس اور پولوس اور مسیحی کلیسیا کی تواریخ قلمبند ہوئی ہے۔ ہمارے نجات دہندہ کے صعود سے شروع کرکے پولوس کے روم پہنچنے تک تقریباً تیس سال کے عرصہ کا بیان ہے (۳۳ء سے ۶۳ء تک) ۔

لوقا کا یہ منشا معلوم نہیں ہوتا کہ اس تیس سال کے عرصہ کی کامل تواریخ لکھے ورنہ وہ سب رسولوں کے کاموں کا اور ہر جگہ کلیسیا قایم ہونے کا بیان کرتا۔ بلکہ اس نے صرف پطرس اور پولوس کے

کاموں کا بہت ذکر کیا ہے ؛

غور کے ساتھ پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوقا نے دو امور کو مدنظر رکھا ؛

(۱) روح القدس کی نعمت پنتیکوسٹ کے دن نازل ہوئی۔ اور جو معجزے رسولوں نے کئے۔ اس امر کا صاف بیان کرنا ضرور تھا کیونکہ مسیح نے بار بار اپنے شاگردوں کو یقین دلایا تھا کہ وہ روح القدس پائیں گے ؛

(۲) ایسے بیانات کو قلمبند کرنا جن سے مسیح کی کلیسیا میں غیر اقوام کے شامل ہونے کا دعوے ثابت ہو۔ کیونکہ یہودی خاصکر اُس زمانہ میں اس دعوے پر اعتراض کرتے تھے (۱ تسلونیقی ۲: ۱۴ سے ۱۶) اسی وجہ سے یہودی لوگ پولوس کے سخت دشمن ہو گئے اور اُسے روم میں قید کرایا۔ اسی وجہ سے سامریوں کے رجوع لانے (۸ باب) اور نامختون۔ قرنیلیوس۔ پطرس کے ہاتھ سے بپتسمہ پانا (۱۰ و ۱۱ باب) مذکور ہے۔ اسی وجہ سے موسوی شریعت کے متعلق یروشلم کی پہلی مجلس نے فیصلہ کیا (۱۵ باب) اور اسی وجہ سے پولوس کے بپتسمہ اور غیر قوموں کے درمیان اُس کے منادی کرنے کا بیان زیادہ مفصّل ہے ؛

یہ ظاہر ہے کہ لوقا نے صرف اُن واقعات کو قلمبند کرنا چاہا جن کو اُس نے خود دیکھا تھا یا جن کو اُس نے ایسے آدمیوں سے سنا تھا جنھوں نے وہ واقعات دیکھے تھے ؛

ترتیب۔ اس کا پتہ اعمال ۱: ۸ سے لگتا ہے جہاں یہ لکھا ہے

کہ "جب رُوح القدس تم پر نازل ہوگا تو تم قوت پاؤ گے اور یروشلم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہوگے" چنانچہ اسے ۸ باب ۳ آئت تک یروشلم اور یہودیہ میں کام کرنے کا ذکر ہے اور ۸ : ۵ سے ۱۲ باب کے آخر تک سامریہ میں ایسے غیر قوموں میں جو یہودی دین کے مرید تھے۔ مثلاً مصری خوجہ ۸ : ۲۷ سے ۳۹ + قرنیلیوس ۱۰ باب + یونانی ۱۱ : ۲۰ + اور ۱۳ : ۱ سے ۲۸ باب یعنی کتاب کے آخر تک پولوس کے کام کا ذکر جو دور ممالک کے غیر اقوام میں تھا۔ چنانچہ پولوس یوں کہتا ہے کہ "میں یروشلم سے لیکر چاروں طرف مسیح کی خوشخبری کی پوری پوری منادی کرتا ہوا اِلّرکوم تک پہنچ گیا" (رومی ۱۵ : ۱۹) (یہ اِلّرکوم رومی سلطنت کی سرحد پر تھا) یہ قابل لحاظ ہے کہ اس کتاب کا آغاز یہودیہ کے دارالخلافہ یروشلم سے ہوا اور خاتمہ غیر قوموں کے دارالخلافہ روم پر ہوا +

اس کتاب میں مسیحی دین کے واعظوں کے بولنے کا طریقہ مذکور ہے کہ کس طرح سے وہ یہودیوں سے اور کس طرح وہ اَور قوموں سے مخاطب ہوئے مثلاً ۷، و ۱۳ باب میں استفنس اور پولوس یہودیوں سے مخاطب ہوکر اسباب موجودات سے خدا کی شہادت پیش کرتا ہے اور جب اتھینی شہر میں شائستہ تعلیم یافتہ لوگوں سے مخاطب ہوا تو اس نے فلسفی دلائل کو پیش کیا +

تواریخی صحت - اس کتاب میں چند ایسے واقعات اور اشخاص کا ذکر ہے - جن کی حقیقت رومی اور دیگر تواریخ سے معلوم ہوسکتی ہے مثلاً فیلکس حاکم کا۔ پولوس یروشلم میں آیا جہاں یہودیوں نے اُسے قید

گرایا۔ یہ ان ہنگاموں کے بہت پیچھے نہ ہوا جو مصریوں نے برپا کئے (۲۱: ۳۷ سے ۳۹)۔ یہ قید فیلکس کے یہودیہ چھوڑنے سے دو سال پیشتر وقوع میں آئی (۲۳-۲۶ + ۲۴ : ۲۷) پولوس کی قید کے دو سال بعد فیسطس یہودیہ کا حاکم مقرر ہوا (۲۴ : ۲۷ + ۲ : ۱) پولوس اسی سال موسم سرما میں جب فیسطس یہودیہ میں پہنچا قید ہوکر روم کو گیا راہ میں اسکا جہاز ٹوٹ گیا۔ سرما مالٹا میں کاٹی اور اگلے سال روم میں پہنچا (۲۶ و ۲۷ و ۲۸)۔

ہیرودیس اگرپا اول کا ذکر بارہویں باب میں آتا ہے۔ اس کا ذکر یوسیفس کی تواریخ میں آتا ہے۔ یہ بادشاہ یعقوب رسول کے قتل سے تھوڑی دیر بعد مر گیا اس کی ہولناک موت کا ذکر یوسیفس نے مفصل کیا ہے اور اس بیان سے ملتا ہے۔

۱۱ : ۲۸ میں اس کال کا ذکر ہے جو قلاودیوس قیصر کے وقت میں ہوا اور اس کے مطابق چار مؤرخ بیان کرتے ہیں کہ اس قیصر کے عہد میں بہت سخت کال پڑے۔

پولوس کے خطوط

نئے عہدنامہ میں اعمال کی کتاب کے بعد پولوس رسول کے خط آتے ہیں۔ اور یہ مناسب ترتیب ہے۔ کیونکہ اعمال کی کتاب کا ایک بڑا حصہ پولوس کی سرگذشت پر مشتمل ہے۔ پس اُس کا کچھ مختصر احوال لکھنا مفید ہوگا۔

پولوس کا عبرانی نام ساؤل یا سولوس تھا۔ یہ عبرانیوں کا عبرانی۔

ابراہیم کی اولاد اور بنیامین کے فرقے سے تھا (فلپیوں ۳: ۵۰ + ۲ قرنتی ۱۱: ۲۲) - طرسوس واقع قلقیا کا باشندہ تھا - پیدائش ہی سے رومی ہونے کا حق رکھتا تھا (اعمال ۲۲: ۲۵ سے ۲۸ + ۲۳: ۲۷ + ۱۶: ۳۷ و ۳۸) - یہ ایسی عزت اور ایسا حق تھا جو اُس کے باپ دادوں میں سے کسی کو مُلکی خدمت کے عوض عنایت ہوا تھا - اس کا باپ فریسی تھا - اور خود پولوس اس فرقے کی تعلیم کا سخت پابند رہا - (اعمال ۲۲: ۳ + ۲۳: ۶ + ۲۶: ۵ + گلیتوں ۱: ۱۴ + فلپیوں ۳: ۵ و ۶) اس کے بعض رشتہ دار اس کے رجوع لانے سے پیشتر مسیحی ہوئے (رومیوں ۱۶: ۷ و ۱۱ و ۲۱ + اعمال ۲۳: ۱۶) چونکہ طرسوس شائستہ زبانوں کی تعلیم کے لئے مشہور تھا - اس لئے پولوس نے یونانی زبان کی تعلیم وہاں پائی - یہ شہر بندرگاہ ہونے کے باعث تجارت کا بڑا مرکز ہو گیا تھا - اور موقع کی جگہ ہونے کے باعث ملکی حاکم اکثر آن کر یہاں رہتے - علاوہ ازیں علم نے بھی بہت فروغ حاصل کیا تھا - یہاں تک کہ اتھینی اور اسکندریہ کے دارالعلوم سے یہ جگہ زیادہ مشہور ہو گئی - پولوس کا یونانی سیکھنا اس سے بھی ظاہر ہے کہ اُس نے کئی یونانی شاعروں سے اقتباس کیا ہے - (اعمال ۱۷: ۲۸ + ۱ قرنتی ۱۵: ۳۳ + طیطس ۱: ۱۲) پولوس طرسوس سے یروشلم کو گیا اور وہاں مشہور معلّم گملیل سے یہودی حدیثوں کی تعلیم پائی (اعمال ۲۲: ۳ + ۲۶: ۴ و ۵ + گلیتوں ۱: ۱۴) وہ صاحب لیاقت - تیز فہم - مضبوط طبیعت اور مستقل مزاج آدمی معلوم ہوتا ہے - اُس کا چال چلن شریعت کے لحاظ سے بے عیب تھا اور جہاں تک اُسے علم تھا وہ اپنے نور قلب کے

مطابق چلتا۔ جو فریاد اس نے یہودیوں سے کی۔ اور جو مقابلہ اس نے اپنی موجودہ اور گذشتہ حالت کا کیا اُس سے یہ ظاہر ہے (اعمال ۲۳: ۱ + ۲۴: ۱۶ + ۲۶: ۹ و ۱۰ + فلپیوں ۳: ۶ + ۱ تمط ۱: ۱۳ + ۲ تمط ۱: ۳)۔ اُس کے والدین نے خیمہ دوزی کا فن سکھا کر اُس کی تعلیم کو مکمل کیا (اعمال ۱۸: ۳ + ۲۰: ۳۴ + ۱ تسلونیقی ۲: ۹)۔ کچھ عرصہ تک یہ شخص مسیحی دین کا سخت مخالف رہا۔ اور جب پہلا شہید استفنس پتھراؤ کیا گیا تو پولوس نہ صرف اُس کے قتل پر راضی تھا۔ بلکہ جنہوں نے اُسے پتھراؤ کیا اُن کے کپڑوں کی حفاظت کرتا تھا۔ اس واقعہ کے بعد پولوس نے مسیحیوں کو نہ صرف یروشلم میں بلکہ کل یہودیہ میں ستانا شروع کیا۔ (اعمال ۷: ۵۸ + ۸: ۱ و ۳ + ۹: ۱ وغیرہ + ۲۲: ۴ + ۲۶: ۹ سے ۱۱ + گلتیوں ۱: ۱۳ و ۲۳ + ۱ تمط ۱: ۱۳)۔

اس ہی شوق میں اُس نے یہودی سرداروں سے سفارشی خط دمشق کے عبادت خانوں کے واسطے لئے تاکہ جہاں کہیں کسی یہودی مرد یا عورت کو مسیحی دین میں شامل ہوا پائے تو اُسے یروشلم میں پکڑ لائے۔ جب ساؤل اس مقصد کے لئے دمشق کو جا رہا تھا تو اُس کے رجوع لانے کا واقعہ وقوع میں آیا۔ جو اعمال کی کتاب کے نویں باب میں مذکور ہے۔ جس کی طرف پولوس نے خود کئی بار اشارہ کیا۔ (۱ قرنتھ ۱۵: ۹ + گلتیوں ۱: ۱۳ + ۱ تمط ۱: ۱۲ و ۱۳) اس کے بارہ میں ہم تین باتوں کا خاص لحاظ رکھیں۔ اوّل شروع سے آخر تک وہ نیک نیت اور راست شخص تھا۔ اس کے رجوع لانے کا کوئی کافی سبب ضرور ہوا ہوگا۔ دوم جس وقت سے اُس نے

یسوع ناصری کو مسیح مانا تو وہ آخر تک اس تعلیم پر قائم رہا۔ اور ہمیشہ مسیح کو الٰہی نجات دہندہ قرار دیا۔ اور اپنے تئیں نجات کا محتاج سمجھا یعنی مسیح کو اپنے سے از حد اعلےٰ سمجھتا تھا۔ سوم اُس کے خطوں سے اناجیل اور اعمال کی کتاب کی بڑی تائید ہوتی ہے۔ اُن میں ساری اصولی باتیں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً مسیح کی موت اور قیامت وغیرہ۔ ان خطوں میں سے دو میں اُس کی سوانح عمری کا کچھ خاص بیان پایا جاتا ہے (۲ قرنتی ۱۱ باب + گلتیوں ۱ و ۲ باب)۔ مثلاً اُس کا عرب کو جانا۔ اُس کو خاص مکاشفے ملنا۔ دمشق میں واپس آنا۔ یروشلم کو دو دفعہ جانا۔ اور قیصریہ اور طرسوس کو جانا ۔

طرسوس سے برنباس کے بلانے پر انطاکیہ کو گیا۔ اور وہاں کلیسیا میں مدت تک تعلیم دیتا رہا۔ اور اس کلیسیا نے روح القدس کی ہدایت سے (اعمال ۱۳: ۱ سے ۴) پولوس اور برنباس کو غیر قوموں میں منادی کرنے کیلئے بھیجا۔ اور اعمال ۱۳ سے ۲۱ باب تک اُس کے ایسے تین بڑے سفروں کا ذکر ہے۔ اُن کا مختصر بیان یہ ہے :-

پہلا مشنری سفر۔ قبرس۔ پمفلیا۔ پسدیہ کا انطاکیہ۔ اکونیم۔ لسترا اور دربے (یہ دونوں شہر گلتیہ کے علاقہ میں تھے)۔ اُسی راستے سے انطاکیہ کو واپس گیا ۔

اس موقع پر ختنہ کے بارے میں مباحثہ برپا ہوا۔ جس کے لئے پولوس اور برنباس یروشلم کو گئے اور انطاکیہ کو واپس آ کر دوسرے سفر کا قصد کیا۔ لیکن اس سفر میں برنباس اُس کے ہمراہ نہیں گیا۔ بلکہ سیلاس ۔

دوسرا سفر۔ سوریا اور قلقیا۔ گلتیہ کے دربے اور لسترا۔ فروگیا۔ ایشیائے کوچک۔ طراوٗس۔ یوروپ میں فلپی۔ تسلونیقی۔ اتھینی۔ قرنتس۔ اور واپسی کے وقت افسس اور قیصریہ اور انطاکیہ ؛

اس سفر پر قرنطس میں اُس نے تسلونیقہ کی کلیسیا کو دو خط لکھے تقریباً ۵۳ء میں ؛

تیسرا سفر۔ گلاتیہ اور فروگیا۔ افسس۔ قرنطس۔ فلپی وغیرہ مقدونیہ میں۔ دوبارہ قرنطس کو۔ طرواس۔ ملیطس۔ صور۔ قیصریہ۔ یروشلم ؛

اس سفر پر اُس نے قرنتیوں کو دو خط لکھے۔ گلاتیوں کو اور رومیوں کو تقریباً ۵۸ء میں۔ اس سفر میں ایک دو جگہ پر اُس کو آگاہی ملی کہ یروشلم میں اُس کو تکلیف پہنچے گی۔ چنانچہ اگبس نے بمقام قیصریہ اسی قسم کی خبر دی۔ لیکن پولوس نے یروشلم کو جانا اپنا فرض سمجھا۔ یروشلم میں مسیحی بھائیوں نے اُسے اچھی طرح قبول کیا۔ لیکن ایک دن ہیکل میں عبادت کرتے ہوئے وہ چند یہودیوں کے ذریعے پکڑا گیا۔ جو یہ کہتے تھے کہ اس نے غیر قوموں کو اندر لاکر ہیکل کو ناپاک کیا ہے۔ رومی سپہ سالار نے اس کو یہودی بھیڑ سے چھڑایا۔ اور چند حاکموں نے اُس کے مقدمے کی تحقیقات کی اور پولوس کو اُن کے سامنے مسیح کی گواہی دینے کا اچھا موقع ملا (لوقا ۲۱: ۱۲ و ۱۳)۔ جب ان حاکموں نے رشوت کی امید اور یہودیوں کو خوش کرنے کی غرض سے اُس کا انصاف نہ کیا تو پولوس نے دق ہو کر قیصر کی دُہائی دی اور رومی ہونے کی حیثیت سے یہ اُس کا حق بھی تھا۔ اس لئے چند سپاہیوں کے ہمراہ روم کی طرف روانہ کیا گیا۔ لوقا اس سفر

میں اُس کا رفیق تھا۔ اور اُس نے اعمال کی کتاب میں اس سفر کا مفصل بیان کیا ہے۔ اور ۶۱ سنہ ء میں یا اُس سے کچھ پیشتر روم میں پہنچا اور کم سے کم دو سال تک وہاں رہا۔ اس عرصہ میں اُس نے چار خط لکھے یعنی قلسیوں اور فلیموں اور افسیوں اور فلپیوں کی طرف؛

اعمال کی آخری آیات پولوس کو روم میں قید میں چھوڑتی ہیں۔ اگرچہ اُسے کچھ آزادی بھی تھی (۲۸: ۱۶) اور ان الفاظ پر یک لخت ختم ہو جاتی ہیں: "وہ پورے دو برس اپنے کرایہ کے گھر میں رہا اور جو اُس کے پاس آتے تھے اُن سب سے ملتا رہا اور کمال دلیری سے بغیر روک ٹوک کے خدا کی بادشاہی کی منادی کرتا اور خداوند یسوع مسیح کی باتیں سکھاتا رہا"؛

مذکورہ بالا خطوں کے علاوہ پولوس نے تین اور خط لکھے جو چوپانی خط کہلاتے ہیں اور یہ سوال آتا ہے کہ اُس کی زندگی کے کس حصہ میں یہ خط لکھے گئے۔ اس کے بارے میں بہت قابل اعتبار روایت ہے۔ کہ قریباً ۶۳–۶۴ سنہ ء میں پولوس نے روم کی قید سے رہائی پائی۔ اور مغرب کی انتہا تک منادی کرتا گیا (روم کے کلیمنٹ) اور افسس مقدونیہ اور قریطے کو۔ قریطے میں طیطس کو اور افسس میں تمطاؤس کو چھوڑا (۱ تمط ۱: ۳ + طیطس ۱: ۵) پھر روم کو لوٹ گیا اور وہاں شہید ہوا ۶۷ یا ۶۸ سنہ ء میں۔ تمطاؤس کو پہلا خط اور طیطس کی طرف کا خط اُس نے اس عرصہ میں لکھا ہوگا۔ اور تمطاؤس کو دوسرا خط شہید ہونے سے پیشتر روم سے لکھا۔ (۲ تمط ۴: ۶)؛

ایک اور روایت بھی ہے جو ایسی پختہ نہیں کہ روم سے باہر اُس

کا سر قلم ہوا اور قسطنطین اعظم نے اُس کی یادگار میں گرجا بنایا ۔
بعضوں کا خیال ہے کہ وہ پست قد اور باریش تھا ۔ بہرحال وہ سرگرم پُرجوش صاحب سلیقہ اور صاحب فن تھا ۔

پولوس کے خطوط

ہم یہاں ان خطوں کا بیان ترتیب وقت کے مطابق کرینگے

تسلونیقیوں کی طرف کے خط

تسلونیقیہ کا قدیم نام تھرمی تھا یعنی گرم چشمے ۔ کیونکہ یہاں معدنیات کے گرم چشمے بہتے ہیں ۔ ۳۱۵ ق م میں اس کی وسعت بہت بڑھ گئی ۔ اور اس کا نام اسکندر اعظم کی بہن تسلونیقی کے نام پر رکھا گیا ۔ اس وقت سے لیکر اس کو بہت رونق ہوئی ۔ اور رومیوں نے اُس کو مقدونیہ کے دوسرے علاقہ کا دارالخلافہ بنایا ۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ کل مقدونیہ کا دارالخلافہ بن گیا ۔ نہ صرف دارالخلافہ ہونے کی وجہ سے بلکہ تجارت کی کثرت سے اُس کو ترقی ہوئی ۔ آجکل بھی یہ ایک بڑا شہر ہے اور اس کا نام سلونیقی ہے ۔ اور ٹرکی گورنمنٹ کے ماتحت ہے اور یہودیوں کی بڑی جماعت یہاں رہتی ہے ۔ اس شہر میں پولوس سیلاس کے ہمراہ فلپّی کے قیدخانہ سے نکل کر آیا ۔ یہ اُس شامی سڑک کی راہ سے گیا ہوگا ۔ جو رومی سرکار نے بنائی تھی (اعمال ۱:۱۷ سے ۱۰) ۔ یہاں پہنچکر وہ حسب معمول یہودیوں کے عبادت خانہ میں گیا اور کئی ہفتوں تک عہد عتیق سے دلیل لا کر اُن کو جتاتا تھا ۔ کہ یسوع ناصری ہی مسیح ہے ۔ سامعین سے بعض یہودی ایمان لائے

اور یونانیوں میں سے بہتیرے - یہانتک کہ باقی یہودی حسد کے مارے ہنگامہ برپا کرنے لگے - اور آخرکار رات کے وقت پولوس اور سیلاس وہاں سے روانہ ہو گئے - اور بریا کو چلے گئے - وہاں کے یہودیوں کی پولوس زیادہ تعریف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ "وہاں کے لوگ تسلونیقیوں سے شریف تھے - کیونکہ اُنہوں نے بڑے شوق سے کلام کو قبول کیا اور روز بروز کتاب مقدس میں تحقیق کرتے تھے کہ یہ باتیں اس طرح ہیں یا نہیں" - تو بھی قابل لحاظ ہے کہ مابعد تواریخ میں بریا کے مسیحیوں کا بہت کم ذکر آتا ہے - لیکن تسلونیقیوں کے نام پولوس کے یہ دو خط موجود ہیں - جن سے ہم اُس کلیسیا کا حال بخوبی معلوم کر سکتے ہیں ✤

ان دو خطوں میں نہ یہودی ریت رسوم اور نہ یہودی نوشتوں کا کچھ ذکر ہے اس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اس کلیسیا کے شرکا عموماً غیر قوم سے تھے - اور اعمال کی کتاب کے سترھویں باب کی چوتھی آیت اس رائے کی تائید کرتی ہے کیونکہ وہاں یوں آیا ہے - کہ بعض یہودیوں نے مان لیا لیکن یونانیوں میں سے بڑی جماعت نے" جب پولوس کو وہاں سے بھاگنا پڑا تو اس کو یہ بڑی فکر ہوئی کہ تسلونیقی نومریدوں کا حال کیا ہوگا - اس لئے وہ تھوڑی دیر کے بعد ان کے پاس جانا چاہتا تھا - لیکن اپنی جگہ تمطاؤس کو بھیجا - (۱ - تسلونیقی ۳ : ۲) جب تمطاؤس ان کو دیکھکر پولوس کے پاس گیا تو اس نے یہ خبر دی - کہ تسلونیقی مسیحی ایمان پر قائم ہیں - اس سے پولوس کو بڑی خوشی ہوئی - پر تمطاؤس نے ان کے چند نقصوں کا ذکر بھی کیا - مثلاً بعض یہ کہنے لگے تھے - کہ پولوس ذاتی نفع کے لئے منادی کرتا ہے - اور بعض لوگ مسیح کی آمد کو قریب

سمجھکر محنت کرنا چھوڑ بیٹھے۔ اور اس طرح اَوروں پر اپنا بوجھ ڈالا +

تسلونیقیوں کا پہلا خط

مقصد۔ مذکورہ بالا نقصوں کو رفع کرنا اور مسیحی دین کی بنیادی باتوں پر اُن کو مضبوط کرنا۔ چنانچہ خلاصہ مضمون سے یہ بخوبی ظاہر ہے +

(۱) ۱: ۱ سے ۳۔ تسلونیقیوں کے ایمان کے بارے میں پولوس شکر کرتا ہے +

(۲) ۱: ۴ سے ۱۰۔ اور اس لئے کہ وہ اَوروں کے لئے نمونہ بن گئے تھے +

(۳) ۲: ۱ سے ۱۲۔ اپنی عذرخواہی کرتا ہے کہ نہ صرف میں نے انجیل سنائی بلکہ اپنے ہاتھوں کی محنت سے اپنا گزارہ کیا +

(۴) ۲: ۱۳ سے ۱۶۔ خود تسلونیقی مسیحی ایذارسانی کی برداشت میں انجیل کی الٰہی قدرت کے شاہد ہیں +

(۵) ۲: ۱۷ سے ۳: ۱۳۔ تسلونیقہ کے چھوڑنے کا باعث بتایا ہے کہ وہ لاپروائی کے سبب سے نہیں بھاگا بلکہ تمطاؤس کو ان کا حال دریافت کرنے بھیجا +

(۶) ۴: ۱ سے ۱۲۔ عملی نصیحتیں کہ زناکاری اور سُستی سے برکنار رہیں +

(۷) ۴: ۱۳ سے ۱۸۔ وفات یافتہ بھائیوں کے بارہ میں تسلّی۔ کہ وہ مسیح کے ساتھ دوسری آمد کے وقت آئینگے +

(۸) ۵: ۱ سے ۱۱۔ اس آمد کا وقت نامعلوم ہے۔ اس واسطے

تیار رہنا چاہئے ؛

(۹) ۵: ۱ سے ۲۴- اس اثنا میں کام اور دعا میں مصروف رہنا تاکہ کل رُوح نفس اور بدن کامل ہو جائیں ؛

(۱۰) ۵: ۲۵ سے ۲۸- الوداع ؛

تسلونیقیوں کا دوسرا خط

اُسی سال یعنی ۵۳ء میں دوسرے خط کو لکھنے کا موقع ملا۔ پہلے خط کے مضامین سے تسلونیقی مسیحیوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ جب مسیح کی آمد ایسی قریب ہے تو کیوں محنت کریں۔ اگرچہ خود پولوس نے اس خط میں یہ سمجھایا تھا کہ ایسا نتیجہ نہ نکالیں بلکہ محنت کریں۔ وہ یہ سمجھ نہ سکتے تھے کہ اگرچہ یہ آمد فوراً ہو سکتی ہے تاہم اُس میں دیر ہو سکتی ہے۔ چنانچہ مسیح نے فرمایا کہ اس وقت کو ٹھیک کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے پولوس کو یہ دوسرا خط لکھنا پڑا۔ جس میں یہ دو خاص باتیں ہیں :-

اوّل۔ مسیح کی دوسری آمد سے پیشتر چند امور کا واقع ہونا ضرور ہے (۲ باب) ؛

دوم۔ اگر وہ بیکار اور سست رہیں تو اُس سے مسیحی دین کی بدنامی ہو گی۔ (۳ باب) ؛

پہلے باب میں پولوس یہ بتاتا ہے کہ بے شک دوسری آمد ہونیوالی تو ہے ؛

مذکورۂ بالا حصّوں سے اس خط کا سلسلہ مضامین معلوم ہو سکتا ہے ؛

پولوس کی تعلیم جو اِن دو خطوں میں ہے دو حصّوں پر منقسم ہو سکتی ہے :۔

اوّل ۔ انسان کی نجات کے بارہ میں ۔ اس حصہ میں مفصّل بیان نہیں کرتا جیسا رومیوں اور چند دیگر خطوں میں پایا جاتا ہے ۔ صرف اتنا کہتا ہے کہ انجیل کا مقصد ہے کہ کل انسانیت بدن نفس اور رُوح پاکیزہ اور ابدی زندگی کے لائق بن جائیں (۱ تسلونیقی ۲: ۱۲ + ۴: ۳ + ۵: ۲۳ + ۲ تسلونیقی ۳: ۶ سے ۱۳) ۔

دوم ۔ مسیح کی دوسری آمد ۔ (۱ ۔ تسلونیقی ۱: ۱۰ + ۲: ۱۹ + ۳ : ۱۳ + ۴ : ۱۳ سے ۱۸ + ۵ : ۲ وغیرہ + ۲ ۔ تسلونیقی ۱ : ۹ + ۲ : ۱ سے ۸) ۔

اس مضمون کے بارہ میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ رسول آمد کے ٹھیک وقت سے ناواقف تھے مثلاً یہاں پولوس کو شاید خیال ہے کہ مَیں اِس آمد تک زندہ رہونگا ۔ (۱ ۔ تسلونیقی ۴ : ۱۵) ایسا ہی ۲ ۔ قرنتی ۵ : ۴ میں اس کی ایسی ہی امید معلوم ہوتی ہے ۔ لیکن فلپیوں ۱ : ۲۳ میں رحلت کر کے مسیح کے پاس جانے کا ذکر کرتا ہے ۔ ۲ تمطہ ۴ : ۶ میں وہ جانتا ہے کہ مسیح کی دوسری آمد سے پیشتر مَیں شہید ہو جاؤنگا ۔

قرنتیوں کی طرف خط

قرنطس ۔ یہ شہر بحیرہ یونان اور ایجی اَن کے درمیان خاکنا پر اُس چٹان کے دامن میں واقع ہے جس پر ایک قلعہ بنا تھا ۔ اس کے دو بندرگاہ تھے ۔ ایک قرنطس کے نزدیک مغربی کنارے پر لخیان نامی تھا ۔ اور دوسرا شرقی کنارے پر جو فنخریا کے نام سے

نامزد تھا۔ رومیوں ۱۶: ۱، ۱ اعمال ۱۸: ۱۸ میں اس کا ذکر ہے۔ اس راہ پر جو ان دونوں بندرگاہوں کے پاس واقع تھی۔ بہت تجارت اور آمد و رفت ہوتی تھی۔ چنانچہ نیرو کے عہد میں رومیوں نے وہاں نہر بنانے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن کسی نہ کسی طرح ارادہ چھوڑ دیا۔ جب رومیوں نے اس ملک کو فتح کیا تو یونان کا نام بدل کر اخایا رکھا اور قرنطس کو اُس صوبہ کا دارالخلافہ ٹھیرایا۔ اس شہر کا پہلا نام افائر تھا۔ یہ شہر خاص تین باتوں کے سبب مشہور ہوا۔ اوّل عیش و عشرت۔ دوم تجارت۔ سوم دوڑ اور کھیل کے باعث۔ اس کی طرف ذیل کی آیات میں اشارہ پایا جاتا ہے (۱۔ قرنتی ۴: ۹ + ۵: ۲۱ + ۶: ۹ سے ۱۱ + ۹: ۲۴ سے ۲۷ + ۱۱: ۲۱)۔ اس کے دارالخلافہ ہونے کی وجہ سے آتینی کے علم اور فلسفہ نے یہاں بھی رواج پایا۔ اگرچہ آتینی میں پولوس کو چند دنوں تک یونانی فلسفہ سے دوچار ہونا پڑا۔ لیکن خاص کر قرنطس میں مسیحی دین اور یونانیوں اور رومیوں کے علم آپس میں دوچار ہوئے۔ کیونکہ یہاں پولوس کم سے کم ڈیڑھ سال تک رہا۔ (اعمال ۱۸: ۱ سے ۱۸) غالباً ۵۲ء کے آخر سے ۵۴ء کے شروع تک۔ اس جگہ پولوس کو بہت کامیابی ہوئی۔ اکثر غیر قوموں میں سے مسیحی ہو گئے۔ لیکن بعض یہودیوں میں سے بھی ایمان لائے (اعمال ۱۸: ۸)۔ اگرچہ وہاں بہت مسیحی تھے پر اکثر غریب تھے۔ (۱۔ قرنتی ۱: ۲۶)۔ بعض مالدار بھی تھے مثلاً کرسپس عبادت خانہ کا سردار (اعمال ۱۸: ۸ + ۱۔ قرنتی ۱: ۱۴)۔ اور ارستس شہر کا خزانچی (رومیوں ۱۶: ۲۳) اور گیوس جسے پولوس اپنا اور ساری کلیسیا کا میزبان کہتا ہے۔ اور محبت کی ضیافت میں بھی ملے جلے آدمی پائے

جاتے ہیں (۱-قرنتی ۱۱: ۲۲) +

جس طریقے سے پولوس نے قرنتس میں منادی کی اُس کا ذکر خود پولوس نے ۱- قرنتی ۲: امیں کیا ہے - اُس نے سادگی سے فصاحت اور دنیاوی حکمت کی مدد کے بغیر مسیح کی صلیب کو پیش کیا - یہودیوں نے بہت مخالفت کی - (اعمال ۱۸: ۵) غیر قوم مسیحیوں کی حالت بھی پُرخطر تھی +

پولوس کے بعد اپلوس وہاں گیا جو اسکندریہ کا یہودی نوشتوں میں عالم اور بہت سرگرم تھا - اگرچہ پولوس اور اپلوس کی تعلیم ایک ہی تھی - لیکن طرزبیان میں بہت فرق تھا جس سے لوگوں نے پولوس کی کچھ حقارت کی اور فصاحت اور فلسفہ کے چاہنے والوں نے لوگوں کو اپلوس کی طرف رجوع کیا +

قرنتس میں پولوس کی بہت مخالفت ہوئی - چند یہودی معلّم (۲- قرنتی ۱۱: ۲۲)- وہاں آئے اور دوسری کلیسیاؤں سے سفارشی خطوط لائے (۲- قرنتی ۳: ۱)- اور جو بنیاد پولوس نے ڈالی تھی (۱-قرنتی ۳: ۱۰ سے ۱۸ + ۲- قرنتی ۱۰: ۱۳ سے ۱۸) اُس پر ایک نکمّی عمارت بنانے اور اُس پر فخر کرنے لگے - ان معلّموں نے اپنے آپ کو رسول کہا (۲ قرنتی ۱۱: ۵ و ۲) اور پولوس کی رسالت کی تردید کی (۱- قرنتی ۹: ۳+ ۲- قرنتی ۱۰: ۷ و ۸)- اور ترغیب دی کہ اُس کے حکم نہ مانے جائیں - (۲- قرنتی ۴: ۱ و ۲ + ۵: ۱ + ۱۱: ۱۶ سے ۱۲: ۱۲) خیال غالب ہے کہ یہ لوگ پولوس کے پہلے خط کے مضمون سے اُسکے خلاف غضبناک ہو گئے کیونکہ دوسرے خط میں اس کا صاف ذکر ہے - تحقیق معلوم نہیں کہ

ان کی خاص تعلیم کیا تھی لیکن اتنا جانتے ہیں کہ وہ خداوند کے سامنے قائم رہنے والی نہ تھی (۱ قرنتی ۳: ۱۱)۔

خط کا مقصد۔ ۱۔ قرنتی ۵: ۹ سے ظاہر ہے کہ پولوس نے اس سے پیشتر ایک اَور خط لکھا تھا جو اَب موجود نہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک اَور دفعہ قرنطس کو گیا۔ جس کا صاف ذکر نئے عہدنامہ میں نہیں (۲ قرنتی ۲: ۱+۱۲: ۱۴ و ۲۰ سے ۱۳: ۲)۔ موجودہ پہلے خط کے لکھنے میں دو طرح کا مقصد تھا۔ اوّل۔ وہاں کے مسیحیوں کو ان کے چند قصوروں کے بارہ میں نصیحت کرنا چاہتا تھا۔ مثلاً تفرقوں کے بارہ میں (۱: ۱۱ و ۱۲) حکمت پر فخر کے بارہ میں (۱: ۷ و ۳۱ + ۴: ۱۰) زناکاری (۵ باب) مقدمات (۶ باب)۔ عشائے ربانی کے وقت حسد (۱۱: ۱۸ سے ۲۲)

دوم۔ دوسرا مقصد یہ تھا کہ قرنتیوں کے چند سوالوں کا جواب دے۔ شادی کے بارہ میں (۷ باب)۔ بت خانوں کی ضیافت کے بارہ میں (۸ و ۱۰) عبادت کی ترتیب (۱۱ باب کے پہلے حصہ میں) روحانی نعمتوں کے بارہ میں (۱۲ و ۱۴ باب) بدن کی قیامت (۱۵ باب)۔ غریب مسیحیوں کے لئے چندہ کی بابت (۱۶: ۱ وغیرہ)۔

کہاں سے لکھا گیا۔ یہ خط افسس سے پولوس نے لکھا ۵۷ء کے شروع میں (۱۶: ۸)۔ ٹھیک معلوم نہیں کہ کس کے ہاتھ یہ خط بھیجا۔ بعضوں کا یہ خیال ہے کہ استفنس اور فورتوناس اور اخاکس (۱۶: ۱۷) کے ہاتھ بھیجا گیا۔

تقسیم۔ ۱: ۱ سے ۹ دیباچہ وسلام۔ قرنتیوں کے ایمان اور روحانی نعمتوں کے باعث خدا کا شکر۔

۱: ۱۰ سے ۴: ۲۱۔ تفرقہ پر ملامت اور اس میں (۱) خدا کی حکمت آدمی کی حکمت سے بڑھکر ہے۔ یہ الٰہی حکمت مسیح ہے (۲) صرف رُوح القدس نہ کہ رسول حقیقی معمار ہے (۳) پولوس اپلوس وغیرہ نائب معمار ہیں ؛

۵: ۱ سے ۱۳ زناکار کو کلیسیائی سزا ؛

۶: ۱ سے ۱۱ مقدمات کچہری میں غیر مسیحیوں کے سامنے نہیں لے جانے چاہئیں ؛

۶: ۱۲ سے ۲۰ مسیح میں آزادی بے لگام نہیں ؛

۷۔ نکاح کے بارہ میں جواب ؛

۸: ۱ سے ۱۱: ۱ تک بت خانوں کی ضیافتوں کے بارہ میں (۱) اگرچہ شریک ہو سکتے ہیں لیکن ہمیشہ مناسب نہیں (۲) پولوس اپنا نمونہ پیش کرتا ہے (۳) عہد عتیق سے عبرت کی مثالیں (۴) عشائے ربانی کی حقیقت سے دلیل (۵) آزادگی کی شریعت محبت کی شریعت سے مشروط ہے ؛

۱۱: ۲ سے ۱۶ عبادت کے وقت سر ڈھانپنے کے متعلق ؛

۱۱: ۱۷ سے ۳۴ عشائے ربانی کے وقت ضیافت کی خرابیاں ؛

۱۲ سے ۱۴ باب تک۔ روحانی نعمتوں کا مناسب استعمال۔ اس میں دو باتیں ہیں (۱) کلیسیا مختلف اعضا کا بدن ہے (۲) سب سے بڑھکر نعمت محبت ہے (۳) نبوت یا نصیحت غیر زبان بولنے سے بڑھکر ہے ؛

۱۵ باب۔ قیامت کے بارہ میں ؛

۱۰۔ ۱ باب ۔ مختلف علمی نصیحتیں مثلاً چندہ کے بارہ میں ؛

چند خاص خیالات مندرجہ خط (۱) قرنطس جیسے شہر میں یہ تعجب کی بات نہیں کہ سب لوگ علم اور فلسفہ کی بہت قدر کرتے تھے ۔ یونانی لفظ صوفیا جس سے لفظ فلسفہ مرکب ہے یونان کے سارے دار العلوم میں بحث کا خاص مضمون تھا ۔ یہ مناسب تھا کیونکہ لفظ صوفیا سے مراد ہے ۔ خلقت کی حقیقت معلوم کرنا ۔ لیکن پولوس کے زمانہ میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ فلسفہ اپنے مقصد میں ناکام رہا ۔ نہ صرف خلقت کے بھیدوں کے حل کرنے میں ناکامیاب رہا ۔ بلکہ انسان کے اخلاق کے سدھارنے میں بالکل عاجز رہا ۔ اس لئے پولوس نے قرنطس میں زور دیا کہ جو کام فلسفہ سے نہ ہو سکا اُس کو مسیح نے انجام دیا ۔ چنانچہ پہلے باب میں اُس نے لکھا ہے کہ " جب خدا کی حکمت کے مطابق دُنیا نے اپنی حکمت سے خدا کو نہ پہچانا ۔ تو خدا کو یہ پسند آیا کہ منادی کی بیوقوفی سے ایمان لانے والوں کو نجات دے ۔ چنانچہ یہودی نشان چاہتے ہیں ۔ اور یونانی حکمت تلاش کرتے ہیں ۔ مگر ہم مسیح مصلوب کی منادی کرتے ہیں جو یہودیوں کے لئے ٹھوکر اور غیر قوموں کے نزدیک بیوقوفی ہے ۔ لیکن جو بُلائے گئے ہیں ۔ یہودی ہوں یا یونانی ۔ ان کے نزدیک مسیح خدا کی قدرت اور خدا کی حکمت ہے (۱ ۔ قرنتی ۱ : ۲۱ سے ۲۴) ۔ یسوع مسیح اس واسطے حکمت ہے کیونکہ اُس میں راستبازی ۔ پاکیزگی اور مخلصی ملتی ہے ۔ اس خط کے دیگر مقاموں میں بھی اِس حکمت کا ذکر ملتا ہے مثلاً ۲ : ۵ و ۱۳ + ۴ : ۱۰ + ۸ : ۱ و ۲) ؛

(۲) رُوح کی نعمتیں - معلوم ہوتا ہے کہ اس کلیسیا میں مختلف زبانوں سے بولنا اور معجزے دکھانا عام تھا - اور لوگ اُن پر زیادہ فخر کرنے کی طرف مائل تھے - اس کے ضمن میں پولوس نے یہ بتایا کہ ایسی نعمتیں کلیسیا کے عام فائدہ کے لئے ہونی چاہئیں نہ کہ افراد کے لئے - اور یہ بھی بتایا کہ سب سے بڑھکر نعمت محبت ہے اور جو شخص اس محبت سے خالی ہے وہ مسیح سے بھی خالی ہے (۱ : ۷ + ۱۲ : ۷ و ۳۱ + ۱۳ ا باب) اس میں پولوس کا اعتدال بہت قابل لحاظ ہے - وہ دوسری نعمتوں کی بے قدری نہیں کرتا - مگر یہ بتاتا ہے کہ ان کا فائدہ ان کے درست استعمال پر منحصر ہے - اور کسی قدر ظرافت سے ان کی حکمت کے دعوے کو یاد دلاتا ہے مثلاً ۸ : ۱ و ۲ : ۳ + ۱۴ : ۱۸ سے ۲۰ ؂

(۳) آزادی کی شریعت اور محبت کی شریعت کا تعلق - یہودی معلّموں کے برخلاف پولوس نے اس امر پر بخوبی زور دیا کہ مسیح میں کامل آزادی ہے - کہ مسیحی ریت رسوم کے پابند نہیں جیسے یہودی تھے - مثلاً ہر قسم کا کھانا روا ہے - اگرچہ وہ بت خانوں میں بھی بکتا ہو - لیکن وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ ایک اَور شریعت ہے جس کو محبّت کی شریعت کہہ سکتے ہیں اور جس کے مطابق یہ نامناسب ہے کہ مسیحی آدمی اپنی آزادی کے سبب سے اپنے بھائی کو ٹھوکر کھلائے مثلاً اگر بعضوں کو یہ ناگوار معلوم ہوتا تھا کہ کوئی مسیحی بُت خانوں کی ضیافت میں شریک ہو تو اُس سے پرہیز کرنا اچھا ہوتا (دیکھو ۸ : ۳۱ سے ۱۳ + ۶ : ۱۲) ؂

(۴) مسیح کی کلیسیا۔ پولوس نے اس کو دو باتوں سے تشبیہ دی ہے۔ اوّل ہیکل یا مندر سے (۳: ۹ سے ۱۷) جس میں ہر ایک مسیحی گویا عمارت کا پتھر ہے۔ اور خادمانِ دین معمار اور یسوع مسیح حقیقی بنیاد ہے۔ دوم۔ بدن اور اُس کے اعضا سے (۱۲ باب)۔ اس دلچسپ باب سے ہم یہ سیکھتے ہیں کہ مسیح کا اپنے اعضا سے کیسا قریب تعلق ہے اور اس تعلق کا وسیلہ رُوح القدس ہے ✝

(۵) نفسانی اور روحانی۔ اس خط میں دو الفاظ اکثر آتے ہیں۔ اور اس سے ہم صاف معلوم کر سکتے ہیں کہ آدمی کی ذات اور اُس کا خدا کے مکاشفہ سے منور ہو جانے کے بارہ میں پولوس کی کیا تعلیم تھی نفسانی آدمی اپنی کوشش سے خدا کے مکاشفہ کو قبول نہیں کر سکتا (۱: ۲۱ و ۳۰ + ۲: ۵ و ۱۴ + ۳: ۱ + ۱۲: ۳) روحانی آدمی وہ ہے جس میں مسیح پر ایمان لانے کے ذریعے سے خدا کا رُوح القدس بستا ہے چنانچہ ہر حقیقی مسیحی میں نفسانی خیالات کسی قدر رہتے ہیں تاہم روز بروز روحانیت میں زیادہ بڑھتا جاتا ہے (۲: ۱۲ و ۱۵ و ۱۶ + ۳: ۲ + ۱۴: ۳۷) اس کے مطابق پولوس بدن کے بارہ میں بھی امتیاز کرتا کرتا ہے۔ ہمارا موجودہ بدن نفسانی ہے۔ یعنی بدن کی حرکات اور اعمال کے مطابق ہے۔ روحانی یا جلالی بدن وہ ہے جو رُوح کی تحریکوں کو بخوبی انجام دے سکتا ہے۔ (۱۵: ۴۴ سے ۵۰ تک) ✝

(۶) مسیح ہماری قربانی۔ قرنتی مسیحیوں میں چند یہودی ذبیحوں اور ضیافتوں کی طرف مائل تھے۔ لیکن اکثر غیر قوموں کی قربانیوں اور ضیافتوں کی طرف۔ دونوں کے جواب میں پولوس ایک بات پیش کرتا ہے

یعنی یہ کہ ہماری قربانی ہو چکی - یعنی خود مسیح - اور اب ہماری کل زندگی خوشی کی عید ہے - (۵: ۷، ۸ + ۱۰: ۱۵ سے ۲۱) - اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ مسیحی لوگ نہ یہودیوں نہ غیر قوموں کے گناہوں میں مبتلا رہ سکتے ہیں ؛

قرنتیوں کی طرف کا دوسرا خط

(۱) یہ بیان ہو چکا ہے کہ پہلا خط افسس سے ۵۷ء کے شروع میں لکھا گیا - پیشتر اس سے کہ پولوس اُس شہر سے روانہ ہوا - افسس سے ہنگامہ کے باعث قبل از وقت غالباً تروآس کو گیا (اعمال ۲۰: ۱) جو بحیرہ روم کے ساحل پر واقع ہے - اُسے امید تھی کہ ططیس مجھے وہاں ملے گا - اور میں اُس سے قرنتس کی کلیسیا کا سارا حال سنونگا (۲ قرنتی ۲: ۱۲) لیکن اُس سے ملاقات نہ ہوئی (۲ قرنتی ۲: ۱۳) اس لئے پولوس مقدونیہ کو گیا - اور وہاں غالباً شہر فلپی میں ططیس سے ملا - اور تسکین بخش خبر اُس کلیسیا کی سُنی (۷: ۵ سے ۷) اسواسطے اُسی ملک سے اُس نے دوسرا خط لکھا اور ططیس اور اُسکے ہمراہیوں کے ہاتھ روانہ کیا ؛

(۲) اس خط کے لکھنے کیوقت تمطاؤس اُس کے ساتھ تھا (۱: ۱) پہلے خط میں یہ ذکر ہوا کہ پولوس نے تمطاؤس کو قرنتس میں بھیجا تھا - (۱ - قرنتی ۴: ۱۷ + ۱۶: ۱۰) ؛

(۳) مقصد - پہلے خط سے قرنتیوں پر مختلف تاثیر ہوئی - بہتوں نے اپنے چال چلن کو درست کیا - اکثروں میں توبہ کے آثار نظر آئے

اور رسول کی عزت کرنے لگے کہ اُنہوں نے اُس بدکار شخص کو خارج کر دیا (۲- قرنتی ۲: ۵ سے ۱۱+ ۷: ۱۱) رو رو کر درخواست کی کہ وہ اُن کے پاس پھر آئے (۷: ۷)- اور جھوٹے معلموں کے خلاف پولوس کی رسالت کو مانا- اگرچہ بعض لوگ جھوٹے معلموں کے پیرو رہے اور اُس کے خط سے بہت باتیں اُس کے خلاف نکالیں- اُس نے اپنے اس ارادہ کا ذکر پہلے کیا تھا کہ مَیں افسس سے قرنطس کو جاؤنگا- اور پھر وہاں سے مقدونیہ کو اور وہاں سے ہو کر قرنطس کو واپس آؤنگا (۱: ۱۵و۱۶)- لیکن قرنتیوں کی حالت سُنکر اُس نے اپنا ارادہ بدل ڈالا (۲۳ باب) اس لئے اُس کے مخالفوں نے یہ الزام اُس پر لگائے کہ (۱) وہ غیر مستقل مزاج ہے (۲- قرنتی ۱: ۱۸) اس لئے وہ رسول نہیں ہو سکتا (۲) اُس نے اُس زناکار سے سخت سلوک کیا- (۳) اُسے اپنے کام کے باعث تکبّر ہے (۴) وہ کریہ الصّورت ہے گو خطوں میں زبردست معلوم ہوتا ہے (۲ قرنتی ۱۰: ۱۰) ÷

پس ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس خط کے تین مقصد ہیں (۱) طیطس سے خبر سننے پر شکریہ ۱ سے ۷ بابوں میں- خاصکر ۲- ۶ وغیرہ- (۲) چندہ کو تیار رکھنے کے بارہ میں ۸ و ۹ باب (۳) متلوّن مزاجی اور رسالت کے خلاف الزاموں کو رد کرنا- ۱۰ سے ۱۳ باب اور نیز ۱: ۱۶ سے ۲: ۴ تک ÷

وقت تحریر- مذکورہ بالا واقعات کے مطابق یہ خط ۵۷ء کی موسم خزاں میں لکھا گیا ÷

تقسیم مضمون- مذکورہ بالا تین مقاصد سے خط کا سلسلہ

ظاہر ہوتا ہے - اور ان تین بڑے حصّوں کے یہ چھوٹے جزو ہیں +

۱:۱ سے ۱۱ دیباچہ - رسول کا غم - اور افسس کے خطرہ سے بچ جانا - ان میں خدا کی مدد اور ہمدردی +

۱:۱۲ سے ۲:۴ - ارادہ کی تبدیلی متلون مزاجی سے نہیں ہوئی بلکہ ضروری اسباب سے +

۲:۵ سے ۱۷ - رسول کی خوشی کہ قرنتس کے مسیحیوں نے نصیحت قبول کی اور خطاکار کو سزا دی +

۳ باب - پولوس کے شاگرد نئے عہد کے کام میں پولوس کی رسالت کے ثبوت ہیں - اس نئے عہد کی فضیلت +

۴ و ۵ و ۶ باب - رسول اس خدمت پر فخر کرتا ہے - کمزوری کے باوجود آخری کامیابی کی اُمید سے حوصلہ پاتا ہے اور آدمیوں کو خدا کی طرف بُلاتا رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ قرنتس کے مسیحی بھی خدا کی رُوح کی قدرت سے اور دُنیاوی شہوتوں سے پرہیز کرنے سے اس کام میں شامل ہوں +

۷ باب - رسول دوبارہ بتاتا ہے کہ میری خوشی قرنتس کے مسیحیوں کی فرماں برداری سے کتنی بڑھ گئی - اور محبت کی راہ سے ان کو تنبیہ دی +

۸:۱ سے ۷ - چندہ کے بارہ میں مقدونیہ کی کلیسیاؤں کی فیاضی +

۸:۸ سے ۱۵ - قرنتس کے مسیحی ان کے نمونہ پر چلیں +

۸: ۱۶ سے ۹: ۵- ططس اور دو بھائی چندہ جمع کرنے کے لئے پیشتر بھیجے گئے ✤

۹: ۶ سے ۱۵- دنیا خدا کی نظر میں منظور ہے اور الٰہی صفت ہے ✤

۱۰ باب- مجبوراً رسول کو سختی کرنی پڑتی ہے ✤

۱۱ باب- رسول الٰہی رسالت کی سند میں اپنے مختلف دکھ درد اور محنت وغیرہ پیش کرتا ہے ✤

۱۲: ۱ سے ۱۱- اس طرح سے اپنی رسالت کو اپنے الہاموں کے ذریعے ظاہر کرتا ہے ✤

۱۲: ۱۲ سے ۱۳ کے آخر تک- چاہئے تھا کہ قرنتس کے مسیحی پولوس کی رسالت کی تائید کرتے- تیسری دفعہ آن کر وہ خود اپنی رسالت اور اختیار کو ثابت کرے گا- لیکن اس اثنا میں قرنتس کے مسیحی اپنی روحانی حالت کو جانچیں ✤

خاص خیال اور خاص محاورے- خیالات پہلے خط سے مشابہ ہیں- لیکن چند خاص محاورے اور الفاظ پائے جاتے ہیں جو دوسرے خطوں میں نہیں- اس کی وجہ یہ ہے کہ خاص طور سے پولوس کا دل غم اور خوشی دونوں سے بھرا تھا- مثلاً خفگی ۲- قرنتی ۷: ۱۱ ✤ خرچ ہو جاؤں گا ۱۲: ۱۵-

تلوّن مزاجی ۱: ۱۷ ✤

گلتیوں کی طرف کا خط

(۱) مصنّف۔ سب لوگوں نے مانا ہے کہ یہ خط پولوس کی تحریر ہے قدیم کلیسیا کے بزرگ اُس سے اقتباس کرتے ہیں۔ مثلاً پولیکارپ (۳: ۲۶ + ۶: ۷) + اٰئرنیوس (۳: ۱۹) - یسطین شہید (۳: ۱۲ + ۵: ۲۰) مقدس نوشتوں کی ہر فہرست میں یہ خط پایا جاتا ہے اور مارشیان نے جو فہرست پولوس کے خطوں کی دی ہے اُس میں اس خط کو سب سب سے پہلے رکھا ہے ؛

کن کی طرف اور کس وقت اور کس جگہ سے یہ خط لکھا گیا ؟ یہ قابل لحاظ ہے کہ ۱: ۲ میں گلتیہ کی کلیسیاؤں کا ذکر ہے نہ ایک کلیسیا کا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گلتیہ ایک بڑا علاقہ تھا جس کے چند شہروں میں مسیحی کلیسیائیں تھیں۔ اس علاقے کے دو حصے تھے شمالی اور جنوبی۔ شمالی حصہ میں لوگ زیادہ وحشی تھے اور وہاں ایک خاص فرقہ تھا۔ جو ۲۸۰ سنہ قبل گال سے آیا تھا۔ اور تھریس سے عبور کر کے ایشیائے کوچک میں آیا۔ اور اُس کے ایک فریق نے تیسری صدی قبل از مسیح میں ڈلفی کو تاخت و تاراج کیا تھا۔ ایشیا میں پہلے پہل وہ بتونیہ کے بادشاہ نکومیدیس کے کرایہ دار سپاہی ہو گئے۔ لیکن بہت دیر نہ گزری تھی۔ کہ تقریباً کل ایشیا سے کوچک کو پامال کیا۔ آخر کار انتی اوخس سوتر اور یومی نس نے اُن کو نکال کر اُس علاقہ میں بھگا دیا۔ جو بعدہ گلاتیہ کہلایا۔ اس شمالی علاقہ کے تین بڑے شہر یہ تھے انکورا۔ پیسی نس۔ اور تاوی ام + تقریباً ۱۸۹۵ء تک یہ راے رہی کہ اس شمالی

علاقہ میں اُن کلیسیاؤں کی بنیاد ڈالی گئی جن کی طرف یہ خط لکھا گیا
اور کہ یہ پولوس کے دوسرے سفر کے شروع میں ہوا (اعمال
۱۶) کے پہلے حصے میں سنہ ۵۰ء کے قریب ۔ لیکن اس وقت سے
بعض سیاحوں نے اس علاقہ کی تحقیقات کی ہے ۔ اور پُرانی
قبروں کے کتبوں اور دیگر پُرانی تحریروں سے اس رائے نے
فروغ پایا ۔ کہ فی الحقیقت گلاتیہ کے جنوبی حصہ میں یہ کلیسیائیں
واقع تھیں ۔ کیونکہ اس علاقہ میں لوگ زیادہ تہذیب یافتہ تھے اور
رومی سرکار کی شاہراہ پر بہت آمد و رفت ہوتی تھی ۔ اور علاوہ بریں
یہ رائے اُس بیان سے ملتی ہے کہ پولوس نے اقونیوم لسترا اور
دربے میں جو اس علاقہ کے تین شہر تھے کلیسیا کی بنیاد ڈالی ۔
(اعمال ۱۳ و ۱۴ باب) ۔ (حالانکہ اعمال ۱۶ باب میں ایسے کام کی گنجائش
اور نہ فرصت معلوم ہوتی ہے) ان مذکورہ بالا دو رائیوں میں سے
دوسری زیادہ قرین قیاس ہے ۔ اور اگر ہم اس رائے کو قبول کریں
تو تحریر کا وقت بھی مختلف ہوگا ۔ کیونکہ اگر یہ کلیسیائیں دوسرے سفر
کے وقت (اعمال ۱۶) قائم ہوئیں ۔ تو ۵۳ء کے اخیر یا ۵۴ء
کے شروع سے پیشتر یہ خط نہ لکھا گیا ہوگا ۔ اور اگر پہلے سفر کے وقت
(اعمال ۱۴) ۔ اگر یہ کلیسیائیں قائم ہوئیں یعنی ۴۷ء یا ۴۸ء میں تو شاید یہ
خط ۴۹ء کے قریب لکھا گیا ہوگا ۔

۴۹ء میں انطاکیہ کی کلیسیا میں ختنہ کے بارہ میں مشہور مباحثہ
برپا ہوا جس کا فیصلہ اُسی سال یروشلم میں ہوا ۔ اور آجکل کے عالم
سمجھتے ہیں کہ یہ خط اُس فیصلہ کے قریب لکھا گیا ۔ اس سن کی تائید اس

خیال سے بھی ہوتی ہے کہ گلتیہ کے مسیحی اس کلیسیائی فیصلہ کے بعد ختنہ کے مباحثہ میں پھر مُڑکر مبتلا نہ ہوئے ہوتے ۔

حاصل کلام پولوس نے پہلے سفر کے وقت گلاتیہ کے علاقہ کے جنوبی حصّہ میں انطاکیہ ۔ اکونیوم ۔ لسترا اور دربے میں کلیسیا کی بنیاد ڈالی ۔ پھر ختنہ کے بارہ میں جو مباحثہ یروشلم میں ہوا اُس کے قریب اس نے یہ خط لکھا ۔ امور زیر بحث یہ تھے کہ آیا نجات یہودی ریت رسوم کے ذریعے سے ہوگی یا محض مسیح کے فضل سے ۔ اس بات کا مفصل بیان مفصلہ ذیل تقسیم مضامین سے معلوم ہوگا :۔

تقسیم مضمون

۱: ۱ سے ۵ ۔ سلام اور برکت ۔

۱: ۶ سے ۹ ۔ گلتیوں کی برگشتگی پر تعجب ۔

۱: ۱۰ سے ۲: ۱۴ ۔ پولوس اپنی رسالت اور تعلیم کی حمایت کرتا ہے اس اثنا میں وہ اپنے رجوع لانے اور مابعد واقعات کا ذکر کرتا ہے ۔ (یہ بیان اعمال کی کتاب کے بیان سے بخوبی ملتا ہے ۔ اگرچہ چند چھوٹی باتوں میں متفرق ہے) ۔

۲: ۱۵ سے ۲۱ ۔ پطرس کی غلطی کی مثال سے مسیحی آزادگی کی تشریح کرتا ہے ۔

۳ باب ۔ پرانے عہدنامہ میں سے ابراہیم کے عہد کی قدامت دکھا کر موسوی عہد پر انجیلی عہد کی فوقیت ظاہر کرتا ہے ۔

۴ باب ۔ وارث کے حال سے اور سارہ و ہاجرہ کی تشبیہ سے وہ
پھر اس آزادگی کو ثابت کرتا ہے ؎

۵ باب ۔ عملی نصیحت ۔ اس آزادگی میں قائم رہو ۔ لیکن محبت اور رُوح
کے پھلوں کے قانون سے اُسکو مشروط کرو ؎

۶ باب ۔ دیگر عملی نصیحتیں ۔ ایک دوسرے کی خدمت کرو ۔ نہ کہ ختنہ
اور ریت رسوم پر فخر کرو کیونکہ فخر کا موقع صلیب ہے ؎

مقابلہ گلتیوں کے خط کا رومیوں کے خط سے ۔ ان دونوں
خطوں میں دلیل کا طریقہ یکساں ہے ۔ محاورے بھی ایک ہی
قسم کے ہیں " مثلاً راستباز ٹھیرنا " " شریعت کے ماتحت " ایمان اور
اعمال کا مقابلہ ۔ حقیقی اعمال ایمان کا پھل ہیں ؎

تاہم کچھ فرق بھی ہے ۔ کیونکہ پولوس گلتیہ کے مسیحیوں سے واقف
تھا اور ان کی برگشتگی کے باعث مباحثہ کے طور پر لکھتا ہے ۔ لیکن
رومی مسیحیوں سے وہ ناواقف تھا ۔ ان کی طرف زیادہ نرمی سے
مسیحی دین کی اصولی باتوں پر زور دیتا ہے ؎

خاص خیالات ۔ اس خط کی خاص آیات ہیں ۔ ۱ : ۶ و ۷ حقیقی
انجیل + ۲ : ۲۰ و ۲۱ + ۳ : ۱۶ و ۱۷ + ۴ : ۴ سے ۷ + ۵ : ۱ و ۱۳ + ۶ : ۱۲
سے ۱۵ ؎

رومیوں کی طرف کا خط

مصنف ۔ پولوس ہے ۔ اس کے بارہ میں کلیسیا میں کوئی اختلاف
رائے نہیں ۔ البتہ آخری دو بابوں کے بارہ میں بعضوں نے کچھ

شک ڈالا ہے۔ لیکن اس کا ذکر پیچھے ہوگا۔

مکتوب الیہ۔ یہ رومی مسیحی ہیں۔ ان کے بارہ میں دو سوال لازم آتے ہیں۔ اوّل۔ کہ مسیحی دین کس طرح سے روم میں پہنچا۔ اس کا کوئی صاف بیان ہمارے پاس نہیں۔ یوسیبیئس مؤرخ (کلیسیا کی تواریخ باب دوم فصل ۲۵) نے ایک روایت کا ذکر کیا ہے۔ کہ پطرس اور پولوس رسول روم میں اکٹھے منادی کرتے تھے۔ اور دونوں نیرو قیصر کی ایذا رسانی میں شہید ہوئے۔ ممکن ہے کہ ایسا ہوا ہو۔ بعضوں کی رائے ہے کہ پطرس اپنے پہلے خط کے ۵: ۱۳ میں جو بابل کا ذکر کرتا ہے اُس سے وہ روم مراد لیتا ہے۔ یہ آجکل عام رائے نہیں ہے۔ لیکن بہرحال اس روایت سے روم میں مسیحی دین کے جڑ پکڑنے کے بارہ میں کچھ روشنی نہیں پڑتی۔ اُس سے پتا نہیں لگتا ہے کہ پطرس رسول نے سب سے پہلے وہاں منادی کی۔ برعکس اس کے وہ ایسے وقت کا ذکر کرتا ہے۔ جب پولوس بھی روم میں تھا۔ اور ہم اس خط سے جانتے ہیں کہ پولوس کے اس خط لکھنے سے پیشتر مسیحی دین وہاں قائم ہو چکا تھا۔ اور مسیحیوں کا شمار بھی بڑھ گیا تھا (رومیوں ۱: ۱۰ سے ۱۵ و ۱۵: ۲۳ و ۱۶ باب)۔ علاوہ اس کے رومیوں ۱۵: ۲۰ سے ظاہر ہے۔ کہ پولوس کو یقین تھا کہ کوئی رسول وہاں نہیں گیا تھا۔ اِرینیوس کہتا ہے کہ متی نے اپنی انجیل اس وقت لکھی تھی۔ جب پطرس اور پولوس روم میں انجیل کی منادی کر رہے تھے۔ اور وہاں کی کلیسیا کی بنیاد ڈال رہے تھے۔ اس سے یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ اُسی وقت انجیل روم میں پہنچی۔ مطلب یہ ہوگا

کہ اُس زمانہ میں یہ دو رسول وہاں کی کلیسیا کا انتظام کر رہے تھے (اعمال ۱۴: ۲۳) - اس سے بھی کچھ توضیح نہیں ہوتی - پس اگر روایت سے پتا نہیں لگتا - تو ہم اعمال کی کتاب اور نئے عہد نامہ کی دیگر کتابوں سے روم میں مسیح کی کلیسیا کے شروع ہونے کے بارہ میں کیا معلوم کر سکتے ہیں ؟ اعمال ۲: ۱۰ میں لکھا ہے کہ پنتکوست کے دن روم سے بعض یہودی پطرس کا وعظ سُن رہے تھے - ہو سکتا ہے کہ انہیں آئے ہوئے بعض مسیحی ہو کر مسیح کی خبر روم تک لے گئے - ہم جانتے ہیں کہ اس وقت روم میں کم سے کم نو یہودی عبادت خانے تھے - اس رائے کے خلاف یہ خیال آتا ہے کہ اگر ان عبادت خانوں کے ممبروں کے ذریعے سے مسیحی دین وہاں پھیل گیا تو اعمال ۲۸: ۱۷ سے ۲۲ میں کیوں لکھا ہے کہ جو یہودی پولوس کو ملے اس دین سے ایسے ناواقف تھے ✦

دوم - دوسری رائے یہ ہے کہ مسیحی دین غیر قوم مسیحیوں کے ذریعے وہاں قائم ہوا - اس کے ساتھ یہ ملتا ہے کہ ایشیا کے جن علاقوں میں مسیحی دین بہت پھیل گیا تھا - انکے ساتھ روم کے ساتھ بہت آمد و رفت ہوتی تھی اور تقریباً ہر نئی بات روم میں جا پہنچتی تھی - ان دونوں رایوں میں سے یہ خیال غالب ہے ✦

دوسرا سوال یہ ہے کہ روم میں کلیسیا کس قسم کے اشخاص پر مشتمل تھی ؟ پچھلی صدی کے شروع تک یہ رائے غالب تھی کہ روم کی کلیسیا میں خاصکر غیر قوم کے مسیحی تھے - اس وقت سے لے کر بعضوں نے یہ رائے پیش کی کہ اکثر یہودی مسیحی اُس کلیسیا

میں تھے۔ مگر لوگ پہلی رائے کیطرف زیادہ مائل ہیں۔ اس رائے کی تائید میں کہ اکثر یہودی مسیحی اُس کلیسیا میں تھے ذیل کی آیات پیش کی جاتی ہیں ۲: ۹+۴: ا کہ ان آیات میں پولوس گویا یہودیوں سے مخاطب ہے۔ مگر اسی طرح سے (اقرنتی ۱۰: ۱) وہ غیر قوموں سے مخاطب ہوتا ہے۔ پھر رومیوں ۷: ۱ سے ۶ میں موسٰے کی شریعت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ لیکن اگرچہ شریعت سے دلیل لی گئی ہے۔ لیکن وہ ایسی دلیل ہے جو عام شریعت پر حاوی ہے۔ جسے یہودی اور غیر قوم دونوں مان سکتے ہیں۔ رومیوں ۹: ۱۰ و ۱۱۔ یہ باب خاصکر یہودیوں کے حال کے مطابق ہے + لیکن ان ہی بابوں میں صاف لکھا ہے کہ مَیں پولوس تم غیر قوموں سے مخاطب ہوتا ہوں (۱۱: ۱۳ وغیرہ)+ اسی طرح سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ۱۳ باب کی پہلی سات آیات میں یہودیوں کے حسب حال نصیحت ہے +

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اُس کلیسیا میں اکثر غیر قوم تھے۔ وہ یہ آیات پیش کرتے ہیں ۱: ۵ و ۱۳+ ۱۱: ۱۳+ ۱۵: ۱۵-۱۶۔ کیونکہ ان میں وہ ایسے طور سے لکھتا ہے کہ گویا سُننے والے غیر قوم ہیں اور جو باتیں زیر بحث تھیں (یعنی ۱۴ و ۱۵) ان سے معلوم ہوتا ہے کہ روم کے اکثر مسیحی غیر قوموں میں سے ہو کر یہودی مسیحیوں کے تعصب کی حقارت کرتے تھے۔ پولوس ان کو سمجھاتا ہے کہ اگر تم مضبوط ہو تو کمزور بھائیوں کی برداشت کرو +

تحریر کا مقصد اور اس کی تاریخ۔ اگر اعمال ۱۹: ۲۱ سے رومیوں ۱۵: ۱۹۔۔ سے ۲۵ کا مقابلہ کریں تو ظاہر ہوگا کہ یہ خط پولوس نے قرنتس

سے ۵۸ء یا ۵۹ء کے موسم سرما میں لکھا۔ عام حساب کے مطابق یہی معلوم ہوتا ہے۔ خاتمہ پر جو جملہ ہے وہ قابل اعتبار نہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ پانچویں صدی میں اسقف بوکھی اکس نے ڈالا۔ تاہم فی الواقع ہو سکتا ہے کہ فیبے جس کا وہاں ذکر ہے۔ یہ خط قرنطس سے رُوم تک لے گئی (رومیوں ۱۶: ۱)۔ پولوس کے مقصد کو دریافت کرنے کے لئے اُس زمانہ کے حالات کا لحاظ مناسب ہے ÷

پولوس کو یقین تھا کہ اب میرے سامنے ایک نیا میدان ہے (اعمال ۱۹: ۲۱ + رومیوں ۱۵: ۲۳ و ۲۴) پس یہ قرین قیاس ہے کہ روانہ ہونے سے پیشتر وہ ان ملکوں کے دارالخلافہ کی کلیسیا کیطرف خط لکھے تاکہ اس کے پہنچنے سے پیشتر لوگ اُس کی انجیل کی کیفیت کو معلوم کرلیں (رومیوں ۱: ۱۳ سے ۱۶ + ۲: ۱۶) پس تعجب کی بات نہیں کہ یہ خط ایک طویل مسئلہ کی صورت پکڑے۔ یہ خط مباحثہ سے خالی تو نہیں لیکن اس قسم کا مباحثہ نہیں جو گلتیوں کے خط میں پایا جاتا ہے جہاں اُسے شخصی مخالفوں کا مُنہ بند کرنا اور خاص یہودی تعلیم کو رد کرنا ہے۔ لیکن رومیوں کے خط میں گو طرز تحریر اور لباس یہودی ہے توبھی ایسے اصولوں کا ذکر ہے جن کی ضرورت کل نوع انسان کیلئے ہے مثلاً ہر ملک اور ہر زمانہ میں انسان ماننا نہیں چاہتا ہے کہ انسان میں جو نیکی اور خوبی ہے۔ وہ سب کی سب خدا سے ہے۔ کیونکہ انسان چاہتا ہے کہ کچھ اپنے سے منسوب کرے۔ وہ اس بات کے ماننے میں تامل کرتا ہے کہ خدا ایسا مہربان ہے کہ وہ انسان کو مفت معافی دیتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ پولوس نے اس اصول پر

اتنا زور دیا کہ انسان محض ایمان سے راستباز ٹھیرتا ہے۔ اور سچ مچ تقریباً ہر زمانہ میں اندیشہ ہے کہ یہ تعلیم دب جائے۔ اصلاح کے زمانہ میں مارٹین لوتھر کے روحانی تجربوں سے اس تعلیم نے پھر فروغ پایا لوتھر اس تعلیم کو کلیسیا کے گرنے یا قائم ہونے کی کسوٹی کہتا تھا۔

مذکورہ بالا یعنی ایمان سے راستباز ٹھیرنے کی تعلیم کو ثابت کرنا بعضوں کے نزدیک پولوس کا خاص مقصد تھا۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ غیر قوم اور یہودی مسیحیوں کے درمیان صلح کرانا پولوس کا خاص مقصد تھا اور اس لحاظ سے اس خط کا مرکز باب ۹ سے ۱۱ تک ہے۔

صحت خط۔ صرف آخری دو بابوں کے بارہ میں کچھ شک اور مباحثہ ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کلمہ تمجید جو اب ۱۶: ۲۵ سے ۲۷ میں مندرج ہے۔ بعض نسخوں میں مختلف مقاموں پر ہے یعنی بعضوں میں ۱۴: ۲۳ کے بعد۔ مارشیاں نے اس کو بالکل چھوڑا۔ یعنی نہ ۱۴ باب کے آخر میں اور نہ ۱۶ باب کے آخر میں رکھا۔ پس بعضوں کی رائے ہے کہ پولوس نے ۱۴ باب کے آخر میں اپنا خط ختم کیا اور کچھ نہیں لکھا۔ لیکن بعض یہ سمجھتے ہیں کہ پہلی دفعہ پولوس نے ۱۴ باب پر خط کو تمام کیا۔ لیکن بعدہ دوسرے موقع پر ۱۵ و ۱۶ باب کو بڑھایا۔ اس لئے دونوں جگہوں پر تمجیدی کلمہ آیا ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ ۱۶ باب کسی اور خط کا تتمہ ہے۔ مثلاً افسس کے خط کا۔ کیونکہ جو نام اُس میں مذکور ہیں مثلاً فیبی وغیرہ افسس کے مطابق ہیں۔ مگر برعکس اس کے ناموں کی فہرست سے ظاہر ہے کہ قریباً سب رومی نام ہیں۔ اور ایک نام بھی ایسا نہیں جو افسس کے معلومہ باشندہ

کا ہو۔

سب سے اچھے نسخوں میں یہ تمجیدی کلمہ ۱۶ باب کے آخر میں ہے۔ اس لئے شک کی کوئی معقول وجہ نہیں کہ ان دو بابوں کا مصنف پولوس نہ ہو۔

اس دیباچہ کے آخر میں ہم اس خاص بات پر زور دینا چاہتے ہیں کہ شروع ہی سے مسیح کی قیامت کے ثبوت کیسے پختہ تھے کیونکہ یہاں پولوس مسیح کی قیامت کے تقریباً پچیس سال بعد بیان کرتا ہے کہ یہ قیامت مسیحیوں میں ایک مسلمہ بات اور ان کی امید کی بنیاد ہے (۱: ۴+ ۴: ۲۵+ ۵: ۱۰+ ۶: ۴+ ۷: ۴+ ۸: ۳۴+ ۱۴: ۹)۔ چنانچہ تعجب کی بات نہیں کہ شروع ہی میں اُس نے کہا کہ "مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے سبب قدرت کے ساتھ خدا کا بیٹا ٹھہرایا گیا۔"

تقسیم مضمون

(۱) ۱: ۱ سے ۱۷- دیباچہ جس میں دو حصے ہیں۔

(ا) ۱: ۱ سے ۷ تک سلام

(ب) ۱: ۸ سے ۱۷ تک باعث تحریر

(۲) ۱: ۱۸ سے ۳: ۲۰ تک۔ یہ سب بنی آدم خواہ یہودی ہوں خواہ غیر قوم گنہگار ہیں۔

(ا) ۱: ۱۸ سے ۳۲۔ غیر قوم

(ب) ۲: ۱ سے ۱۶۔ یہودیوں کو شامل کرتا ہے

(ج) ۲: ۱۷ سے ۳: ۲۰ ۔ خصوصاً یہودی قصوروار ہیں ۔

(۳) ۳: ۲۱ سے ۸: ۳۹ ۔ خدا کی نجات سب مومنین کے لئے ۔

(ا) ۳: ۲۱ سے ۵: ۱۱ تک ۔ مومنین سے راستبازی منسوب ہوتی ہے ۔

(ب) ۶: ۱ سے ۸: ۱۶ تک ۔ مسیح کی قیامت اور روح القدس کے آنے کے ذریعے سے مومنین اندرونی پاکیزگی حاصل کرتے ہیں ۔

(ج) ۸: ۱۷ سے ۳۹ ۔ کامل خلاصی ۔

(۴) ۹: ۱ سے ۱۱: ۳۶ ۔ یہودی اور غیر قوم مسیحیوں میں الٰہی انتظام کے مطابق رشتہ ۔

(۵) ۱۲: ۱ سے ۱۵: ۱۳ ۔ عملی فرائض جو خدا کی مہربانی پر مبنی ہیں ۔

(ا) ۱۲: ۱ سے ۲۱ ۔ عام نصیحتیں ۔ خاصکر روحانی نعمتوں کے بارے میں فروتنی ۔

(ب) ۱۳: ۱ سے ۷ ۔ سرکار کی فرماں برداری

(ج) ۱۳: ۸ سے ۱۴ ۔ مسیح کی محبت اور اس کی دوسری آمد کی انتظاری سب فرائض کے لئے محرک ہے ۔

(د) ۱۴: ۱ سے ۱۵: ۷ ۔ باہمی برداشت

(ہ) ۱۵: ۸ سے ۱۳ ۔ عہد عتیق میں بھی اس یگانگت کا ذکر ہے ۔

(۶) ۱۵: ۱۴ سے ۳۳ ۔ آخری نصیحتیں اور روم کو جانیکا اشتیاق

(۷) ۱۶ باب ۔ مختلف اشخاص کو سلام ۔ اور تفرقہ کے خلاف نصیحت

پولوس کی اسیری کے خطوط

افسیوں۔ فلپیوں۔ کلسیوں اور فلیمون کی طرف کے خطوط پولوس نے اپنی اسیری کے وقت لکھے۔ چنانچہ ان آیات سے ظاہر ہے کہ جب پولوس نے یہ خطوط لکھے وہ قید میں تھا افسیوں ۳:۱ + ۴:۱ ؛ ۶:۲۰ + فلپیوں ۱:۷ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ + کلسیوں ۴:۱۸ + فلیمون ۱ آیت۔ اور اعمال کی کتاب سے صاف ظاہر ہے کہ وہ دو دفعہ قید ہوا۔ پہلے قیصریہ میں۔ اور پھر روم میں۔ اب یہ سوال رہا کہ کس اسیری کے وقت اُس نے یہ خط لکھے بعضوں کا تو یہ خیال ہے کہ اُس نے افسیوں۔ کلسیوں اور فلیمون کے خط پہلی اسیری کے وقت قیصریہ سے لکھے۔ اور فلپیوں کی طرف کا خط دوسری اسیری کے وقت روم کے قیدخانہ سے۔ مگر فلپیوں ۱:۱۳ ، ۴:۲۲ - کی شہادت کا غلبہ اس طرف ہے کہ اُس نے چاروں خطوط روم سے لکھے اور اُن میں سے فلپیوں کو پہلے لکھا ؛

افسیوں کی طرف کا خط

مصنّف۔ قدیم کلیسیا کو پولوس کے مصنف ہونے کے بارہ میں کچھ شک نہ تھا۔ اگناطیوس نے اپنے ایک خط میں (سنہ ۱۱۰ء) اس کو پولوس سے منسوب کیا۔ اور اُس سے اقتباس کیا ہے۔ پولیکارپ، روم کا کلیمنٹ وغیرہ اس سے اقتباس کرتے ہیں۔ اس وقت سے لیکر سب مصنفوں کا اتفاق اسی پر ہے۔ البتہ انیسویں صدی میں بعض

جرمن عالموں نے سمجھا کہ یہ خط پولوس کا نہیں اور اس انکار کی یہ وجوہات بتائیں۔ کلسیوں کے خط اور اس خط کے مشابہ ہونے سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ اُس خط کی ایک جعلی نقل ہے۔ مگر حقیقتاً مشابہت اِس سبب سے ہے کہ یہ دونوں خطوط ایک ہی وقت اور موقعہ پر لکھے گئے۔ فرق بھی ان خطوں میں بہت ہیں چنانچہ آجکل بہت تھوڑے لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں ۞

تحریر کا وقت۔ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ یہ خط روم میں لکھا گیا ۶۱ء یا ۶۲ء میں ۞

مکتوب الیہ۔ پولوس افسس میں تین سال تک رہا تھا (اعمال ۱۹: ۸ و ۱۰) اور ضرور بہت مسیحیوں سے واقف ہو گیا ہوگا۔ لیکن اس خط میں وہ .... کسی کا نام نہیں لیتا۔ اور نہ کسی کو نام لے کر سلام بھیجتا ہے۔ علاوہ اس کے تیسرے باب کی پہلی چار آیتوں میں اُن سے ایسا مخاطب ہوتا ہے گویا وہ اُن سے ناآشنا ہے۔ ماسوا اس کے ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ افسس کی کلیسیا میں بہت یہودی مسیحی بھی تھے (اعمال ۱۸: ۱۹ + ۱۹: ۸ و ۱۳ سے ۱۶) مگر اس خط میں صرف غیر قوم مسیحیوں کا لحاظ کیا گیا ہے۔ ان ساری باتوں سے یہ ماننا مشکل ہے کہ یہ خط صرف افسس کی کلیسیا کو لکھا گیا تھا۔ لیکن یہ مشکل بہت کچھ اس طرح سے حل ہو جاتی ہے کہ دو سب سے اچھے نسخوں (یعنی الف اور ب) میں یہ الفاظ "افسس کے" (۱:۱) پائے نہیں جاتے۔ اور پہلی تین صدیوں کے مصنفوں کی تفسیروں سے ظاہر ہے کہ اچھے نسخوں میں یہ الفاظ اُس وقت موجود نہ تھے

اس کی وجہ یہ ہوگی۔ کہ یہ گشتی خط تھا جو نہ صرف افسس بلکہ دیگر مقاموں کی غیر قوم کلیسیاؤں کے لئے بھی لکھا گیا۔ اور جب ایک کلیسیا سے دوسری کلیسیا کی طرف روانہ کیا جاتا تو اُس جگہ میں اُس نئی کلیسیا کا نام درج کیا جاتا۔ یا یہ کہ سارا خط نقل کیا جاتا۔ جیسے قلسیوں ۴: ۱۶ میں لادوقیا کے خط کا ذکر آتا ہے غالباً وہ یہی خط ہے۔ اس خط کی ساری طرز معہ مذکورہ بالا امور کے اس رائے کے مطابق ہے۔

مضامین۔ اس کے دو بڑے حصے ہیں۔

الف ۔ پہلے تین باب میں مسیح اور اُس کی کلیسیا کے بارہ میں تعلیم

(۱) ۱: ۱ سے ۱۴۔ سلام اور وہ برکتیں جو خدا کے ازلی مقصد کے مطابق کلیسیا کو ملتی ہیں۔

(۲) ۱۔ ۱۵ سے ۲۳۔ پولوس کی یہ دعا کہ یہ برکتیں کلیسیا فی الواقعہ حاصل کرے۔

(۳) ۲ باب۔ کلیسیا کے بارہ میں جو خدا کا یہ مقصد ہے۔ وہ یہودیوں اور غیر قوموں دونوں کے لئے ہے۔ دونوں سے ملکر ایک عمارت بنتی ہے۔

(۴) ۳ باب ۱ سے ۱۳۔ یہ روح کی تاثیر سے وقوع میں آتا ہے اور نبی اور رسول اُس روح کے اوزار ہیں۔

(۵) ۳: ۱۴ سے ۲۱۔ اس لئے پولوس ان کے لئے خاص دعا کرتا ہے۔ کہ روح کے وسیلے خدا کی ساری بھرپوری کو پہچانیں۔

ب (۱) ۴: ۱ سے ۱۶۔ یہاں پہلے حصہ کی تعلیم کی بنیاد پر عملی نصیحتیں

آتی ہیں۔ کلیسیا کی عملی یگانگت۔

(۲) ۴: ۱۷ سے ۵: ۲۱ تک۔ ایسے گناہوں سے پرہیز کرنے کی نصیحت کہ جن سے یگانگت کی رُوح رنجیدہ ہو۔

(۳) ۵: ۲۲ سے ۶: ۹ تک۔ چند فرقوں میں ان نصیحتوں کی مثالیں میاں بیوی۔ والدین۔ اولاد۔ مالک اور غلام۔

(۴) ۶: ۱۰ سے ۲۴ تک۔ خدا کے ہتھیار اسلحہ کے ذریعہ روحانی لڑائی لڑنا۔

اس خط کے خاص خیالات۔ خدا کا ارادہ۔ کلیسیا کی یگانگی۔ (۱) خدا کے ساتھ (۲) اور ہر عضو کے ساتھ فضل۔ یہ لفظ ۱۳ دفعہ آتا ہے۔ آسمانی جگہ (۱: ۳ و ۲۰ + ۲: ۶ + ۳: ۱۰ + ۶: ۱۲) + بھرپوری (۱: ۱۰ و ۲۳ + ۳: ۱۹ + ۴: ۱۳) راز (۱: ۹ + ۳: ۳ و ۴ و ۹ + ۵: ۳۲ + ۶: ۱۹) +

ان میں سے بعض خیالات کی مشابہت دوسرے مقاموں سے پائی جاتی ہے (اعمال ۲۰: ۱۷ سے ۳۸) قلسیوں میں جیسا کہ ذکر ہوا۔ اور پطرس کا پہلا خط۔ یہ مشابہتیں اتفاقی ہیں اور روح کی ہدایت کے آثار ہیں +

فلپیوں کا خط

مصنف۔ قدیم کلیسیا میں مصنف کے بارہ میں کچھ شک نہیں ہوا۔ پولیکارپ اپنے ایک خط میں جو اُس نے فلپیوں کو لکھا یہ کہتا ہے۔ کہ پولوس نے تمہیں ایک خط لکھا تھا۔ موراتوری فہرست

میں یہ پولوس کے خطوں کی فہرست میں مندرج ہے۔ ایک قدیم خط میں جو ایذارسانی کے وقت گال کی کلیسیا نے دوسری کلیسیاؤں کی طرف لکھا۔ اس خط سے حوالہ دیا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اُس وقت یہ خط الہامی سمجھا گیا تھا۔ انیسویں صدی میں بعض یورپین عالموں نے اس پر اعتراض کیا۔ اس بنا پر کہ خط میں گنوسٹک بدعت کے آثار پائے جاتے ہیں۔ یعنی ۲: ۶ سے ۹ تک۔ جہاں مسیح کے اعلےٰ درجہ کا ذکر ہے۔ اور معترض سمجھتے تھے کہ یہاں مسیح کی سرفرازی کا ذکر گنوسٹک تعلیم کے جواب میں ہے۔ حالانکہ پولوس کے زمانہ تک گنوسٹک تعلیم مروّج نہ ہوئی تھی۔ مگر آجکل سب لوگ مانتے ہیں کہ پولوس کے زمانہ میں یہ تعلیم مشہور ہوگئی تھی۔ اور فی الواقعہ آجکل یہ اعتراض متروک ہوگئے ہیں ❖

مذکورہ بالا بیرونی گواہی کی تائید میں یہ اندرونی شہادت بھی موجود ہے۔ مثلاً طرزِ کلام۔ فلپی کی کلیسیا کے تعلقات پولوس سے جو اعمال کی کتاب سے ظاہر ہیں۔ اور پولوس کی وہاں کے مسیحیوں پر پدرانہ شفقت (۱: ۷ + ۲ : ۱۶ سے ۲۵ + ۴ : ۱ سے ۳ ۱۰ و ۱۵ سے ۱۸)❖

مکتوب الیہ۔ فلپی شہر۔ مقدونیہ کے ساحل پر واقعہ تھا۔ اس بڑی سڑک پر جو رومی سرکار نے بنائی تھی۔ جس پر فوجوں کی آمدورفت اور تجارت بہت ہوتی تھی۔ اس شہر کا اصلی نام کرینی ڈکس تھا (یعنی پانی کے چشمے) لیکن اسکندر اعظم کے باپ فلپس نے اس شہر کو توسیع دی اور اپنے نام سے موسوم کیا۔ رومیوں کے زمانہ میں

آگستین قیصر نے اُسے رومی بستی بنایا۔ وہاں کے باشندے دینی سرگرمی کے باعث مشہور تھے۔ اور آجتک بہت پُرانے کتبے موجود ہیں۔ جن میں وہاں کے دیوتاؤں کے قصے کندہ ہیں۔ پولوس کے اس جگہ آنے اور یہاں کی کلیسیا کی بنیاد ڈالنے کا ذکر اعمال کے ۱۶ باب میں مندرج ہے۔ اس جگہ پولوس اور سیلاس قید ہوئے تھے۔ مگر وہاں سے روانہ ہونے سے پیشتر چند آدمی مسیحی ہو گئے تھے۔ مثلاً لدیا ارغوان فروش اور داروغہ جیل کا خاندان۔ اور یہ بات قابل لحاظ ہے کہ اعمال ۱۶ باب کے شروع میں مصنف ضمیر "ہم" کا استعمال کرتا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ مصنف وہاں موجود تھا۔ لیکن اُس باب کے آخر سے بیسویں باب تک یعنی جب پولوس فلپی سے غیر حاضر تھا۔ ضمیر "ہم" نہیں آئی جس سے خیال غالب ہے۔ کہ لوقا فلپی میں پولوس کی غیر حاضری کے وقت رہا ہوگا ۔

اس شہر میں یہودی بہت تھوڑے تھے یہانتک کہ ان کا کوئی عبادت خانہ بھی نہ تھا۔ بلکہ دریا کے کنارہ پر دعا کے لئے چند شخص جمع ہوتے تھے۔ (اعمال ۱۶: ۱۳)۔ اور اس خط کے مضمون سے پتا لگتا ہے کہ فلپی کی کلیسیا میں سے یہودی معلم جو قرنیطس اور گلاتیہ میں پولوس کی مخالفت کرتے تھے۔ . . . .

. . . صرف ۳: ۲ میں اس قسم کی تعلیم کے خلاف کچھ آگاہی پائی جاتی ہے۔ اور پولوس کی جو بے تکلف الفت اِن مسیحیوں سے تھی اس سے ظاہر ہے کہ پولوس کا اُن سے کچھ اختلاف الرّاے نہ تھا صرف چند خفیف قصوروں سے ان کو آگاہ کرتا ہے (۲: ۱۴ +

۳: ۱۷ سے ۱۹ + ۴: ۲) ؎

تحریر کا وقت اور موقعہ۔ ظاہر ہے کہ یہ خط روم کے قید خانہ سے لکھا گیا (۱: ۷ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۷)۔ اگرچہ بعض عالموں نے سمجھا کہ یہ قیصر یہ کے قید خانہ سے تحریر ہوا (اعمال ۲۳ باب)۔ لیکن جیسا کہ ہم ذکر کر آئے ہیں۔ غالباً روم کے قید خانہ سے لکھا گیا۔ کیونکہ فلپیوں ۱: ۱۳ + ۴: ۲۲ میں قیصر کے محل کا ذکر ہے۔ بعض خیال کرتے ہیں کہ یہ خط اسیری کے چاروں خطوں سے پہلا خط ہے کیونکہ اس کے مضامین رومیوں کے خط سے جو اس سے پیشتر لکھا گیا بہت ملتے ہیں۔ مگر بعضوں کی رائے ہے کہ یہ اُن میں پچھلا خط ہے۔ کیونکہ پہلے باب سے ظاہر ہے کہ وہ قید خانہ میں رکھا گیا۔ حالانکہ اعمال کی کتاب کے آخر سے ظاہر ہے۔ کہ پولوس روم میں پہنچنے کے بعد مدت تک علیحدہ کرایہ کے گھر میں رہا۔ (۲۸: ۳۰)۔ الغرض ۶۱ سنہ ع اور ۶۲ سنہ ع کے مابین کسی وقت یہ خط لکھا گیا ؎

تقسیم مضامین

۱: ۱ سے ۱۱۔ دیباچہ۔ اور فلپیوں کی اچھی حالت پر شکریہ ؎

۱: ۱۲ سے ۳۰۔ پولوس کے حال کا ذکر اور ان کے ساتھ ہمدردی

۲: ۱ سے ۱۸۔ میل ملاپ اور برداشت کی نصیحتیں مسیح کے نمونہ پر ؎

۲: ۱۹ سے ۳۰۔ پولوس اور اُسکے ساتھیوں کا حال ؎

۳۔ باب ۔ پولوس اپنے تجربوں سے بتاتا ہے کہ شریعت سے نہیں بلکہ مسیح ہی سے نجات ہو سکتی ہے۔ جو مسیح کے ہیں وہ مسیح کی شرع پر چلیں ؂

۴: ۱ سے ۹ ۔ چند آخری سلام اور خاص اشخاص کا ذکر ؂

۴: ۱۰ سے ۲۳ ۔ فلپیوں کو یاد دلاتا ہے کہ تم نے میری خاص مدد کی جس کے لئے مَیں ہمیشہ شکرگذار ہوں ؂

خاص خیالات ۔ مثلاً خدا کی وفاداری کہ وہ اپنے برگزیدوں کی حفاظت باوجود تکلیفوں کے ضرور کریگا ۱: ۶ و ۷ و ۱۸ و ۲۹ و ۳۰ دوسری آمد کی بابت پولوس اب سمجھتا ہے کہ اُس سے پیشتر شاید مجھے مرنا ہوگا ۔ ۱: ۱۹ سے ۲۶ ؂

انجیل کی ترقی (۱: ۱۲ + ۲: ۱۶)۔ مسیح کی الوہیت (۲: ۵ سے ۱۱)۔ شریعت اور مسیح کا مقابلہ (۳: ۳ سے ۱۴)۔ مسیح میں خوش رہنا (۱: ۲۶ + ۲: ۲ + ۱۷ و ۱۸ + ۳: ۳ + ۴: ۴) ؂

فلسیوں کی طرف کا خط

مصنف ۔ اس خط کے مصنف کے بارہ میں بھی قدیم کلیسیا میں کچھ شک نہیں ہوا۔ لیکن انیسویں صدی کے بعض عالموں نے چند وجوہات سے پولوس کے مصنف ہونے پر اعتراض کیا۔ مگر یہ وجوہات جیسا آگے ظاہر کیا جائیگا ناپائدار ہیں۔ برنباس کے خط اور کلیمنٹ رومی کے خط۔ اگناطیوس کے خط۔ جسٹن شہید کی تصنیفات میں اس خط کے جملے پائے جاتے ہیں۔ قریباً

۱۷۵ سنہ ء میں اثرینوس کی تصنیفات میں اور موراتوری فہرست میں اُس کا صاف ذکر ہے۔ مارشیان بدعتی نے بھی اُس کا ذکر کیا ہے۔

مکتوب الیہ۔ قلسی شہر کی کلیسیا کو لکھا گیا۔ یہ شہر فروگیا کے علاقہ میں دریائے لموقس کے جنوبی کنارہ پر واقع تھا۔ اس وادی کے نزدیک ایک خوبصورت اونچا پہاڑ ۸۰۰۰ ہزار فٹ اونچا تھا۔ اس علاقے میں بہت زلزلے ہوتے تھے اور اُن سے اکثر بڑی ویرانی ہوتی تھی۔ لیکن زمین کی زرخیزی کے باعث بہت لوگ وہاں رہتے تھے۔ اور اونی کپڑے وہاں بنتے تھے۔ اُس کے نزدیک تقریباً بارہ میل کے فاصلہ پر ہیراپولس اور لاودیقیا کے شہر تھے۔ لاودیقیا تقریباً سنہ ۲۵۰ ء ق م آباد ہوا۔ اور اُس نے قلسی کی رونق کو ماند کر دیا۔ انتی اوخس اعظم نے اس علاقہ میں دو ہزار یہودی خاندان بابل کے علاقہ سے لاکر بسائے۔ اور زمین کی خوبی کے باعث اور بہت یہودی بھی وہاں آکر آباد ہو گئے۔ یہانتک کہ طالمود میں لکھا ہے کہ فروگیا کے چشموں اور تاکستانوں نے بنی اسرائیل کے دس فرقوں کو خراب کیا۔

کس نے وہاں کی کلیسیا کی بنیاد ڈالی؟ پولوس بانی نہ تھا۔ کیونکہ اس خط کے دوسرے باب کی پہلی آیت میں لکھا ہے کہ تم نے میرا چہرہ کبھی نہیں دیکھا۔ لیکن خیال غالب ہے کہ اپفراس جس کا ذکر ۱: ۷ و ۴: ۱۲ میں ہے۔ ان کے ایمان لانے کا وسیلہ ہوا۔ اور یہ اپفراس غالباً پولوس کا شاگرد تھا۔

اکثر مسیحی غیر اقوام سے تھے۔ لیکن یہودی مسیحیوں کا شمار بھی کچھ کم نہ تھا۔ مذکورہ بالا بیان سے معلوم کیا ہوگا کہ یہاں کے یہودی اپنے دین کے بہت پابند نہ تھے۔ اس کا دُہرا نتیجہ ہوا۔ اوّل یہ کہ وہ بلا تعصب انجیل کی بات سننے کو تیار تھے۔ دوم وہ دیگر فیلسوفوں کی تعلیم قبول کرنے کو بھی تیار تھے۔ چنانچہ خط کے مضامین سے ظاہر ہے کہ اُن میں یہودی اور مشرقی غلط تعلیم سب پھیل گئی تھی۔ غالباً اُسکو روکنے کی غرض سے یہ خط لکھا ؛

تحریر کی جگہ اور وقت۔ کلسیوں ۴ : ۱۸ سے ظاہر ہے۔ کہ پولوس اس خط کی تحریر کے وقت قید میں تھا۔ جیسے کلسیوں کے خط کے دیباچہ میں بتایا گیا۔ یہ خط یا تو قیصریہ کے قید خانہ سے یا روم کے قید خانہ سے لکھا گیا۔ لیکن تقریباً یقین ہے کہ وہ روم کی قید کے وقت ۶۱ء میں تحریر ہوا (دیکھو اعمال کی کتاب کا دیباچہ) (اعمال ۲۸ : ۳۰ و ۳۱) ؛

اس خط کی خاص باتیں یہ ہیں۔ غلط تعلیم کی کیفیت بعض سمجھتے ہیں کہ ایک یہودی فرقہ آسینی نام سے یہ تعلیم مسیحیوں میں آئی تھی جن کی خاص خصوصیت یہ تھی۔ اوّل وہ اوروں سے الگ رہتے تھے (۲) بہت ریاضت کش تھے (۳) فرشتوں کے بارہ میں خیالی تعلیم دیتے تھے۔ مگر اغلباً اس فرقے سے کلسیوں نے تعلیم نہیں پائی کیونکہ کلسی مسیحی الگ رہنے والے نہ تھے۔ اور اس فرقہ کی تعلیم زیادہ تر فلسطین کے ملک میں محدود رہی۔ شاید فروگیا تک نہیں پہنچی۔ معمولی تعصب جس سے یہودی اپنی رسوم پر

زور دیتے تھے۔ وہ مشرقی اور یونانی فلسفے سے مِل کر قلسی مسیحیوں کی تعلیم کی کافی وجہ ہوگی۔ مثلاً فرشتوں کے بارہ میں (قلسیوں ۲: ۱۸) لکھا ہے کہ فرشتوں کی عبادت خاکساری کے ساتھ پسند کرتے تھے یعنی وہ سمجھتے تھے کہ خداتعالیٰ کی جگہ فرشتوں کی عبادت کرنا فروتنی میں داخل تھا اُس وقت یہودیوں کے درمیان اس قسم کی بہت تعلیم مروّج تھی۔ اور پُرانے عہدنامہ کے چند مقاموں سے اس تعلیم کی تائید کرتے تھے۔ مثلاً خروج ۲۳: ۲۰ و ۲۳ + استثنا ۳۳: ۲ + دانیال ۱۰ و ۱۱ باب۔ نیز مقابلہ کرو گلتیوں ۳: ۱۹ + عبرانی ۲: ۲ + اعمال ۷: ۳۰ و ۵۳ + ۱۔ قرنتی ۶: ۲ وغیرہ۔ ان آیتوں سے ظاہر ہے کہ پولوس بھی یہودی تفسیر کا اتنا لحاظ کرتا تھا کہ فرشتوں کو ایک طرح سے پرانے عہدنامے کے درمیانی سمجھتا تھا۔ بعضوں نے فرشتوں کی عبادت سے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ خط پولوس کے زمانہ کے بعد لکھا گیا۔ مگر مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ پولوس اس قسم کی تعلیم سے واقف تھا۔ گنوسٹک تعلیم کا مفصل بیان کرنا یہاں باعث طوالت ہوگا۔ ہم صرف اس پر غور کریں کہ پولوس رسول کس طرح سے گنوسٹک تعلیم اور فرشتوں کے بارہ میں تعلیم کا جواب دیتا ہے۔ اُس کا ایک جواب یہ ہے کہ مسیح مجسّم خدا ہے۔ پس وہ فرشتوں سے اعلیٰ۔ ان کا خالق وحاکم ہے۔ اُن کی سفارش کی کوئی ضرورت نہیں۔ مسیح کی عبادت چھوڑ کر فرشتوں کی عبادت اختیار کرنا یعنی اعلیٰ کو چھوڑ ادنےٰ کو اختیار کرنا نامعقول ہے۔ (۱: ۱۳ سے ۲۰ + ۲: ۸ و ۹) + علاوہ ازیں وہ جواب میں خود اُن کے تجربوں کو پیش کرتا ہے کہ مسیح کے وسیلے

وہ نئی زندگی میں شامل ہوئے (۱: ۱۲ سے ۱۴ + ۲: ۱۰ سے ۱۴ + ۳: ۱ سے ۴)۔ اور کہ یہی تجربہ نہ صرف فلسی میں بلکہ رومی سلطنت کے ہر علاقہ میں مسیحیوں کا تجربہ ہوا ہے۔ اس لئے وہ سر کو پکڑے رہیں اور ریاضت کشی اور کھانوں سے پرہیز وغیرہ پر تکیہ نہ کریں۔ جو اعتراض اس خط کے مصنف پر کئے گئے ہیں وہ ان دو باتوں پر مبنی تھے یعنی گنوسٹک اور فرشتوں کی تعلیم پر۔ اس خیال سے کہ یہ دونوں تعلیمیں پولوس کے زمانہ کی نہیں۔ مگر آجکل سب لوگ مانتے ہیں کہ یہ تعلیم پولوس کے زمانہ میں مروج تھی۔

تیسرا اعتراض اس بنا پر کیا گیا کہ اس کا طرز تحریر دوسرے خطوں سے کچھ متفرق ہے۔ لیکن اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ اس خط میں پولوس کو چند خاص مضامین کا بیان کرنا پڑا۔ جو اور خطوں میں نہیں اس لئے طرز اور الفاظ کچھ متفرق ہیں۔

تقسیم مضامین

۱: ۱ و ۲۔ سلام

۱: ۳ سے ۱۴۔ دیباچہ جس میں شکرگذاری ہے کہ فلسی مسیحی انجیل میں پائدار رہتے ہیں۔

۱: ۱۵ سے ۲۰۔ اُس انجیل کا آغاز اور انجام خود مسیح ہے۔

۱: ۲۱ سے ۲۹۔ اُس میں خود پولوس اور فلسی کے مسیحی بذریعہ دُکھوں کے شامل ہیں۔

۲: ۱ سے ۳۔ پولوس اِن کی ترقی کے لئے دعا کرتا رہتا ہے۔

۲: ۴ سے ۱۵ - مسیح میں جو اُن کا رتبہ اور تجربہ ہوا ہے اُس کو یاد دلا کے ان کو جھوٹے فلسفہ سے کنارہ رہنے کی نصیحت کرتا ہے

۲: ۱۶ سے ۲۳ - اس جھوٹے فلسفہ کی چند مثالیں مثلاً ریاضت کشی اور فرشتوں کی عبادت ٭

۳: ۱ سے ۴: ۶ تک - عملی نصیحتیں ٭

(۱) ۳: ۱ سے ۱۳ مسیح کے ساتھ مر کے اور جی اُٹھ کے زمینی باتوں کو چھوڑنا اور آسمانی باتوں کو اختیار کرنا چاہئے ٭

(۲) ۳: ۱۴ سے ۱۷ - محبت اور شکر گذاری سے رہنا ٭

(۳) ۳: ۱۸ سے ۴: ۶ تک - میاں بیوی اور آقا نوکر کے فرائض

۴: ۷ سے ۱۸ خاص اشخاص کو سلام ٭

فلیمون کی طرف کا خط

سب متفق ہیں کہ قلسیوں اور فلیمون کے خط کا مصنف ایک ہی تھا ٭

مکتوب الیہ - مضامین سے ظاہر ہے کہ فلیمون. قلسی کا ایک شریف مسیحی تھا - پولوس کے ذریعہ مسیحی ہو گیا (۱۹ آیت) غالباً افسس میں - پولوس کا مددگار رہا (۱ آیت) اُس کی بیوی اَپِفیہ اور بیٹا ارخپس تھا (۲ آیت - قلسیوں ۴: ۱۷) ان کے گھر میں قلسی کی کلیسیا جمع ہوا کرتی تھی (۲ آیت) اُس کا ایک غلام انیسمس نام اُس کو چھوڑ کر روم کو بھاگ گیا تھا - شاید اتفاقاً پولوس سے ملا اور پکا مسیحی بن گیا خط کا مقصد یہ ہے کہ فلیمون اس غلام کو قبول کرے اور

اس سے اچھا سلوک کرے۔ لفظ انیسمس کے معنی ہیں فائدہ مند اور ۱۱ و ۲۰ آیت اس نام کے معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ غالباً پولوس نے بہت ایسے شخصی خط لکھے۔ اور نمونہ کے طور پر یہی کتاب مقدس میں داخل کیا گیا ٭

سن تصنیف۔ سنہ ۶۱ء اور سنہ ۶۳ء کے درمیان لکھا۔ اور انیسمس اور تخکس کے ہاتھ بھیجا گیا ٭

خاص خیالات۔ اوّل پولوس اپنے عہدہ پر زور دیکر فلیموں پر اختیار نہیں جتاتا بلکہ دوستانہ درخواست کرتا ہے (۸: ۹) ٭

دوم۔ غلامی کے بارہ میں اگرچہ غلامی کے دستور پر حملہ کرکے اُس کو ناجائز نہیں ٹھیراتا۔ لیکن برادرانہ محبت سے جو یہاں مذکور ہے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ غلامی مسیحی آزادگی کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتی۔ افسوس کی بات ہے کہ مسیحی کلیسیا کی تواریخ میں بڑی مدت تک بلکہ اٹھارھویں صدی کے شروع تک غلامی جائز سمجھی جاتی تھی ٭

چوپانی خطوط

یعنی تمطاؤس کی طرف دو خط اور طیطس کیطرف خط

مصنف۔ قدیم کلیسیا میں سب لوگ ان خطوں کو پولوس سے منسوب کرتے تھے۔ مگر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پولوس کی زندگی میں وہ کس موقع پر لکھے گئے۔ روم میں پہنچنے سے پیشتر کوئی معقول موقعہ معلوم نہیں ہوتا۔ اور تمطاؤس کے پہلے خط اور طیطس کے

خط سے صاف ظاہر ہے کہ یہ دو خط روم سے نہ لکھے گئے تھے بلکہ آزادگی کیوقت لکھے گئے نہ اسیری کے وقت (۱ تمطاؤس ۱۳:۱+ طیطس ۳: ۱۲)۔ تمطاؤس کے دوسرے خط سے ظاہر ہے کہ وہ حال ہی میں طراؤس۔ قرنطس اور ملیطس سے ہوکر روم میں گیا تھا (۲ تمطاؤس ۴: ۱۳ و ۲۰)۔ پس اگر یہ خط پولوس کے ہیں تو ضرور وہ پولوس کی اُس اسیری کے بعد لکھے گئے۔ جو اعمال ۲۸ میں مذکور ہے۔ اور مشہور اور معتبر روایت ہے کہ پولوس نیرو کی ایذا رسانی کے وقت شہید ہوا۔ اور نیرو کی ایذا رسانی ۶۴ء اور ۶۵ء میں ہوئی۔ اگر پولوس روم میں ۶۱ء کے قریب پہنچا۔ اور وہاں دو تین سال رہنے کے بعد آزاد ہو گیا۔ تو مشکل سے مابعد سفر اور ان خطوں کے لکھنے کا موقعہ ملا ہوگا۔ لیکن غالباً وہ روم میں ۵۹ء میں پہنچ گیا۔ اور ۶۱ء میں آزاد ہو گیا اور ۶۴ء یا ۶۵ء میں وفات پائی۔ مذکورہ بالا رائے کے ساتھ دو قدیم گواہیاں متفق ہیں۔ ایک گواہی یہ ہے۔ موراتوری نسخہ میں لکھا ہے کہ پولوس نے ہسپانیہ تک سفر کیا۔ دوم۔ رومی کلیمنٹ لکھتا ہے کہ پولوس نے مغرب کے سرے تک سفر کیا۔ ہم جانتے ہیں کہ پولوس نے اپنی پہلی اسیری سے پیشتر یہ سفر نہیں کیا تھا۔ بلکہ رومیوں ۱۵: ۲۴ سے ظاہر ہے۔ کہ اُس کے دل میں ہسپانیہ تک سفر کرنے کا ارادہ تھا۔ پس سب اس پر متفق ہیں کہ پولوس کی زندگی میں ان خطوں کا موقعہ تھا۔

لیکن انیسویں صدی کے عالموں نے تین اَور اعتراض کئے ہیں:۔

اوّل - کلیسیا کی جو ترتیب ان خطوں میں نظر آتی ہے - پولوس کے زمانہ میں اتنی ترقی نہ کر گئی ہوگی - مثلاً خادمانِ دین - ڈیکنس - بیوہ خانے - وغیرہ - مگر اعمال کی کتاب کے ساتھ مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے - کہ پولوس کے زمانہ سے پیشتر ہی ڈیکنوں اور بیوگان کی خبر گیری کا انتظام قائم ہو چکا تھا - رومیوں ۱۶ : ۱ میں ڈیکنس کا ذکر آتا ہے - اور پولوس کے دوسرے خطوں میں کلیسیا کا انتظام کچھ پختہ ہو جاتا ہے - اور اگنا طیوس کے خطوط سنہ ۱۱۰ء کے ہیں کلیسیائی انتظام کو اعلیٰ ترقی کی حالت میں دکھاتے ہیں - مثلاً ان چوپانی خطوط میں بزرگوں اور اُسقفوں کے درمیان کچھ فرق نہیں کیا گیا - لیکن اگنا طیوس کے زمانہ میں یہ فرق بالکل قائم ہو چکا تھا - اور جو کلیسیائی انتظام چوپانی خطوں میں پایا جاتا ہے وہ اعمال کی کتاب کے زمانے اور اگنا طیوس کے زمانہ کے بین بین کا ہے ؛

دوم - ان خطوں میں جو گنوسٹک تعلیم روکی گئی ہے وہ پولوس کے زمانہ کی نہیں - اس کے جواب میں قلسیوں کے خط کا دیباچہ دیکھو - ان خطوں میں جو ذکر ہے - اُس ذکر کے مشابہ ہے (۱ - تمط ۱ : ۳ و ۴ و ۱۹ + ۴ : ۱ سے ۳ و ۷ + ۶ : ۲۰ + ۲ تمط ۲ : ۱۶ سے ۱۸ + ۳ : ۱ سے ۹ + ۴ : ۳ و ۴ + طیطس ۱ : ۱۰ و ۱۴ و ۱۶ + ۳ : ۹ + قلسیوں ۲ : ۸ و ۱۸ سے ۲۳) اس میں کچھ شک نہیں کہ پولوس کے دنوں میں گنوسٹک تعلیم اس درجہ تک پہنچ گئی تھی ؛

سوم - طرزِ کلام پولوس کا نہیں - بہت الفاظ ایسے ہیں جو پولوس کے دوسرے خطوں میں پائے نہیں جاتے ؛

لیکن عموماً یہ الفاظ ایسے ہیں جو خاص مضامین کے مطابق ہیں۔ مثلاً اسکندر ٹھٹھیرا۔ جادوگری وغیرہ۔ بعض ایسے الفاظ ہیں جو آدمی کے طرز کلام میں چند سالوں میں داخل پاجاتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں +

علاوہ ازیں اٹرینوس۔ کلیمنٹ اسکندری۔ ترتلیان۔ یوبیس وغیرہ سب کے سب ان خطوں کو پولوس کا سمجھتے تھے۔ اور اُس سے پیشتر پولیکارب کلیمنٹ رومی۔ جسٹن شہید اُس سے کچھ اقتباس کرتے ہیں۔ البتہ مارشیان نے ان خطوں کو رد کیا۔ لیکن خاص تعلیم کی وجہ سے جیسا کہ اَور نوشتوں کو جو اس کی تعلیم کے خلاف تھے +

جگہ اور وقت۔ مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ ۶۱ء اور ۶۴ء کے درمیان یہ خط لکھے گئے۔ تمطاؤس کا پہلا خط اور ططیس کا خط مقدونیہ یا آسیا کے کسی مقام سے لکھے گئے اور تمطاؤس کا دوسرا خط روم سے شہید ہونے سے کچھ پیشتر (۴:۶) +

مکتوب الیہ۔ تمطاؤس کا ذکر اعمال ۱۶: ۱ و ۳ میں آتا ہے۔ اُس کی ماں کا نام یونیقی اور نانی لوئس تھی (۲ تمط ۱: ۵) باپ یونانی تھا پولوس کے ذریعہ غالباً مسیحی ہوا کیونکہ پولوس اسے اپنا بیٹا کہتا ہے (۱ تمط ۱: ۲+۲ تمط ۲: ۱ و ۱۵) اس کے بعد چند موقعوں پر پولوس کے سفروں میں اُس کا ذکر آتا ہے اور چند خطوں میں وہ پولوس کا شریک ہے۔ اعمال ۱۷: ۱۴ + ۱۹: ۲۲ + ۲۰: ۳ و ۴ + ۱ تسلونیقی ۳: ۲ و ۶ + فلپیوں ۱: ۱ + فلیمون ۱ + قلسیوں ۱: ۱ + عبرانی ۱۳: ۲۳ +

روایت ہے کہ تمطاؤس دومتیان کی ایذارسانی کے وقت

سنہ ۹۶ء میں شہید ہوا۔ خطوں میں جو چند اشارات اس کی طرف ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شرمیلا سا آدمی تھا۔ ۱تمط ۱: ۱۸ + ۴: ۱۲ + ۶: ۱۱ سے ۱۴ و ۲۰ + ۲تمط ۱: ۴ و ۵ سے ۸ + ۲: ۲ و ۳ + ۳: ۱۴ و ۱۵ + ۴: ۱ و ۲) ÷

طِیطس۔ (گلتیوں ۲: ۱ و ۳)۔ ۲ قرنتی ۲: ۱۲ + ۷: ۵ سے ۱۵ + ۸: ۱۶ و ۲۳ + ۱۲: ۱۸ + ۲تمط ۴: ۱۰ ÷

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ طِیطس غیر قوم سے مسیحی ہوا۔ پولوس نے اُس کو خاص پیغام دیکر قرنتس کی کلیسیا کے پاس بھیجا اور اُس نے وہاں اچھا کام کیا۔ آخری آیت سے صاف معلوم نہیں ہوتا کہ جب طِیطس دلماتیا کو گیا تو وہ پولوس کو چھوڑ کر اپنی مرضی سے گیا یا پولوس کی طرف سے گیا ÷

تمطاؤس کی طرف کا پہلا خط

تقسیم مضامین

۱ باب ۔ سلام کے بعد تمطاؤس کو یاد دلاتا ہے کہ افسس میں رہے تاکہ جھوٹے معلّموں کو روکے ۔ ان جھوٹے معلّموں کے خلاف اپنے روحانی تجربوں اور انجیلی مقصد کو پیش کرتا ہے ÷

۲ باب ۔ دعا اور سفارش کے بارہ میں ۔ اس میں مردوں اور بیویوں کا فرض ÷

۳ باب ۔ خادمانِ دین کے بارہ میں یعنی پرسبٹیروں اور ڈیکنوں کے ÷

۳ باب ۔ جھوٹے معلم برپا ہونگے اور اُن سے کیا سلوک کرنا چاہئے

۵ باب ۔ کلیسیا کے انتظام کے متعلق چند عام ہدایات ؛

۶ باب ۔ نوکروں ۔ دولتمندوں اور جھوٹے معلموں کے بارہ میں ؛

تمطاؤس کا دوسرا خط

۱ باب ۔ سلام کے بعد تمطاؤس کو حوصلہ دلاتا ہے اور اپنی تکلیفوں اور حالت تنہائی کا نمونہ پیش کرتا ہے ؛

۲ باب ۔ تمطاؤس کو اُبھارتا ہے کہ برداشت ۔ دلیرانہ اقرار ۔ پاکیزگی اور نرمی اور گرمی سے کام لے ۔ (چند تشبیہیں پولوس نے یہاں استعمال کی ہیں ۔ مثلاً سپاہی ۔ پہلوان ۔ زمیندار ۔ گھر کے برتن مُہر اور کاریگر) ؛

۳ باب ۔ خراب زمانہ کی آگاہی ۔ اور اس کے لئے دو نصیحتیں پیش کرتا ہے ۔ میرے دُکھوں کو یاد رکھ ۔ اور پاک نوشتوں کی ہدایت پر چل ؛

۴ باب ۔ گویا وصیت ہے کہ تمطاؤس پولوس کی طرح آخر تک مردانگی کر چند بھائیوں کے بارہ میں ہدایات اور روم میں پولوس کا حال ؛

ططس کا خط

۱ باب ۔ سلام کے بعد ططس کے قریطے میں مقرر کئے جانے کا منشا خادمان دین کو کس طرح سے مقرر کرنا اور جھوٹے معلموں سے احتیاط ؛

۲ باب ۔ انجیل کی برکتوں کا واسطہ دیکر مختلف درجے کے مسیحیوں کو نصیحت کرتا ہے ؛

۳ باب ۔ مسیح میں راستباز ٹھیرنے کی بنیاد پر نیک اعمال کی طرف اُبھارتا ہے ؛

چند خاص خیالات ۔

صحیح تعلیم کا مجمل بیان ۔ ۱تمط ۱: ۵ + ۲: ۴ سے ۶ + ۳: ۱۶ + ۲تمط ۱: ۱۳ + ۲: ۱۹ + طیطس ۱: ۹ + ۲: ۱۱ سے ۱۴ + ۳: ۴ سے ۸ ؛

جھوٹی تعلیم کا ذکر ۔ ۱تمط ۱: ۳ سے ۷ و ۱۹ + ۴: ۱ سے ۴ و ۷ + ۶: ۳ سے ۵ و ۲۰ + ۲تمط ۲: ۱۶ و ۱۷ و ۲۳ + ۳: ۱ سے ۹ + طیطس ۱: ۱۰ سے ۱۶ + ۳: ۹ سے ۱۱ ؛

تجیدی کلمات ۔ ۱تمط ۱: ۱۷ + ۶: ۱۵ و ۱۶ + ۲تمط ۴: ۱۸ ؛

پولوس کا اپنا ذکر ۔ ۱تمط ۱: ۳ و ۱۱ سے ۱۶ + ۲تمط ۱: ۸ سے ۱۲ + ۳: ۸ سے ۱۱ + ۴: ۶ سے ۱۷ ؛

تمطاؤس کا سلسلہ ۔ ۱تمط ۱: ۱۸ + ۴: ۶ و ۱۲ و ۱۴ سے ۱۶ + ۶: ۱۱ سے ۱۴ و ۲۰ + ۲تمط ۱: ۴ و ۸ + ۲: ۱ و ۳ و ۱۵ + ۳: ۱۴ و ۱۵ + ۴: ۱ و ۲ ؛

خادمان دین کا درجہ ۔ ۱تمط ۳ باب + طیطس ۱: ۵ سے ۹ ؛

ان آیات میں اُسقف اور پرسبٹیر یکساں ہیں ۔ بعضوں کی رائے ہے کہ تمطاؤس اور طیطس خود انس اور قرنطے کے گویا اُسقف تھے ؛

مسیح کی دوسری آمد۔ ۱۔ تسلونیقی ۴: ۱۵+۲۔ قرنتی ۵: ۱سے ۵ تک + پولوس کا خیال تھا کہ میں مسیح کی دوسری آمد تک شاید جیتا رہونگا فلپیوں ۱: ۲۱ سے ۲۵+ اُس کو تپا لگا کہ اُس آمد سے پیشتر مرونگا۔ ۲ تمط ۴: ۶ سے ۸۔ جو اُس کا آخری خط تھا اس کو پورا یقین ہوا کہ مجھے شہید ہونا پڑیگا۔ تاہم مسیح کی آمد کے دن پر خاص نظر رکھتا ہے +

عبرانیوں کی طرف کا خط

مصنف۔ قدیم زمانہ سے یہ شہادت چلی آئی ہے۔ کہ یہ رسولی زمانہ کا اور الہامی تصنیف ہے۔ مثلاً روم کا کلیمنٹ جو پہلی صدی کا تھا۔ اُس میں سے بہت کچھ اقتباس کرتا ہے۔ اور نیز ترتلیاں اور ریجن اور اسکندری کلیمنٹ وغیرہ۔ توبھی شروع سے اس بارہ میں شک رہا کہ مصنف کون تھا۔ چنانچہ اوریجن کہتا ہے "البتہ قدیم مسیحیوں نے بے سبب اُسے پولوس سے منسوب نہیں کیا ہوگا۔ لیکن جس نے حقیقتاً یہ خط لکھا اُسے خدا ہی جانتا ہے۔ اس شک کی وجہ سے مغربی کلیسیا نے آگستین کے زمانہ تک اس خط کی اتنی قدر نہ کی۔ لیکن مشرقی کلیسیا میں لوگ اس کی بڑی قدر کرتے تھے۔ اس لئے کئی آدمیوں سے یہ منسوب کیا گیا۔ مثلاً پولوس سے۔ اسکی تائید اس طرح ہوتی ہے کہ اسکندریہ کے بزرگ پنتے نوس۔ کلیمنٹ۔ ڈائونسی اس وغیرہ اُسے پولوس کی تصنیف بتاتے ہیں۔ یوسبیس ایک مقام میں کہتا ہے کہ پولوس نے اُس کو عبرانی میں لکھا۔ دوسری جگہ میں اُس پر کچھ شک کرتا ہے۔ پولوس کے خطوں کی فہرست میں اکثر پایا جاتا ہے۔ مگر اس رائے

کے خلاف یہ امور ہیں کہ اَور نسخوں میں وہ پولوس کے خطوں سے الگ ہے۔ اور اثر نیوس اگرچہ پولوس کے اَور خطوں کی طرف بارہا اشارہ کرتا ہے۔ اس کی طرف اشارہ نہیں کرتا۔ اس خط کا طرزِ کلام پولوس کے موافق نہیں۔ اُس کا نام اُس پر نہیں۔ وہ تمطاؤس کو بھائی کہتا ہے۔ حالانکہ دوسرے خطوں میں وہ بیٹا کہلاتا ہے۔ (عبرانی ۱۳: ۲۳)۔ بعضوں کی رائے ہے کہ پولوس کے خیالات اور لوقا کے الفاظ اس خط میں ہیں اور اس خط کا طرزِ کلام اور الفاظ لوقا کی تصنیف سے ملتے ہیں۔

بعض اسے کلیمنٹ رومی کی تصنیف سمجھتے ہیں۔ مگر اُس کی تائید بہت نہیں ہوتی اور خود کلیمنٹ اُس کا اقتباس ایسا کرتا ہے جیسے الہامی کتاب سے۔

ایک اَور رائے ہے کہ اپلوس مصنف تھا۔ اس آدمی کا ذکر اعمال ۱۸ و ۱۹ بابوں میں ہے۔ اُس سے ظاہر ہے کہ وہ اسکندریہ کا رہنے والا اور نوشتوں میں ماہر اور بڑا مباحث تھا اور اس خط کا مصنف کچھ اسی قسم کا شخص ہوگا۔

برنباس کو بھی مصنف بتایا ہے۔ اس کی تائید میں ترتلیان لکھتا ہے کہ یہ خط برنباس کا ہے اور کہ ہماری کلیسیا یعنی شمالی افریقہ کی کلیسیا میں یہ بات مشہور ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی متفق ہے کہ برنباس لاوی تھا اور اس خط میں لاوی فرقہ کا بہت ذکر آتا ہے۔ چنانچہ آجکل اکثر عالم لوگ اس رائے کی طرف مائل ہیں۔

مکتوب الیہ۔ سب لوگ مانتے ہیں کہ یہ خط یہودی مسیحیوں کو لکھا گیا۔

لیکن اس کے بارہ میں اختلاف الرائے ہے کہ یہ کونسے یہودی مسیحی تھے
اوّل۔ کل یہودی مسیحیوں کے لئے۔ لیکن مضامین سے معلوم ہوتا
ہے کہ یہ خط ایسا عام نہیں ہے۔ دوئم۔ یروشلم کی یہودی کلیسیا کی
طرف لکھا گیا۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو۔ لیکن ۱۲: ۴ میں لکھا ہے۔ کہ
ابتک ایسا مقابلہ نہیں کیا جس میں خون بہا ہو۔ لیکن یروشلم کی ایذا
رسانیوں میں خون تک نوبت پہنچی تھی۔ سوئم۔ فلسطین کی کسی خاص
کلیسیا کے نام۔ چہارم۔ انطاکیہ کی یہودی مسیحی کلیسیا کی طرف۔
وقت۔ مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط یروشلم کی بربادی سے
پیشتر لکھا گیا تھا۔ کیونکہ جب قربانیوں کا ذکر آتا ہے تو لکھا ہے کہ "وہ
گذرانی جاتی ہیں" یعنی وہ انتظام ابتک قائم تھا۔ مثلاً ۱۳: ۱۱۔ لیکن
یہ کوئی قطعی دلیل نہیں کیونکہ شاید یہاں عام دستور کی طرف اشارہ
ہے۔ زیادہ معقول دلیل یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ اگر یروشلم اس خط
کے لکھے جانے سے پیشتر برباد ہو جاتا تو ضرور اُس کا ذکر ہوتا۔ کیونکہ
اُس کے ذریعہ اُس کی دلیل لاجواب ہو جاتی۔ اس لحاظ سے یہ خط
سنہ ۷۰ء سے پیشتر لکھا گیا ہوگا۔ مگر بہت پیشتر نہیں۔ کیونکہ تمطاؤس
کے رہا ہونے کا ذکر ہے (عبرانی ۱۳: ۲۳)۔ اور یہ رہائی سنہ ۶۶ء
سے پیشتر نہ ہوئی ہوگی۔

کہاں سے لکھا گیا۔ عبرانی ۱۳: ۲۴ میں لکھا ہے کہ "اطالیہ والے
تمہیں سلام کہتے ہیں"۔ اس سے بعضوں نے نتیجہ نکالا کہ یہ خط شاید
اطالیہ سے لکھا گیا۔ لیکن اس جملہ سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ جو
لوگ اطالیہ سے اُس کے ساتھ تھے۔ اس لئے جگہ کا ٹھیک پتا

لگانا مشکل ہے ÷

خط کا مقصد۔ یہ بہت صاف ہے کہ جن کو یہ خط لکھا گیا۔ وہ برگشتگی کے خطرہ میں تھے۔ یعنی یہودیوں کے سمجھانے سے یہ مسیحی مسیح کا انکار کرنے اور ہیکل کے انتظام کو قبول کرنے کی طرف مائل ہو چلے تھے۔ اس لئے مصنف بڑے زور سے ان کو سمجھاتا اور آگاہ کرتا ہے (۲:۱ سے ۳ و ۳:۱۲ سے ۱۴ + ۴:۱ + ۶:۶ و ۷ و ۱۱ و ۱۲ + ۱۰:۲۳ سے ۳۹ + ۱۲:۲۵ سے ۲۹ + ۱۳:۱۰ سے ۱۴) ÷

خاص خیالات

مذکورہ بالا مقامات میں عملی نصیحتیں پائی جاتی ہیں۔ لیکن انکی بنیاد کیا ہے؟ یعنی مسیح کی فوقیت۔ خط کے سلسلے سے یہ واضح ہے:۔

سلسلہ مضامین

۱ و ۲ باب۔ مسیح کا مقابلہ فرشتوں سے ÷

(ا) ان سے اعلیٰ ہے کیونکہ اللہ کہلاتا ہے ÷

(ب) تجسم اور موت کے باعث اُن سے ادنیٰ ü ÷

(ج) اسی وجہ سے وہ نجات دہندہ ہوتا ہے۔ فرشتے نجات نہیں دے سکتے ÷

۳ باب۔ موسیٰ سے مسیح کا مقابلہ (دونوں خدا کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ اس لئے مسیح یہاں رسول کہلاتا ہے ۳:۱)۔ لیکن موسیٰ گھر کا خادم اور مسیح گھر کا مالک ÷

۴ باب۔ یشوع سے اعلےٰ۔ کیونکہ وہ حقیقی آرام گاہ تک پہنچا سکتا

ہے ✣

۱:۵ سے ۱۰: ۱۸ تک - یہودی سردار کاہن سے مسیح کا مقابلہ ✣

(ا) مسیح کم سے کم اُس کے برابر ہے - ۵ باب ✣

(ب) مسیح سردار کاہن سے اعلےٰ ہے - ملک صدق کے درجہ کے لحاظ سے جو ابراہیم سے اعلیٰ تھا اور اس بیٹے لاوی سے بھی اعلےٰ ۶ و ۷ ✣

(ج) مسیح کا عہد لیوی کے عہد سے کہیں بہتر ۸ باب ✣

(د) مسیح کی ہیکل (یعنی آسمان) یہودی ہیکل سے اعلےٰ ۹ باب ✣

(ہ) اُس کا کفارہ کہیں بہتر - ۱۰: ۱ سے ۱۸ ✣

۱۹:۱۰ سے ۱۳: ۲۵ تک - عملی نصیحتیں ✣

(۱) ۱۰: ۱۹ سے ۳۹ - برگشتگی کا ہولناک خطرہ ✣

(۲) ۱۱ باب - پُرانے عہد نامہ کے مقدسوں کا نمونہ ✣

(۳) ۱۲ باب - دُکھوں کو خدا کی طرف سے تنبیہ سمجھنا چاہیئے ✣

(۴) ۱۳ باب - آخری نصیحت - مسیح کے ساتھ خارج کیا جانا اور ملامت اٹھانا ✣

اس خاص مضمون کے علاوہ چند اَور خاص باتیں ہیں جنکا لحاظ کرنا چاہیئے۔ مثلاً

(۱) کلمۃ اللہ کے درجہ کی تعلیم گو مسیح سے یہ لقب اس خط میں منسوب نہیں - ۱۱: ۱ و ۳ + ۴: ۱۲ و ۱۴ ✣

(۲) فضل کا عہد بڑی ذمہ واری پر دلالت کرتا ہے (۲: ۳ + ۳: ۱ + ۴: ۱ + ۱۰: ۲۹ + ۱۲: ۲۵) ✣

(۳) مسیح کا کام - بلحاظ نبی بادشاہ اور کاہن کے + نبی یعنی خدا کی طرف سے بولتا ہے - ۱: ۲ + ۳: ۱ + ۱۲: ۲۵ + بادشاہ - ملک صدق کی طرح بادشاہی کاہن تھا - اور یہ محاورہ اکثر آتا ہے کہ وہ جناب عالی کے اپنے جا بیٹھا ۱: ۳ + سردار کاہن - ہمدرد پائدار - قادر - خود قربانی اور قربانی چڑھانے والا ہے ۱۰: ۱ سے ۱۴ +

(۴) اس خط میں اسی پر زور دیا جاتا ہے کہ صلیب پر کفارہ اور آسمان پر خدا کے حضور اُس کی مقبولیت ایک بار ہی ہمیشہ کیلئے مقبول ہو چکی ہے - اور چونکہ یہ سردار کاہن ابد تک زندہ ہے - اس لئے ہر مسیحی کے لئے یہ اہم امر ہے کہ اس زندہ مسیح کے ساتھ رشتہ قائم رکھے - اس رشتہ کا وسیلہ ایمان ہے - نہ شریعت کی رسوم چنانچہ عہد عتیق کے مقدس لوگ بھی زندہ یا ہوا پر نہ کہ شریعت پر بھروسہ رکھتے تھے +

مقدّس یعقوب کا خط

مصنف - نئے عہد نامہ میں چند مقامات پر یہ نام آیا ہے - مثلاً رسولوں کی فہرست میں زبدی کا بیٹا - اور حلفا کا بیٹا (متی ۱۰: ۲ و ۳ + مرقس ۳: ۱۷ و ۱۸ + لوقا ۶: ۱۴ و ۱۵) + یعقوب جو مسیح کا بھائی کہلاتا ہے (متی ۱۳: ۵۵) - یعقوب خورد (مرقس ۱۵: ۴۰) + یعقوب یروشلم کا میر مجلس - (اعمال ۱۵: ۱۳) یہوداہ کا بھائی (یہوداہ ۱: ۱) لیکن ان میں بعض ناموں سے ایک ہی شخص مراد ہے - یعنی یروشلم

کا میرِ مجلس۔ یہوواہ کا بھائی اور مسیح کا بھائی ایک ہی شخص تھا۔ اور خیال غالب ہے کہ اس نے یہ خط لکھا ؏

لیکن یہاں یہ سوال لازم آتا ہے۔ کہ مسیح کے بھائی سے کیا مراد ہے؟ اس کے بارہ میں تین رائے ہیں۔

(۱) حقیقی بھائی۔ یعنی یوسف اور مریم کا بیٹا۔

(۲) یوسف کا بیٹا کسی پہلی بیوی سے۔

(۳) خالہ زاد بھائی۔

یوسیفس راوی ہے کہ یہ یعقوب مدت تک یروشلم میں رہا اور سب لوگ خواہ مسیحی خواہ یہودی اس کی بڑی عزت کرتے تھے۔ لیکن آخر کار بعض یہودیوں نے اُس کو ہیکل کے کنگرہ سے گرا کر مار ڈالا مسیح کی موت سے پیشتر وہ ایمان نہیں لایا (یوحنا ۷: ۵) مگر فوراً مسیح کے جی اٹھنے کے بعد اُس کا مسیحیوں میں ذکر آتا ہے (اعمال ۱: ۱۳ و ۱۴) یروشلم کی کلیسیا میں اُس کا عہدہ بشپ کے عہدہ کی مانند تھا۔ اور گلتیوں ۱: ۱۹ میں وہ رسول بھی کہلاتا ہے۔ یہودی لوگ اس لئے اس کی قدر کرتے تھے کہ اگرچہ وہ پکا مسیحی تھا۔ تو بھی وہ موسوی شریعت کی عزت کرتا تھا (اعمال ۲۱: ۱۷ + گلتیوں ۲ : ۱۱) ؏

مکتوب الیہ۔ پہلی آیت میں صاف لکھا ہے کہ "اُن بارہ فرقوں کو جو جابجا رہتے ہیں سلام پہنچے"۔ یعنی اُن مسیحیوں کو لکھتا ہے جو یہودی قوم میں سے مختلف ملکوں میں مسیحی ہو گئے تھے۔ اس پر بعضوں نے اعتراض کیا ہے کہ یہاں وہ چند جماعتوں کو جن کے

قصوروں سے واقف ہے لکھتا ہے۔ مگر عام خط میں بھی ایسا لکھ سکتے ہیں کیونکہ بعضوں کے قصوروں کو دکھانا اوروں کے لئے بھی مفید ہے ؏

وقت تحریر۔ اس کے بارہ میں دو مشہور رائے ہیں۔ (۱) یروشلم کی بربادی سے کئی برس پیشتر لکھا گیا۔ (۲) ۱۵۰ء کے قریب لکھا گیا۔ اس رائے کی تائید میں یہ کہا جاتا ہے کہ اُس زمانہ کے مسیحی بزرگوں کی تصنیفات میں اس سے پیشتر اس کا ذکر نہیں آتا۔ اور کلیسیا کا حال اس خط میں کچھ بگڑا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ جو مابعد زمانہ میں ہوا ؏ لیکن پہلی رائے زیادہ مضبوط معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً چند تصنیفات میں اگرچہ نہ مصنف اور نہ تصنیف کا ذکر ہے مگر اس کے الفاظ اور خیال استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً ہرماس کے چوپان میں۔ اور شاید رومی کلیمنٹ کی تصنیفات میں۔ اور سُریانی ترجمہ میں یہ خط پایا جاتا ہے ؏

اس خط میں جو مباحثہ ایمان اور اعمال کے بارہ میں ہے وہ پہلی صدی کا ہے۔ دوسری صدی میں اُسکا کچھ پتا نہیں ملتا۔ اور کلیسیا کا حال حقیقتاً پہلی صدی کے زیادہ موافق ہے۔ کیونکہ دولتمند جس کو یعقوب ملامت کرتا ہے غالباً یہودی تھے۔ چونکہ شروع میں مسیحی کلیسیائیں یہودی عبادت خانے سے تعلق رکھتی تھیں اور کوئی ایسی بات اس میں نہیں جس کے باعث اس کو دوسری صدی کی تصنیف سمجھیں ؏

تقسیم مضامین

باب اول۔ یعقوب مسیحیوں کو اُبھارتا ہے۔ کہ آزمائشوں کے وقت برداشت

کریں خدا سے حکمت مانگیں۔ اور فروتنی سے خدا کی مرضی کو پورا کریں ؞
باب دوم۔ چند گناہوں کے سبب ملامت کرتا ہے ؞
(۱) ۲:۱ سے ۱۳۔ دولتمندوں کی طرفداری۔
(۲) ۲:۱۴ سے ۲۶۔ مردہ ایمان جو بے پھل ہے۔
باب سوم۔ قول کے گناہوں پر ملامت۔ خاصکر تہمت لگانا ؞
باب چہارم۔ بُری شہوت۔ تکبر۔ اور الزام لگانا ؞
باب پنجم۔ غریبوں پر ظلم ؞
۵:۷ سے آخر تک آخری نصیحت۔ صبر۔ عیادت۔ اور سفارش کے بارہ میں ؞

خاص خیالات

(۱) مسیحی عقیدہ کی کوئی تشریح نہیں۔ اس امر میں یہ خط رومیوں کے خط اور گلتیوں کے خط سے متفرق ہے ؞
(۲) مسیحی تحریکوں کا بہت کم ذکر ہے۔ مثلاً مسیح یا اُس کی محبت وغیرہ کا بہت کم واسطہ دیا ہے۔ اگرچہ مسیح کا کچھ ذکر تو ہے (۱:۱+۲:۱ او ۵:۷+)۔ لیکن برعکس اس کے بہت علمی تعلیم ہے جو مسیح کی پہاڑی وعظ کی تعلیم سے بہت مشابہ ہے۔ اس سے پتا لگتا ہے۔ کہ یعقوب کا خاص مقصد یہ ہے کہ یہ بھائی خالی ایمان پر بھروسہ نہ رکھیں۔ اور اعمال کے بارہ میں جو اُس کی تعلیم ہے وہ پولوس کی تعلیم کے خلاف نہیں ؞
کیا یعقوب نے یہ عملی تعلیم تحریر شدہ انجیلوں سے لی یا زبانی روایت سے جو اُس کے زمانہ میں مروّج تھی۔ اس کا فیصلہ نہ ممکن

ہے نہ ضروری ہے۔ اصلاح کے زمانہ میں چند آدمیوں نے اس پر اعتراض کیا مثلاً ایرآسمس اور لوتھر نے۔ لیکن انکے اعتراض اس خط کے مضامین کے باعث ہوئے نہ کسی تواریخی شہادت کے سبب۔ اور مضامین کے بارہ میں ان کی غلط فہمی تھی ؛

یوبیس مؤرخ اس خط کو مشکوک کتابوں کی فہرست میں درج کرتا ہے۔ اس سبب سے کہ وہ بہت قدیم تصنیفات میں مذکور نہیں۔ لیکن وہ مانتا ہے کہ یہ خط گرجاؤں میں پڑھا جاتا تھا ؛

پطرس کا پہلا خط

مصنف۔ جس شخص سے یہ خط منسوب ہے وہ حواریوں میں سے تھا اس کا ذکر پہلے پہل یوحنا ۱: ۴۰ وغیرہ میں آیا ہے۔ جب اُس کے بھائی اندریاس نے اُس کو یسوع ناصری کے بارہ میں بتایا۔ اس وقت سے وہ یسوع کا شاگرد تو ہوگیا۔ لیکن اپنے پیشہ کے کام میں یعنی مچھوے کے کام میں مصروف رہا۔ جب تک کہ مسیح نے اُسے خاص طور پر نہ بُلایا کہ ہمیشہ اُس کے ساتھ رہے (لوقا ۵: ۱ وغیرہ)۔ رسولوں کی فہرست میں اس کا نام پہلے آتا ہے۔ اور گفتگو میں بھی وہ ہمیشہ پیش قدم تھا۔ چنانچہ اُس نے ایک خاص موقعہ پر ایک بڑا اقرار کیا۔ کہ تو مسیح زندہ خدا کا بیٹا ہے (متی ۱۶: ۱۶ وغیرہ) اسی موقع پر مسیح نے اُس کو پطرس کا نام دیا (کیونکہ اصل نام اُس کا شمعون ابن یونہ تھا)۔ یہ نام پطرس یونانی زبان میں اُس لفظ سے مشابہ ہے۔ جس کے معنی ہیں چٹان یا پتھر۔ اور مسیح نے فرمایا تھا

کہ اس چٹان پر مَیں اپنی کلیسیا بناؤنگا۔ اس آیت کی سند پر رومی کلیسیا نے یہ دعوےٰ کیا ہے کہ ہماری ہی کلیسیا پطرس رسول پر مبنی ہے اور وہ اکیلی حقیقی کلیسیا ہے اس کے جواب میں یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس کا نہ تو قطعی ثبوت ہے کہ پطرس رسول روم کی کلیسیا کا بانی تھا اور نہ وہ صرف اُس کلیسیا کا بانی بلکہ اَور بہت کلیسیاؤں کا بانی بھی تھا۔ وہ غالباً روم میں شہید ہوا۔ لیکن وہ روم کی کلیسیا کا اسقوف کبھی نہ تھا۔ حقیقی بات یہ ہے کہ مسیح نے پنتکوست کے دن یہودیوں کے لئے اور قرنیلیوس کے خاندان کے ذریعہ سے غیر قوموں کے لئے ایمان کا دروازہ کھولا۔ (اعمال ۲: ۱۴+ ۱۰: ۹ وغیرہ + ۱۵: ۷)۔ پہلی صدیوں میں باقی کلیسیاؤں نے رومی کلیسیا کے نہ تو اعلےٰ اختیار کو مانا اور نہ اُسے اکیلی حقیقی کلیسیا سمجھا۔ مسیح کے گرفتار ہونے کے وقت پطرس نے تین دفعہ مسیح کا اقرار کیا۔ لیکن بحال ہونے کے بعد وہ بڑا سرگرم اور کامیاب واعظ ہوا۔ اُس کا خاص کام مختونوں میں تھا (گلتیوں ۲: ۹)۔ باقی کام کا حال معلوم نہیں البتہ یہ روایت ہے کہ آخرکار روم میں مسیح کی پیشینگوئی کے مطابق مصلوب ہوا (یوحنا ۲۱: ۱۸ و ۱۹)+

اب دریافت کریں کہ کس طرح ثابت ہوتا ہے کہ پطرس اس خط کا مصنف ہے۔ بیرونی شہادت اس کے مصنف کے بارہ میں بہت پُرزور ہے مثلاً رومی کلیمنٹ ا پطرس ۱: ۹ + ۲: ۹ + ۳: ۲۰ + ۵: ۵ کا اقتباس کرتا ہے۔ برنباس سے منسوب شدہ خط میں ا پطرس ۱: ۱۷ و ۱۹، ہرماس کے چوپان میں ا پطرس ۱: ۷ + ۵: ۲ + پولیکارپ کے خط میں

اپطرس ۱: ۸ و ۱۳ و ۲۱ کا اقتباس ہے۔ پپے پیاس اور جسٹن وغیرہ سب اُس سے اقتباس کرتے ہیں۔ اثرینوس نہ صرف اقتباس کرتا ہے۔ بلکہ وہ اسے پطرس سے منسوب کرتا ہے۔ ویسا ہی ترتلیان اور کلیمنٹ اسکندری بہت اقتباس کرتے ہیں۔ سارے ترجموں میں یہ خط پایا جاتا ہے۔ اور ایک کے سوا یعنی موراتوری فہرست کے سوا باقی سب فہرستوں میں پایا جاتا ہے۔ اس موراتوری نسخہ کا آخری حصہ تلف ہوگیا ہے۔ ۲ پطرس ۳: ۱ میں اس خط کی طرف اشارہ ہے۔ اگرچہ دوسرا خط پطرس کا نہ بھی ہو تو بھی بہت پرانی تصنیف ہے۔ اور اُس سے پہلے خط کی صاف تائید ہوتی ہے ؛

اندرونی ثبوت۔ خیالات وہی ہیں جو اعمال کی کتاب میں پطرس سے منسوب ہیں۔ لیکن بعضوں کا خیال ہے کہ طرز کلام اور یونانی اس سے اعلےٰ ہے۔ جو پطرس جیسے یہودی سے منسوب کرسکیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ ا پطرس ۵: ۱۲ میں صاف لکھا ہے کہ مَیں نے سلوانس کے ذریعہ تم کو یہ خط لکھا ہے۔ اور خیال غالب ہے کہ یونانی طرز کلام سلوانس کا ہے ؛

مکتوب الیہ۔ پہلی آیت میں مکتوب الیہ چند کلیسیائیں ہیں۔ جو ایشیائے کوچک میں پائی جاتی تھیں۔ ان کو وہ مسافر جو جابجا رہتے ہیں" کہتا ہے۔ اس لقب سے یا تو وہ مسیحی مراد ہیں جو یہودیوں میں سے آئے اور اُس قسم کے لوگ پنتیکوست کے روز یروشلم میں آئے ہوئے تھے (اعمال ۲: ۹ سے ۱۱) ایسے لوگ یہودیوں کی ایذارسانیوں کے وقت مختلف ملکوں میں پراگندہ ہوگئے تھے (اعمال ۸: ۱ وغیرہ)

ان کلیساؤں کی بنیاد کس نے ڈالی ہو گی اور پطرس کیوں اُن سے مخاطب ہوتا ہے؟ غالباً پنتکوست کے دن کے ایمانداروں اور خود پطرس نے ادھر سفر کر کے چند کلیسیائیں قائم کیں۔ کیونکہ اعمال کی کتاب میں اس کی خدمت اور منادی کا مفصّل بیان نہیں اگرچہ پولوس غیر قوموں کا خاص رسول تھا۔ تو بھی دوسرے رسولوں نے بہت سفر کئے۔ اور پطرس نے مختلف قسم کے یہودیوں میں بہت کام کیا ہوگا +

خط لکھنے کی جگہ۔ ۱۔پطرس ۵: ۱۳ میں بابل کا ذکر ہے۔ گویا وہ بابل سے لکھ رہا ہے۔ بابل کے بارہ میں تین رائے ہیں (۱) لفظی طور پر وہ بابل جو مسوپتامیہ میں ہے۔ (۲) مصر کا ایک شہر جو اس نام کا تھا۔ (۳) تشبیہی طور پر روم مراد ہے۔ پہلی رائے کی تائید میں یہ کہا جاتا ہے کہ جس ترتیب سے اُس نے مقامات کا ذکر کیا ہے وہ بابل کی طرف سے شروع ہوتی ہے۔ لیکن اس میں بہت زور نہیں اور بابل کی طرف پطرس کے جانے کا اور کچھ ذکر نہیں۔ دوسری رائے کی بہت کم تائید ہوتی ہے۔ اکثر لوگ تیسری رائے مانتے ہیں کیونکہ بابل روم کا لقب مشہور ہو گیا۔ مگر اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ لقب نیرو کی ایذارسانی سے پیشتر پایا نہیں جاتا +

تحریر کا وقت۔ اٹرنیوس کہتا ہے کہ پطرس اور پولوس دونوں روم میں منادی کرتے تھے۔ اور خیال غالب ہے کہ پطرس نے یہ خط روم سے شہید ہونے سے کچھ پیشتر لکھا +

اب رہا یہ سوال کہ کتنا عرصہ پیشتر؟ اس کا ٹھیک پتا نہیں۔

البتہ بعض کہتے ہیں کہ ۶۶ء اور بعض کہتے ہیں کہ ۵۸ء اور ۶۷ء کے درمیان لکھا ہوگا ؛

خط کے مضامین اور خاص خیالات

تکلیف اٹھانے کا بہت ذکر اس خط میں آتا ہے لیکن پتا نہیں کہ یہ تکلیف یہودیوں کی طرف سے تھی یا عوام الناس کی طرف سے یا سرکار کی طرف سے۔ رامیسزی صاحب (Ramsay صاحب) یقین سے کہتے ہیں کہ سرکار کی طرف سے یہ تکلیف پہنچی کیونکہ ۱۔ پطرس ۴: ۱۴ میں یہ جملہ آیا ہے کہ " اگر مسیح کے نام کے سبب سے تمہیں ملامت کی جاتی ہے " اس سے یہ مراد ہے کہ یہ لوگ مسیحی ہونے ہی کے سبب سے ستائے جاتے تھے۔ لیکن یہ دستور سرکار میں نیرو کے وقت سے پیشتر کبھی نہیں ہوا۔ . . اکثر عالم لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اس خط میں ایسی ایذا رسانی کا ذکر ہے جو یہودیوں اور عوام الناس سے ہوتی تھی۔ یہ قابل لحاظ ہے کہ اس میں موت تک دکھ اٹھانے کا ذکر نہیں اور ۱۔ پطرس ۳: ۱۳ میں لکھا ہے کہ " اگر تم نیکی کرنے میں سرگرم ہو تو تم سے بدی کرنے والا کون ہے " جس پطرس نے یہ چاہا تھا کہ مسیح صلیب کے دکھ سے کنارہ کرے وہ اس خط میں بارہا بتاتا ہے کہ پہلے دکھ اٹھانا ہے اور بعدہ جلال میں شامل ہونا (۱ پطرس ۱: ۱۱ + ۲: ۲۱ + ۳: ۱۸ و ۱۸ + ۴: ۱ و ۱۳ + ۵: ۱ و ۱۰) ؛

ایک سوال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ پطرس کہاں تک پولوس کے خطوں سے واقف تھا۔ البتہ ۲ پطرس ۳: ۱۵ و ۱۶ میں پولوس

اور اُس کے خطوں کا ذکر آیا ہے۔ مگر اس سے ہم کو پوری تسلّی نہیں ملتی کہ پطرس پہلے خط کے لکھتے وقت پولوس کے خطوں سے واقف تھا۔ بعض عالموں نے کہا ہے کہ رومیوں اور افسیوں کے خطوں سے اس پہلے خط کی مشابہت ہے۔ لیکن دوسرے عالم اس کا انکار کرتے ہیں۔ ہاں اتنا کہہ سکتے ہیں اور اس پر سب متفق ہیں کہ پطرس اور پولوس دونوں تعلیم کی اصلی باتوں کی یکساں تعلیم دیتے ہیں۔ ناظرین اس بات پر بھی غور کریں کہ یہ دو رسول مسیح کی انجیل کو پیش کرنے میں متفرق پہلوؤں سے نظر کرتے تھے ایک مفسر نے یہ لکھا ہے کہ پولوس تو صوفی مزاج نظر آتا ہے۔ یعنی اندرونی روحانی باتوں پر زور دیتا ہے۔ اور پطرس پابند شرع ہے یعنی سب کچھ حکم کے طور پر مانتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ خیالات بھی پائے جاتے ہیں۔ فروتنی (۱ پطرس ۵ : ۶ + ۲ : ۱۸ وغیرہ) بشاشت۔ (۱ پطرس ۱ : ۶ و ۸ + ۳ : ۱۳ + ۴ : ۱۹ + ۵ : ۱۰)

تقسیم مضامین

۱ : ۱ اور ۲۔ سلام ✣

۱ : ۳ سے ۱۲۔ تکلیفوں کے باوجود نجات کی عمدہ امید ✣

۱ : ۱۳ سے ۲ : ۱۰۔ برداشت۔ پاکیزگی اور برادرانہ اُلفت اور ترقی کی نصیحتیں ✣

۲ : ۱۱ سے ۳ : ۱۲۔ خاص لوگوں کو نصیحتیں۔ مثلاً سرکار و رعیت نوکروں۔ میاں بیوی کو ✣

۴: ۱۲ سے ۴: ۶ - ایذارسانی سے ہراساں نہ ہو کیونکہ

(۱) عموماً نیکوں کو لوگ نہیں ستاتے۔

(۲) خود مسیح نے دُکھ اٹھایا۔

(۳) اور وہ آخرکار سبھوں کی عدالت کریگا +

۴: ۷ سے ۵: ۱۱ تک - عام نصیحتیں - محبت - ہمدردی سے چلنا - مسیح کے نام کے لئے خوشی سے دُکھ اٹھانا - فروتنی سے اپنے فرائض ادا کرنا - مثلاً بزرگوں کے فرائض +

۵: ۱۲ سے ۱۴ - خاتمہ +

پطرس کا دُوسرا خط

مصنف - اس خط کے ۱: ۱ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ + ۳: ۱ و ۲ و ۱۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف دعوےٰ کرتا ہے کہ مَیں شمعون پطرس ہوں - اور اپنے پہلے خط کی طرف اشارہ کرتا ہے - لیکن بعض اشخاص اس دعوے کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ یہ خط دوسری صدی کے وسط کے قریب لکھا گیا - اس رائے کی یہ وجوہات پیش کی جاتی ہیں (۱) وہ اپنا دعوے ایسے طور سے پیش کرتا ہے کہ جس سے شک پیدا ہوتا ہے (۲) اور جس پہاڑ پر مسیح کی صورت بدل گئی - سے وہ مقدس پہاڑ کہتا ہے (۱: ۱۸) پہلی صدی کا یہ محاورہ نہیں (۳) پطرس کے پہلے خط میں ایذارسانی کا ذکر ہے - لیکن اس میں بدعتی تعلیم سے مقابلہ ہے - جو خیالات اس خط میں پائے جاتے ہیں وہ پہلے خط سے متفرق ہیں

اور نیز طرز کلام بھی مختلف ہے۔ علاوہ ازیں ۳: ۱۵ و ۱۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ نیا عہد نامہ کی اکثر کتابیں اس خط کی تحریر کے وقت رواج پا چکی تھیں۔ اور سب سے قدیم مسیحی بزرگ اس سے اقتباس نہیں کرتے۔ اور یوسبیس مؤرخ اسے مشتبہ کتابوں کی فہرست میں درج کرتا ہے۔ جیروم اور آوریگن بھی اُس کے بارہ میں شک ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن ان باتوں کے جواب میں دیگر عالم کہتے ہیں (۱) کہ اگر مصنف سچ مچ پطرس تھا تو اُسے اپنا ذکر کرنا نامناسب تھا۔ اور نہ اُس پہاڑ کو مقدس کہنا نا روا تھا۔ متی ۴: ۵+۲۷: ۵۳ میں یروشلم مقدس شہر کہلاتا ہے۔ (۲) بدعتی تعلیم پہلی صدی میں بہت تھی۔ چنانچہ پولوس رسول کے خطوں سے ظاہر ہے۔ اس لئے کچھ تعجب نہیں کہ پطرس ان کلیسیاؤں کی حالت سے آگاہ ہو کر ان کو اس تعلیم سے متنبہ کرے۔ (۳) اسطرح سے چونکہ مضمون متفرق ہے تو طرزِ کلام بھی متفرق ہوگا (۴) یاد رہے کہ جیسا پہلے خط میں ظاہر کیا گیا۔ پطرس نے غالباً کسی منشی کے ذریعہ یہ خط لکھوایا اور سب مانتے ہیں کہ اس خط کا طرز کلام گو عجیب ہے تو بھی نئے عہد نامہ کی دیگر کتابوں کی نسبت پطرس کے پہلے خط سے مشابہ ہے (۵) اس میں بھی شک نہیں کہ پولوس کے خط شروع ہی سے عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے اور عبادت میں پڑھے جاتے تھے (۲ تسلونیکی ۲: ۲ + کلسیوں ۴: ۱۶)۔ (۶) گو یوسبیس اسے مشتبہ کتابوں کی فہرست میں درج کرتا ہے۔ تو بھی اُس نے اقرار کیا کہ اکثر مسیحی اس خط کو مانتے تھے اور جیروم اور آوریگن جو کچھ شک ظاہر کرتے

ہیں تو بھی وہ اُس کو قبول کرنے کے لئے تیار تھے ✤

دیگر مصنفوں کی تصنیفات میں مثلاً کلیمنٹ اسکندری اور اٹرنیوس میں اس خط کے جملے استعمال کئے جاتے ہیں ✤

پطرس کا مکاشفہ جو اپوکرفل کتابوں میں ہے۔ اگرچہ پطرس کی تصنیف نہیں اور دوسری صدی (۱۳۰ئ) کی تصنیف ہے وہ بعضوں کے نزدیک اس دوسرے خط پر مبنی ہے ✤

ایک مشکل سوال یہاں پیش آتا ہے کہ اس دوسرے خط کا تعلق یہوداہ کے خط سے کیا ہے۔؟ سرسری پڑھنے سے یہ روشن ہے کہ ان میں سے ایک نے دوسرے کا خط دیکھا ہوگا۔ کیونکہ جھوٹے معلموں کے بارہ میں الفاظ اور جملے تقریباً یکساں ہیں بعض کہتے ہیں کہ پطرس نے یہوداہ سے نقل کیا۔ یہ مشکل امر ہے لیکن اغلباً دوسرے خط کے مصنف نے پہلے لکھا۔ اگر ایسا ہو تو پورا یقین ہے کہ پطرس مصنف تھا۔ بعضوں نے اس مشابہت کی یہ وجہ بھی بتائی کہ ان دونوں مصنفوں نے کسی اَور سے نقل کیا۔ اور اس کی تائید میں یہ بات نظر آتی ہے کہ یہ دونوں مصنف چند یہودی مکاشفہ کی کتابوں سے اقتباس کرتے ہیں لیکن آجکل رائے یہ ہے۔ کہ اِن دونوں نے بلا واسطہ ایک دوسرے سے مدد لی۔ الغرض اگرچہ اس خط کے بارہ میں ہمیشہ شک رہیگا۔ لیکن بحیثیت کل اُسے پطرس سے منسوب کرنا روا ہے ✤

مکتوب الیہ۔ بعض کہتے ہیں کہ سامری کلیساؤں کو یہ خط لکھا گیا۔ یا انطاکیہ کی گرد ونواح کی کلیساؤں کو۔ مگر غالباً اُن کلیساؤں کو یہ خط

لکھا گیا - جن کی طرف پطرس نے اپنا پہلا خط لکھا تھا - جن کلیسیاؤں میں پطرس کو معلوم ہوا کہ اُسی قسم کی غلط تعلیم پیدا ہو رہی تھی - جس کے خلاف پولوس نے قرنطس اور گلاتیہ وغیرہ کی کلیسیاؤں کو آگاہ کیا تھا ؛

تحریر کی جگہ اور وقت - اگر یہ پطرس کا خط ہو تو اُس کے لکھنے کا وقت اور جگہ کیا ہوگی ؟ بعض عالم کہتے ہیں کہ یہ خط موجودہ پہلے خط سے پیشتر لکھا گیا - اور پطرس کا ایک اَور خط تھا جو کھو گیا - مگر اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ دوسرا خط ہمارے موجودہ پہلے خط کے بعد روم سے پطرس کی شہادت سے کچھ پیشتر لکھا گیا ؛

تقسیم مضامین

۲-پطرس ۱ : ۱ و ۲ - سلام

۱ : ۳ سے ۱۱ - ترقی کی نصیحت تاکہ ان کی برگزیدگی ثابت ہو ؛

۱ : ۱۲ سے ۲۱ - اُسکی شخصی گواہی اور عہد عتیق کی نبوتوں کی سند پر یہ نصیحت مبنی ہے ؛

۲ : ۱ سے ۲۲ - جھوٹے معلّموں کے بیان میں - پرانے عہدنامہ کی چند مثالوں سے عبرت دلا کر ان کو آگاہ کرتا ہے ؛

۳ : ۱ سے ۱۳ - طوفان کی مثال سے دوسری آمد کا یقین دلاتا ہے اور سب چیزوں کے بحال ہونے کی امید پیش کرتا ہے ؛

۳ : ۱۴ سے ۱۸ - آخری نصیحت کہ رسولوں کی تعلیم اور آگاہی کے

پابند رہیں ؛

اس خط کا خاص زور یہ ہے کہ جھوٹے معلموں سے خبردار رہو اور اس پر زور دینے کے لئے (۱) اپنا مسیحی تجربہ (۲) عہد عتیق کی مثالیں (۳) اور اپوکرفل کتابوں سے نظیریں پیش کرتا ہے۔ اُس کی دلی محبت اور اندیشہ اس میں ظاہر ہے مثلاً ۱: ۸و۱۲+ ۲: ۱+ ۳: ۱و۱۱و۱۷ ؛

یہوداہ کا خط

مصنّف۔ نئے عہدنامہ میں مسیح کے بھائیوں کی فہرست میں یہ نام آتا ہے (متی ۱۳: ۵۵+ مرقس ۶: ۳)۔ اگر اس رشتہ سے یہ مراد ہے کہ یہوداہ یوسف کا بیٹا پہلی بیوی سے تھا۔ تو مصنف اپنے تئیں غالباً ادب کے لحاظ سے مسیح کا بھائی نہیں بلکہ یعقوب کا بھائی کہتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مسیح کے بھائیوں میں ایک شخص یعقوب تھا جو یروشلم کی کلیسیا کا میر مجلس تھا۔ شاید اس لئے یہوداہ نے یہ کہنا کافی سمجھا ؛

بیرونی شہادت اس خط کے بارہ میں بہت پُرزور ہے۔ مثلاً موراتوری قانون میں۔ کلیمنٹ اسکندری۔ ورمس سکندری ترتلیاں اور آوریگین کی تصنیفات اور شاید پولیکارپ کے خط میں بھی اس کا ذکر آتا ہے۔ برعکس اس کے یہ خط سُریانی ترجمہ میں نہیں پایا جاتا یوسبیس مؤرخ کہتا تو ہے کہ بہت کلیسیائیں اس کو مانتی ہیں۔ لیکن خود اُسنے اِسے مشتبہ کتابوں کی فہرست میں درج کیا ہے۔

اور زمانہ حال کے عالموں نے اس خط پر یہ اعتراض کئے ہیں۔ اوّل کہ جس غلط تعلیم کا ذکر ہے۔ وہ دوسری صدی میں مروج تھی۔ لیکن یاد رکھئے۔ کہ یہوداہ گناسٹکوں کا ذکر نہیں کرتا ہے۔ اور جس تعلیم کو وہ رد کرتا ہے۔ وہ پہلی صدی میں بھی پائی جاتی تھی۔ دوم۔ ۱۷ آیت میں لکھا ہے۔ ان باتوں کو یاد رکھو کہ جو ہمارے خداوند یسوع مسیح کے رسولوں نے پہلے کہی تھیں۔" اس جملہ سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ مصنف رسولوں کا ہمعصر نہ تھا۔ لیکن یہ نتیجہ درست نہیں وہ اپنے تئیں رسول نہیں کہتا ہے اور رسولوں کی زبانی تعلیم کی طرف اشارہ کرتا ہے جسے ان مسیحیوں نے سنا تھا۔ دراصل یہ جملہ اُس زمانہ کی تائید کرتا ہے۔ سوم۔ اس میں اپوکرفل کتابوں سے اقتباس ہوا ہے۔ یعنی حنوق کی کتاب اور موسیٰ کے صعود کی کتاب سے۔ سب لوگ مانتے ہیں کہ یہ کتابیں رسولوں کے زمانہ سے پیشتر لکھی گئی تھیں۔ یہوداہ کا ان کتابوں سے اقتباس کرنا قابل اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن اس سے زمانہ تصنیف پر شک نہیں آسکتا۔ (۱۴ آیت میں حنوق کی کتاب سے۔ ۹ آیت موسیٰ کی صعود کی کتاب) جیروم کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی وجہ سے بعض کلیساؤں نے یہ خط رد کیا تھا۔ مگر یہ مناسب نہیں۔ کیونکہ تشریح کے لئے ایسی کتابوں سے اقتباس کرنا نامعقول اور ناجائز نہیں اور نہ ایسے اقتباس سے وہ اُن کتابوں کو الہامی ٹھیراتا ہے۔ خود پولوس نے ۲ تط ۳: ۸ میں ایک یہودی روایت سے اقتباس کیا ہے جو پرانے عہدنامہ میں پائی نہیں جاتی۔

تواریخ میں لکھا ہے کہ ۱۰۰ء میں دو بیٹیاں قیصر کے عہد میں چند یہودیوں پر یہ الزام لگایا گیا۔ کہ وہ بادشاہی دعوے کرتے ہیں۔ اور کہ یہ اشخاص یہوداہ کے بھائی کے پوتے تھے قیصر نے ان کی غریب حالت دیکھکر ان کو چھوڑ دیا۔ اس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ خود یہوداہ اس وقت زندہ نہ ہوگا ؛

مکتوب الیہ۔ خود خط میں اس کا کچھ ذکر نہیں۔ صرف مقدسوں کے نام لکھا گیا۔ بعضوں نے قیاس کیا کہ شاید فلسطین کے مسیحیوں کے لئے لکھا گیا ہوگا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ یہ اُسی قسم کے لوگوں کو لکھا گیا۔ جس قسم کے لوگوں کی طرف پطرس کا دوسرا خط لکھا گیا۔ لیکن پھر بھی صاف پتہ نہیں لگتا ؛

تحریر کا وقت اور جگہ۔ بعضوں کی رائے ہے کہ اسکندریہ میں لکھا گیا بعضوں نے یروشلم جائے تحریر بتایا۔ لیکن کوئی ثبوت نہیں۔ وقت تحریر اس امر پر مبنی ہے۔ (جس کا ذکر پطرس کے دوسرے خط کے دیباچہ میں مذکور ہوا) کہ ان دونوں میں پہلے کون لکھا گیا خیال غالب ہے کہ پطرس کا خط پہلے لکھا گیا۔ اگر ایسا ہو تو یہ خط ۶۶ء کے بعد لکھا گیا ہوگا۔ عام رائے ہے کہ ۶۷ء میں لکھا گیا ؛

تقسیم مضامین

۱ سے ۴۔ سلام اور باعث تحریر یعنی اصلی ایمان پر قائم رہنا ؛

۵ سے ۷- پُرانے عہد نامہ سے تین عبرت ناک مثالیں یعنی بیابان میں بنی اسرائیل کی برگشتگی۔ فرشتوں کی برگشتگی۔ اور سدوم وگواہ کی شرارت ؛

۸ سے ۱۹- ایسے گمراہ کرنے والوں کا مفصل بیان۔ ان کا تکبر۔ کفر اور ناپاکی ؛

۲۰ سے ۲۳- آخری پُرمحبت نصیحت۔ رُوح القدس اور خدا کی محبت میں قائم رہنا ؛

۲۴ و ۲۵- خاتمہ پر خدا کی تمجید ؛

خاص خیالات

یہوداہ اگرچہ اُسی قسم کا مضمون بیان کرتا ہے جو دوسرے پطرس میں ہے۔ لیکن اس میں زیادہ سختی پائی جاتی ہے۔ یونانی طرز زیادہ اعلےٰ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوسرے پطرس کے چند جملوں کو لیکر اُن کو زیادہ صفائی سے لکھتا ہے۔ وہ اس خیال سے بھرا ہے۔ کہ خدا کی اعلےٰ نعمتیں جب بگڑ جائیں۔ تو ہولناک خرابی اور ہلاکت پیدا کرتی ہیں ؛

چونکہ مصنف یہودی مائل مسیحی تھا اس لئے عہد عتیق کے شیشہ میں ہر چیز کو دیکھتا ہے۔ اور مسیح کی آمد اور گذشتہ تواریخ کی مثالوں پر زور دیتا ہے۔ باوجود سخت مزاجی کے آخری نصیحت اور کلمہ تمجید بہت پُرمحبت اور دلچسپ ہیں ؛

یوحنّا کے خطوط

خط اوّل جو عام کہلاتا ہے

مصنف - قدیم کلیسیا میں کبھی شک نہیں ہوا کہ وہ یوحنا کے سوا کسی اَور کا ہے - بیرونی شہادت بہت مضبوط ہے۔ پولیکارپ ۱- یوحنا ۴: ۳ کا اقتباس کرتا ہے - اگرچہ یوحنا کا ذکر نہیں کرتا - پے پیاس اور اِرینیوس نے بھی اُس کا اقتباس کیا ہے (۱یوحنا ۴: ۱ سے ۵: ۱۰)۔ کلیمنٹ اسکندری - ترتلیان اور کپریان نہ صرف بہت اقتباس کرتے ہیں بلکہ اُس کو یوحنا کی تصنیف کہتے ہیں- اُسی طرح سے اوریجن اور یوسبیس مؤرّخ - علاوہ ازیں یوسبیس نے ان سے مسلمہ خطوں کی فہرست میں درج کیا ہے - موراتوری قانون میں اس کے پہلے باب کی پہلی اور چوتھی آیت کا اقتباس ہے البتہ پشیتو ترجمہ میں یہ نہیں ہے کیونکہ اس پشیتو ترجمہ میں عام خطوں میں سے بہت تھوڑوں کا ذکر ہے ؛

اندرونی شہادت بھی اس پر متفق ہے۔ کیونکہ اس کا طرزِ عبارت اور مضامین انجیل سے ملتے ہیں اور یہ مشابہت اس قدر ہے ۔ کہ بعضوں نے اس خط کو انجیل کا دیباچہ سمجھا - غالباً یہ تو درست نہیں کہ وہ دیباچہ کے طور پر ہو۔ بلکہ خط کے مضامین انجیل کے واقعات پر مبنی ہیں اور مکتوب الیہ ان واقعات سے واقف تھے ؛

البتہ بعض حال کے عالموں نے کچھ اعتراض کیا ہے اگرچہ وہ بیرونی شہادت کے زور کو تسلیم کرتے ہیں لیکن اندرونی خیالات پر اعتراض

کرتے ہیں۔ مثلاً

(۱)۔ اسمیں کسی خاص شخص کا ذکر نہیں۔ حالانکہ یوحنا اگر افسس کے علاقہ کی کلیسیاؤں کو لکھتا تو ضرور شخصوں کا ذکر کرتا۔

جواب۔ آدمیوں کا ذکر کرنا اُس کا دستور نہیں یہانتک کہ اپنا نام بھی نہیں لکھتا۔ تو بھی اُنس اور شخصی واقفیت کے چند آثار پائے جاتے ہیں (۱: ۱ سے ۴ + ۲: ۱۲ سے ۱۴ و ۱۸ + ۴: ۱ سے ۳ + ۵: ۲۱) ✤

(۲) ۔ مصنف طفلانہ طور پر انجیل کی نقل کرتا ہے۔

جواب۔ مشابہت تو ہے پھر بھی کئی ایک نئے خیالات بھی ہیں۔ اگر مصنف دونوں کا ایک ہی شخص ہو تو مشابہت کے بارہ میں تعجب نہیں کرنا چاہئے ✤

(۳) ۔ اگر یروشلم کی بربادی کے بعد پہلی صدی ہی میں لکھا جاتا تو ضرور اُس کا ذکر ہوتا ✤

جواب۔ یاد رہے کہ تواریخی واقعات کا کچھ ذکر اس میں نہیں اور سب مانتے ہیں کہ یہ خط یروشلم کی بربادی سے تقریباً پچیس برس بعد لکھا گیا ✤

(۴) حالانکہ اس خط میں مسیح کی دوسری آمد کا بہت ذکر ہے لیکن انجیل میں اس کا کچھ ذکر نہیں ✤

جواب۔ یہ غلط ہے۔ البتہ انجیل میں مسیح کی روحانی آمد پر جو روح القدس کے ذریعہ ہوئی۔ بہت زور دیا جاتا ہے۔ تو بھی مسیح اپنی آمد کا ذکر کرتا ہے۔ (یوحنا ۱۴: ۲ و ۳ + ۲۱: ۲۲) ✤

(۵) انجیل میں جس وکیل کا ذکر ہے ۔ وہ روح القدس ہے ۔ خط میں یہ لقب مسیح کا ہے ا یوحنا ۲ : ۱ ؛

جواب ۔ خود انجیل میں مسیح بھی وکیل کہلاتا ہے (۱۴ : ۱۶) ۔ یہ صرف نام کی بات ہے ۔ لیکن اس خط میں روح القدس کا ذکر اکثر آیا ہے (۲ : ۲۰ و ۲۷ ۔ ۳ : ۲۴ ۔ ۴ : ۲ و ۶ و ۱۳) ؛

(۶) گنوسٹک تعلیم اس خط میں مکمل نظر آتی ہے حالانکہ وہ تعلیم دوسری صدی میں مکمل ہوئی ؛

جواب ۔ یوحنا رسول کے زمانہ میں سرنتھس گنوسٹک اُسی قسم کی تعلیم دیتا تھا جو اس خط میں رد کی جاتی ہے ؛

(۷) بعض معترض اس خط کو رد تو نہیں کرتے ہیں لیکن یہ کہتے ہیں کہ بڑھاپے کی کمزوری کے آثار اس میں ہیں ؛

جواب ۔ لا کلام ایک بوڑھے شخص کے محبت بھرے خیالات نظر آتے ہیں لیکن اس میں کوئی کمزوری نہیں ؛

(۸) بعضوں کا خیال ہے کہ یہ ایک دوسرے یوحنا کی تصنیف ہے جو پرسبٹیر تھا ؛

جواب ۔ اس کا کوئی پکا ثبوت نہیں (دیکھو یوحنا کی انجیل کا دیباچہ)

مکتوب الیہ ۔ خود خط سے ان کی بابت کچھ پتا نہیں لگتا لیکن اگستین اور چند دیگر اشخاص لفظ "پارتھیوں کی طرف" ایزاد کرتے ہیں ۔ لیکن یہ کسی کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے ۔ کیونکہ یوحنا کا مشہور لقب کنوارا پڑ گیا تھا اور یہ لفظ یونانی میں پارتھیاں سے بہت مشابہ ہے ۔ خیال غالب ہے کہ یہ خط افسس اور اس کے

گردونواح کی کلیساؤں کے لئے گشتی خط کے طور پر لکھا گیا ٭

وقت تحریر۔ قریباً سب مانتے ہیں کہ پہلی صدی کے آخری دس سالوں کے اندر لکھا گیا ٭

خط کا مضمون اور مقصد۔ اس خط کا لُبّ لباب ہے "شراکت"

۱:۱ سے ۲:۲۔ شراکت کی حقیقت۔ مسیح کے تجسم اور موت کے وسیلے سے یہ ہوتی ہے۔ تاہم جو اُس میں شریک ہیں اُن میں کچھ گناہ ہنوز رہتا ہے۔ یہ شراکت محبت کی بنیاد ہے اور سب کے لئے لازمی ہے۔ اس کے ذریعہ دنیا سے علیحدگی حاصل ہوتی ہے اور جھوٹی تعلیم سے بھی۔ وہ ابنیت اور آئندہ جلال پر محیط ہے ٭

۳:۲ سے ۲۴۔ شراکت کا پھل۔ پاکیزگی۔ برادرانہ محبت وغیرہ ٭

۴:۱ سے ۶۔ شراکت کی شرط ہے سچائی ٭

۴:۷ سے ۲۱۔ شراکت کی زندگی ہے محبت ٭

۵:۱ سے ۲۱۔ شراکت کی جڑ ہے ایمان۔ حقیقی ایمان مؤثر ہے۔ خدا اور اس کے کلام اور اس کی روح اس پر گواہ ہیں۔ ایمان سے سفارش مؤثر ہوتی ہے ٭

تقسیم مضامین

سلسلہ قائم کرنا تو مشکل ہے کیونکہ ایک ہی بات کا تکرار پایا جاتا ہے اور یہ اس خط کا خاصہ ہے ٭

۱:۱ سے ۴۔ خدا سے زندگی ظاہر ہوئی ٭

۱:۵ سے ۲:۱۱۔ خدا نور ہے اور خدا کے فرزند نور میں چلیں ٭

۲:۱۲ سے ۳:۱۰۔ خدا حق اور راستی ہے اور یہ بھی مسیحیوں کی خصوصیت

ہے ؛

۳: ۱۱سے ۵: ۲۱- خدا محبت ہے۔ جو خدا سے پیدا ہوا ہے وہ اُس سے اور اُس کے فرزندوں سے ضرور محبت رکھیگا ؛

یوحنا کا دُوسرا و تیسرا خط

یہ دونوں خط توام نہیں کہلاتے ہیں

مصنف - قدیم کلیسیا میں ان کے مصنف کے بارہ میں کچھ شک تو تھا۔ مثلاً یوسبیس مؤرخ ان کو مشتبہ فہرست میں درج کرتا ہے۔ لیکن خود ان کو یوحنا کی تصنیف مانتا ہے۔ اور ئگین کہتا ہے کہ بعض ان کو قبول نہیں کرتے۔ پشتو ترجمے میں یہ دونوں پائے نہیں جاتے لیکن ان شکوں کی بنیاد یہ تھی کہ وہ شخصی اور چھوٹے خط تھے۔ چونکہ اکثر لوگوں نے ان کو قبول کیا اس سے تسلی ملتی ہے کہ وہ سچ مچ یوحنا کے تھے ورنہ کوئی ان کو یوحنا سے منسوب نہ کرتا۔ جو یوحنا کا دوسرا خط کہلاتا ہے اسے اثرنیوس صاف صاف یوحنا رسول سے منسوب کرتا ہے۔ اور اسکندریہ کا کلیمنٹ یوحنا کے پہلے اور بڑے خط کا ذکر کرتا ہے۔ جس سے پتا لگتا ہے کہ اُس کے اَور خط چھوٹے تھے۔ اور بعضوں نے سمجھا کہ چونکہ مصنف نے لقب بزرگ استعمال کیا ہے۔ اس لئے یہ دوسرا یوحنا ہوگا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ لیکن غالباً یہ یوحنا پر سبٹر کوئی خیالی شخص ہوگا۔ یوحنا نے کیوں اپنے لئے رسول کی بجائے لقب پرسبٹر استعمال کیا ؟ کہ رسول اس لئے کہ پہلی صدی کے آخری سالوں میں یہ لقب رسول بہت عام ہو گیا مثلاً کلیسیاؤں کے وکیلوں اور ایلچیوں کے لئے یا پیاسس

اور دیگر شخصوں کی تصنیفات میں لفظ بزرگ سے وہ لوگ مراد تھے جنہوں نے خود مسیح کا کلام سنا تھا ﴿

دوسرا خط یوحنا کے پہلے خط سے الفاظ اور طرز میں بہت مشابہ ہے۔ اور تیسرا اکسی قدر مشابہ ہے۔ اور بعض الفاظ کے ذریعہ دوسرے خط سے نہایت مشابہ ہے ﴿

دوسرا خط۔ برگزیدہ بی بی کے نام لکھا گیا۔ کیا اس سے (۱) لفظاً بی بی مراد ہے؟ اور اگر ایسا ہو تو کیا اُس کا خاص نام برگزیدہ تھا۔ اس کا ٹھیک پتا نہیں۔ دیکھو پطرس ۵: ۱۳ (۲) کیا اس سے برگزیدہ کلیسیا مراد ہے؟ یہ جیروم کی رائے تھی۔ جو نصیحتیں اس خط میں پائی جاتی ہیں وہ کچھ اس رائے کے مطابق معلوم ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہو تو وہ کونسی کلیسیا ہوگی۔ اس کے بارہ میں بھی ہم تحقیق نہیں جانتے البتہ یہ کہہ سکتے کہ یوحنا وہاں ہو آیا تھا آیت ۴ و ۸ ﴿

تقسیم مضمون

۱ سے ۴ تک۔ سلام اور شکر گذاری کہ وہ سچائی پر چلتی ہے ﴿

۵ سے ۷ تک۔ محبت پر بھی چلنا چاہیئے ﴿

۸ سے ۱۱ تک۔ جھوٹے معلموں کو قبول کرنا نہیں چاہیئے ﴿

۱۲ و ۱۳۔ خاتمہ۔ یوحنا وہاں جانے کی امید کرتا ہے ﴿

یوحنّا کا تیسرا خط

مکتوب الیہ۔ یہ خط گیوس کی طرف ہے۔ اس نام کا ذکر رومیوں ۱۶: ۲۳ + ۱ قرنتی ۱: ۱۴ + اعمال ۱۹: ۲۹ + ۲۰: ۴ میں آتا ہے۔ مگر ہم

نہیں جانتے کہ آیا مکتوب الیہ ان میں سے تھا یا نہیں کیونکہ یہ عام نام تھا ؛

معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط ایک شخص کے نام پر بھیجا گیا کیونکہ اس سے پیشتر ایک خط جو کلیسیا کے نام پر بھیجا گیا۔ ایک دشمن دایوطریفس نے روک لیا تھا۔ بعض لوگوں نے یہ خیال کیا کہ یہہ دایوطریفس روم کا اسقف تھا۔ اور کہ کسی مونٹانسٹ نے دوسری صدی میں یہ خط لکھا۔ لیکن یہ محض بنیاد ہے ؛

تقسیم مضامین

۱ سے ۴۔ سلام اور خوشی کہ گیوس تندرست ہے اور سچائی پر چلتا ہے

۵ سے ۸۔ اُس کی مہمانداری کی تعریف کرتا ہے ؛

۹ سے ۱۲۔ اُسکو دایوطریفس سے آگاہ کرتا ہے ؛

۱۳ و ۱۴۔ خاتمہ۔ وہاں پر جانے کی امید ظاہر کرتا ہے ؛

یہ قابل لحاظ ہے کہ جیسے پہلے خط میں یوحنا نے سچائی اور محبت پر بہت زور دیا۔ ویسا ہی ان دو خطوں میں یہ خاص خیال پائے جاتے ہیں۔ جیسے اب ویسے ہی ان دنوں میں تفرقوں کا اکثر سبب امنگ اور تکبر ہے (۳ خط ۹ آیت) ؛

مکاشفہ کی کتاب

جو زمانہ پرانے اور نئے عہدنامہ کے درمیان گزرا ہے۔ وہ یہودیوں کے لئے بڑی مصیبت اور تنگی اور غم کا زمانہ تھا۔ فاریسیو

اور انطاکی سلطنت کی طرف سے انکو بہت تکلیف پہنچی۔ اگرچہ یوسیفس کے قول کے مطابق ساری قوم کو یقین ہوگیا تھا کہ نبوت کی نعمت اُن سے جاتی رہی تاہم مکابیوں کے زمانہ سے لیکر ایک نئی قسم کی تصنیفات پیدا ہوئیں جنکو مکاشفہ کہتے ہیں۔ اس قسم کی تصنیفات کی خصوصیت یہ تھی کہ کہ فی زمانہ تکلیفات میں تسلی اور برداشت حاصل ہو۔ اس غرض سے وہ مجازی بیانات میں آیندہ مخلصی کی امید پیش کرتے تھے۔ اور اپنی تصنیفات کو مستند ٹھیرانے کے لئے ان کو پرانے عہدنامہ کے کسی مشہور بزرگ سے منسوب کرتے تھے۔ مثلاً حنوق کی کتاب۔ موسیٰ کا صعود وغیرہ۔ لیکن غیر قوم سرکار کی سزا سے بچنے کے لئے وہ ایذا دہندوں کا ذکر بناوٹی ناموں سے کرتے تھے ؛

یوحنا کے مکاشفہ کی کتاب بھی اسی نمونہ پر ہے۔ مثلاً روم کے لئے بابل کا لقب آیا ہے۔ اور بہت مشکل تشبیہوں کا استعمال ہے۔ اب یہاں یہ سوال آتا ہے کہ آیا اس میں بھی مصنف کا نام بناوٹی ہے؟ غالباً ایسا نہیں۔ کیونکہ قدیم کلیسیا میں کافی شہادت اس بات کی ملتی ہے کہ یہ کتاب خود رسول یوحنا کی تصنیف ہے۔ بلکہ بیرونی شہادت اس کتاب کے لئے ایسی مضبوط ہے کہ شاید کسی دوسری کتاب کے لئے نہیں۔ مثلاً جسٹن شہید۔ آئرنیوس۔ ترتلیان۔ مورانوزی فہرست۔ کلیمنٹ اسکندری اوریگن وغیرہ سب کے سب اسکو یوحنا رسول سے منسوب کرتے ہیں۔ البتہ پشتو یعنی سریانی ترجمہ میں یہ پائی نہیں جاتی لیکن اس کی وجہ شاید یہ ہوگی کہ مکاشفہ کی کتاب اُس ترجمہ کے بعد مشہور ہوگئی ؛

برعکس اس کے قدیم کلیسیا کے چند لوگوں نے ان پر اعتراض کیا

مثلاً الوگوئی لوگوں نے جنکا ذکر یوحنا کی انجیل کے دیباچہ میں ہوا۔ یوسبیس مؤرخ اگرچہ بیرونی شہادتوں کو مانتا ہے۔ لیکن پھر بھی اُس کے بارہ میں شک کرتا ہے۔ اورلادوقیا کے مجمع کے قانون میں یہ کتاب پائی نہیں جاتی۔ ان شکوں کا باعث دایونیسس اسکندری کی تصنیفات میں مفصل پایا جاتا ہے۔ (یہ شخص تیسری صدی میں گزرا ہے)۔ یہ شخص کہتا ہے کہ مَیں مانتا ہوں کہ یہ کتاب کسی دیندار مسیحی کی تصنیف ہے۔ لیکن مَیں نہیں جانتا کہ اس کا مصنف یوحنا رسول ہے۔ کیونکہ اس کا طرز عبارت یوحنا کی انجیل سے متفرق ہے۔ اور اُسکے مضامین اُس تعلیم کی تائید کرتے ہیں جسے ہزار سالہ سلطنت کہتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ مصنف بیرونی شہادت کے زور کو مانتا ہے۔ لیکن مضامین کے لحاظ سے وہ اس پر شک کرتا ہے۔ اُسوقت ہزار سالہ تعلیم والے کلیسیا کو خصوصاً مصر کی کلیسیا کو جہاں دایونیسس بشپ تھا۔ بہت تکلیف دیتے تھے اور وہ لوگ اس کتاب کے بیسویں باب سے اس تعلیم کا ثبوت پاتے تھے۔

دایونیسس کے زمانہ سے لیکر آجتک کچھ شک چلا آیا ہے اور آجکل کے عالم لوگ دایونیسس کے اعتراضات کے علاوہ ایک نیا اعتراض پیش کرتے ہیں یعنی یہ کہ اس کتاب کا خاص مطلب یہ ہے کہ پولوس کی تعلیم کے خلاف یہودی مائل مسیحیوں کی تائید کرے۔ جو اسے یوحنا رسول کی تصنیف نہیں مانتے وہ یا تو یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک یوحنا پرسبٹر کی تصنیف ہے۔ یا یہ کہ دراصل اس کتاب میں کسی مصنف کا نام مندرج نہ تھا۔ پیچھے یوحنا کا نام ڈالا گیا (۱: ۱و۴و۹ + ۲۱: ۲ + ۲۲: ۸)۔

پس فی الحقیقت دو اعتراض ہیں۔ اول طرز عبارت کے اختلاف

کے بارہ میں۔ دوم ہزار سالہ سلطنت کی تعلیم ۔

اوّل طرز عبارت۔ یہ سچ تو ہے کہ یوحنا کی انجیل کے طرز سے اس کا طرز کچھ مختلف تو ہے مثلاً اگرچہ خدا کے برہ کا ذکر دونوں میں پایا جاتا ہے لیکن مکاشفہ میں جو لفظ برّہ کے لئے آیا ہے۔ وہ انجیل کے لفظ سے متفرق ہے۔ اگرچہ یوحنّا کی انجیل کی یونانی سلیس ہے۔ پر صرف ونحو کے مطابق ہے۔ مگر مکاشفہ کی یونانی اکثر بگڑی ہوئی یونانی اور صرف ونحو سے خلاف ہے۔ جو محاورے صرف ونحو کے خلاف سمجھے جاتے ہیں قرینہ کا لحاظ کرنے سے اُن کا سبب صاف ظاہر ہو جاتا ہے۔ مثلاً "جو تھا جو ہے اور جو ہونے والا" (۱: ۴) ایک لقب کے طور پر استعمال ہوا ہے اس لئے صیغہ میں تبدیلی نہیں ہوئی۔ برہ کے لئے جو دو لفظ ہیں وہ عام لفظ ہیں۔ انجیل میں وہ یوحنا بپتسمہ کے منہ میں سے آتا ہے۔ (یوحنا ۱: ۲۹ و ۳۶) جو لفظ مکاشفہ میں ہے۔ وہ نہ صرف مکاشفہ میں بارہا آیا ہے بلکہ یوحنا کی انجیل میں بھی پایا جاتا ہے (یوحنا ۲۱: ۱۵) ۔

مکاشفہ کی کتاب کی بگڑی یونانی کی یہ وجہ بتاتے ہیں کہ غالباً پتمس کے جزیرہ میں اُس نے یہ کتاب لکھی جہاں یونانی خواندہ لوگ بہت کم تھے۔ لیکن انجیل افسس میں لکھی گئی۔ جہاں ایسے خواندہ لوگ بہت تھے۔ بہرحال باوجود اختلاف کے بہت مشابہت بھی ہے ۔

دوم۔ ہزار سالہ سلطنت۔ ہم نے ذکر کیا کہ اس میں تشبیہی بیان ہے اس لئے کسی کا حق نہیں کہ قطعی طور پر ہزار برس کے زمانہ سے ہزار ہی برس کا زمانہ سمجھیں ۔

پس اگرچہ مضامین میں کئی مشکلات پائی جاتی ہیں لیکن اُنمیں کوئی ایسی بات نہیں کہ جس کے باعث بیرونی شہادتوں کو رد کریں ؛

زمانہ تحریر۔ اٹرنیوس کہتا ہے کہ یوحنا کو یہ مکاشفہ دومیتان کی سلطنت کے آخر کے قریب ملا۔ یہ دومیتیان روم کا قیصر ۸۱ سے ۹۶ء تک تھا۔ اگر یہ سچ ہو تو یہ کتاب تقریباً اسی زمانہ میں لکھی گئی۔ جس میں کہ انجیل قلمبند ہوئی۔ لیکن بہت لوگوں کی رائے یہ ہے کہ نیرو قیصر کی ایذارسانی کے عین بعد یہ مکاشفہ ملا۔ اور شاید یوحنا نے روم میں اُس ہولناک ایذارسانی کے حادثے دیکھکر اور جلاوطن ہو کر یہ کتاب لکھی۔ ان دو تاریخوں میں فیصلہ کرنا ناممکن معلوم ہوتا ہے ؛

مکتوب الیہ۔ پہلے تین بابوں میں صاف لکھا ہے کہ آسیا کی کلیسیاؤں کے لئے یہ مکاشفہ لکھا گیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا خیال یہ بھی تھا کہ یہ اسکی تصنیف کل کلیسیا کے فائدہ کے لئے ہے ؛

مضامین اور ان کی تفسیر۔ پہلے تین باب میں کچھ مشکلات نہیں سوائے اسکے کہ کہانتک جو پیغام اُن کلیسیاؤں کو بھیجا گیا ہر زمانہ اور ملک کی کلیسیا کے لئے مناسب ہے۔ شلاً بعض سمجھتے ہیں کہ سات کلیسیاؤں سے (جو کمال کا عدد ہے) کل کلیسیا کی سات مختلف حالتیں مراد ہیں بعض کی رائے میں یہ حالتیں ایک ہی زمانہ کی ہیں اور بعض کی رائے میں پے در پے زمانہ کے لئے خواہ کچھ ہی ہو یہ ظاہر ہے کہ اُن میں سے کلیسیا کو ضرور کچھ عملی نصیحت ملتی ہے۔ چھٹے باب سے لیکر زیادہ مشکل ہے۔ اُس کا سلسلہ یہ ہے :-

۴ : ۱ سے ۸ : ۱ تک۔ سات مُہروں کی کتاب۔ جن کو صرف برّہ

توڑ سکتا ہے۔ ان مہروں کے ٹوٹنے کے مجازی معنی ؛

۸: ۲ سے ۱۱: ۱۹ تک ۔ سات نرسنگے ؛

۱۲ باب ۔ عورت سے ایک بچہ کا پیدا ہونا اور اژدہا سے اس کا دکھ اُٹھانا

۱۳ باب ۔ درندہ جانور کا برپا ہونا ؛

۱۴ باب ۔ برّہ کے برگزیدے خواہ مر گئے اور خواہ زندہ ہوں جو اس جانور سے محفوظ رہے ؛

۱۵ و ۱۶ باب ۔ سات فرشتے اور سات پیالے ؛

۱۷ سے ۲۲ باب کے آخر تک ۔ ذوالجلال خاتمہ ۔ جس میں بابل کی بربادی برّہ کی شادی اور عدالت کا دن اور نئی زمین کا ذکر آتا ہے ؛

اس کتاب کی تشریح میں بیشمار رائے ہوئی ہیں ۔ ایک قسم کی رائے یہ ہے کہ شروع سے آخر تک محض روحانی تشبیہیں ہیں یعنی اس زمانہ میں ایسے خطروں کا ذکر آتا ہے جو ہر زمانہ میں کلیسیا کو پیش آتے ہیں ۔ مگر ان کو ترتیت دنیا محال ہے ؛

دوسری قسم کی رائے یہ ہے کہ اگرچہ بیشک یہ کتاب تشبیہی ہے تاہم اس میں کوئی نہ کوئی تواریخی سلسلہ بھی ہے ۔ ان مفسروں کو تین گروہوں پر تقسیم کر سکتے ہیں ۔

(الف) صرف اُس موجودہ زمانوں کے ماجروں کے بارہ میں ہے ۔ مثلاً سات بادشاہ آگستن قیصر ۔ طبریاس ۔ کلی گولا ۔ قلادیوس نیرو ۔ گلبہ اور جو مصنف کے وقت میں حکمران تھا اور ایک جو ہونے والا تھا ۔ اس کی تائید میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۱۳: ۳ میں لکھا ہے کہ وہ اُس کے سروں میں سے ایک پر زخم کاری لگا ہوا تھا ۔ مگر ان کا زخم کاری اچھا ہو گیا ۔ اس سے وہ یہ مراد لیتے ہیں کہ نیرو

اگرچہ ظاہراطور پر مر گیا تھا۔ مگر عوام الناس کا خیال تھا کہ وہ پھر نکلکر ظلم کریگا۔ اور ۱۳: ۱۸ میں جو تعداد ۶۶۶ ہے وہ قیصر نیرو کے نام کے عدد ہیں اگر عبرانی میں اُس کو لکھیں ۔

بادی النظر میں یہ تشریح معقول معلوم ہوتی ہے کیونکہ مصنف کہتا ہے کہ یہ باتیں جلد ہونیوالی ہیں۔ لیکن اس میں دو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔

اوّل۔ اگر ایسا ہوتا تو کیوں کلیسیا نے اس کتاب کی قدر ہر زمانہ میں کی ہے حالانکہ چاہئے تھا کہ وہ سمجھے کہ یہ ماجرے ہو چکے ہیں ۔

دوم۔ مضامین اور پیشین گوئیاں جو اُس میں پائی جاتی ہیں۔ اُس زمانہ کے ماجروں سے محدود نہیں ہوسکتی ہیں ۔

(ب) دوسرا فرقہ یہ کہتا ہے کہ یہ سارے ماجرے صرف اخیری زمانہ میں ہونے والے ہیں ابتک اُن کا شروع بھی نہیں ہوا۔ بلکہ مذکورہ سات کلیسیائیں بھی آئندہ ہیں اور آیندہ زمانہ میں سلسلہ وار یہ واقعات پورے ہونگے۔ اگر ایسا ہو تو اس کتاب سے بہت تھوڑا فائدہ مل سکتا ہے صرف اُس چند روزہ زمانہ میں چند مسیحیوں کے لئے فائدہ مند ہو سکتی ہے ۔

(ج) متوسط۔ اس فرقہ کی رائے یہ ہے کہ اس کتاب میں مسیح کے مابعد زمانہ کی کلیسیا کی سلسلہ وار تواریخ ہے۔ اور وقتاً فوقتاً روحانی لوگ اس سلسلہ کا سراغ لگا سکتے ہیں۔ مثلاً عورت سے بگڑی ہوئی کلیسیا مراد ہے اور اس کی تائید میں کہتے ہیں کہ اس عورت کی جگہ سات پہاڑیوں پر ہے کہ وہ درندہ جانور پر سوار ہوتی ہے اور عین

اسی طرح سے روم کی بت پرستوں کی جانشین ہو گئی اور روم میں سلطنت کرتی تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ درندوں میں سے ایک محمد تھا۔ یہ تیسری رائے چھوٹی باتوں سے قطع نظر کرکے زیادہ معقول معلوم ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہو تو یہ کونسا سلسلہ ہے۔ آیا سات مُہروں سات نرسنگوں اور سات پیالوں سے کل ۲۱ درجے یا زمانے یکے بعد دیگرے مراد ہیں یا صرف سات ہیں۔ جن کی تشریح تین طرح سے پیش کی جاتی ہیں۔ یعنی مُہروں کی اور نرسنگوں کی اور پیالوں کی تشبیہ ہے ؂

خاص خیالات

(۱) بڑی تسلی کا خیال یہ ہے کہ دنیا کے سارے انقلابات میں خدا حکمران ہے اور اُس نے مسیح کو سب پر مسلط کیا ہے ؂

(۲) کلیسیا کی حالت عموماً آزمائش اور مصیبت کی ہے تاہم انجام نیک ہوگا ؂

(۳) خیالات عموماً پرانے عہدنامہ اور خاصکر نبیوں کی کتابوں سے لئے گئے ہیں۔ دانیال ۷ سے ۱۲ باب تک۔ اور ان کا تعلق مسیح کی پیش گوئی سے جو یروشلم اور دنیا کے آخر کے بارہ میں کیگئی ؂

(۴) عددوں کا خاص ذکر ہے۔ مثلاً عدد سات۔ جو یہودیوں کے نزدیک کاملیت کا نشان تھا۔ سات کلیسیائیں۔ سات مہریں نرسنگے۔ پیالے وغیرہ۔ یہ عدد سات دو حصوں پر تقسیم ہوتا ہے یعنی ۳ اور ۴ + ۳ الوہیت کا عدد ہے اور ۴ جہان کا + ۳ + ۴ = ۷ یعنی خدا اور جہان۔ اور ۳ + ۴ = ۱۲ کلیسیا کا عدد ہے جو گویا برہ

کی دلہن ہے اور سات کا نصف یعنی ۳½ بھی استعمال ہوا ہے ۱۲: ۳؛ ۱۴ + ۱۲: ۶ و ۷ + ۱۱: ۹ - دوسرا عدد جو مدنظر ہے وہ ۱۰ ہے ۱۰ اعلیٰ عدد ہے جس سے ہر چیز کا کمال یا زمانوں کا کمال مراد ہے +

(۵) کتاب آخر میں یہ یاد دلاتی ہے کہ جو مسیح ایک دفعہ آیا تھا وہ جلال کے ساتھ پھر آئے گا - اور اس وقت ساری چیزیں بحال ہونگی اور اس دنیا کا بھید حل ہو جائے گا - ۲۱: ۱ سے ۵؛ ۱۰: ۶ و ۷ +

تمام شد